(إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ) (سورۃ المنافقون۔۱)

(یقیناً منافق لوگ جھوٹے ہیں)

نفاق

سکندر نقشبندی

(إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ) (سورۃ المنافقون۔۱)

(یقیناً منافق لوگ جھوٹے ہیں)

نفاق

سیّد سبط سکندر نقوی حنفی نقشبندی مجدّدی

نام کتاب: نفاق

تالیف: سکندر نقشبندی

ٹیلیفون: (001) 647 890 1317

sikander.naqshbandi@gmail.com

Link:

https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi

سرورق: سید حماد الرحمان - ٹورنٹو کینیڈا

پروف ریڈنگ: محترم امیر قادر ۔ مسی ساگا ۔ کینیڈا

تعداد:

سنِ طباعت: 2017ء

قارئین سے گذارش

کتاب کی پروف ریڈنگ میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معذرت قبول فرمائیں اور نشاندھی فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست کی جاسکے۔ جزاکم اللہ خیراً

کتاب ملنے کیلئے رابطہ

مختار احمد (کراچی پاکستان) 0300-2380285

نفیس الحسن جیلانی (کراچی پاکستان) 0300-3512712

عبد الرشید خان (ورجینیا امریکہ) (001) 703-785-4737

منور نقوی (سڈنی آسٹریلیا) 0614-2490-4151

قیصر نقوی (ٹورنٹو کینیڈا) (001) 647-898-4640

سید عباد الرحمان (کیلگری AB کینیڈا) (001) 403-926-5171

فرمان الٰهی

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ☆

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو
جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے
اور تم اسلام کی حالت ہی میں مرنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
62۔	رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی گمشدگی	228
63۔	منافقین کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات	230
64۔	منافقین کے بارے میں فرمانِ نبوی ﷺ	238
65۔	مسلمانوں کو منافقین سے ہوشیار رہنا چاہیے	241
66۔	منافقین کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایات	245
67۔	منافق کے ساتھ سختی سے پیش آئیں	245
68۔	ان کے کہنے پر نہیں چلنا چاہیے	245
69۔	ان کی طرفداری اور دفاع نہ کیا جائے	246
70۔	ان سے دوستی رکھنے کی ممانعت	246
71۔	ان کے ساتھ جنگ اور سختی	247
72۔	منافق کی عزت مت کیا کرو	247
73۔	منافق کا نماز جنازہ مت پڑھو	248
74۔	منافق کی مثال	249
75۔	منافق کا مرنے کے بعد کا معاملہ	259
76۔	منافق کا آخرت کا معاملہ	260
77۔	نفاق سے بچنے کا حکم	267

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر

انمول موتی

دورنگی چھوڑ دے
ایک رنگ ہو جا

سراسر موم ہو
یا پھر سنگ ہو جا

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُ ہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسَناوَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مِنْ یَّھْدِ ہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مِنْ یُّضْلِلْہٗ فَلا ھَادِ یَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَ ہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّد نَا وَسَنَدَ نَا وَ نَبِیِّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُ ہٗ وَ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا

کَثِیْرًا کَثِیْرًا ☆ اَمَّا بَعْدُ

فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُوْن ﴾

(سورۃ المنافقون ۔ ۱)

(یقیناً منافق لوگ جھوٹے ہیں)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰل اِبْرَاھِیْمِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا

مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ☆

منافق سچا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ وہ امانت دار ہونے کا دعویدار ہوتا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ اصل میں وہ خائن ہے۔ وہ وعدے کی پاسداری کا دعویٰ کرتا ہے مگر وہ جانتا ہے کہ وہ غدار ہے، کسی عہد و پیمان کا خیال نہیں کرتا۔ وہ اپنے فریق مخالف پر طرح طرح کے الزام لگاتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے وہ ان الزام تراشیوں میں جھوٹا ہے۔

اس کے سارے اخلاقیات کی بنیاد دھوکہ بازی پر مبنی ہوتی ہے۔ جس انسان کے اندر ایسی صفات پائی جائیں اس کے بارے میں نفاق اکبر میں مبتلا ہونے کا خدشہ رہتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عملی نفاق اگرچہ ایسا گناہ ہے جس کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا مگر یہ خطرہ ضرور رہتا ہے کہ جب یہ نفاق دل میں جڑ پکڑ لے گا تو وہ اس انسان کو مستقل دھوکہ باز اور بہانہ ساز بنا دے گا اور معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا کہ اس انسان کے دل سے ایمان نکل جائے گا اس کہ جگہ دل میں کفر و نفاق بھر جائے گا جو کہ اس کے ان گناہوں کی سزا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کے فساد کی اصلاح فرما دے اور ہمیں ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

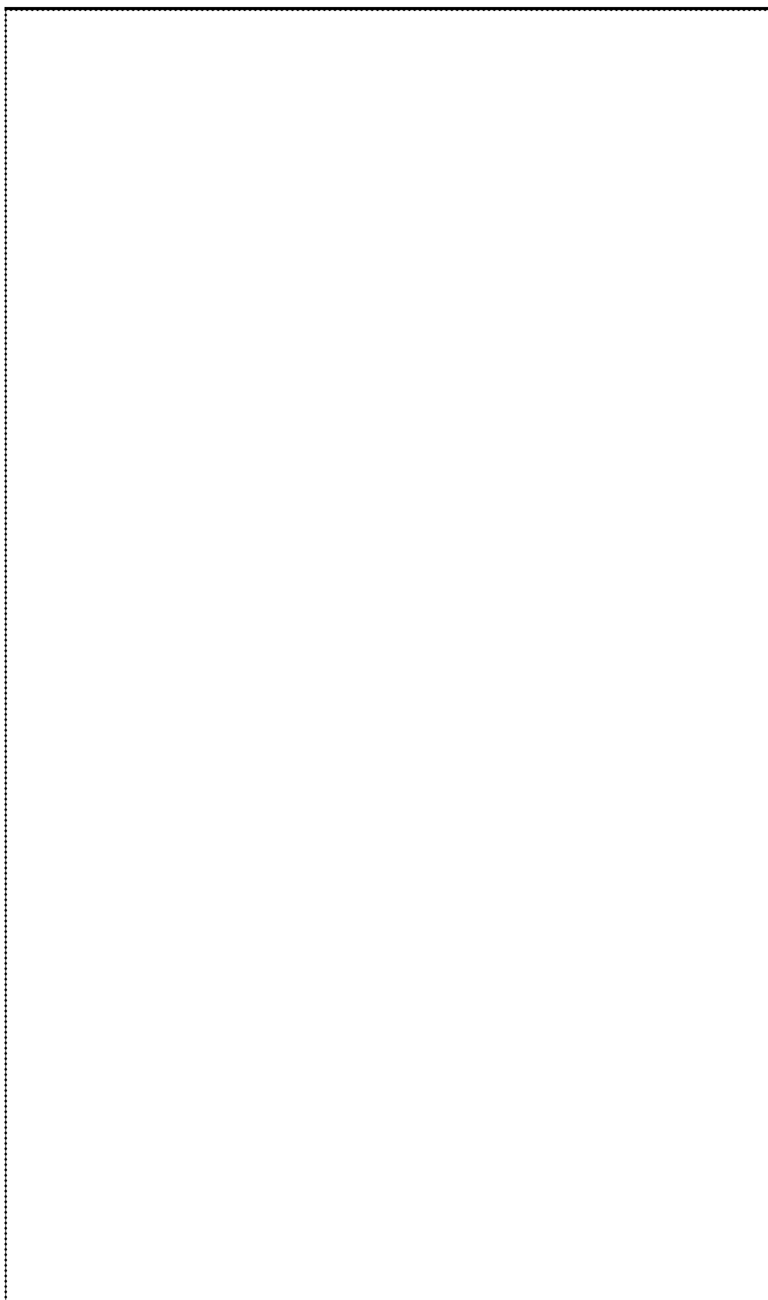
قارئین سے ایک گزارش ہے کہ اگر وہ اس کتاب سے صحیح معنی میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو اس کا سرسری مطالعہ نہ کریں۔ اس میں بعض جگہ قارئین کو لگے گا

کہ مضمون کی تکرار ہے یعنی یہ غلطی سے نہیں ہے بلکہ قصداً رکھا گیا ہے تا کہ بات قارئین کی اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔

اس کتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ، اس کے محبوبِ کبریا ﷺ کی محبت اور میرے شیخ طریقت پروفیسر ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان دامت برکاتہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور جو خامیاں ہیں ان میں میری کوتاہیوں کا دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی رحمتیں اور برکتیں عطا فرمائے اور حقیقی معنوں میں دین کی سمجھ دے اور صحابہ کرام ؓ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ مزید یہ کہ اس کتاب کو کو خود بھی پڑھنے اور دوسروں کو ترغیب دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ وما توفیقی الّا باللّٰہ علیہ توکلت و الیہ اُنیب ﴾

طالب دعا
سکندر نقشبندی (عفی عنہٗ)
20/ صفرالمظفر 1439ھ بروز جمعرات
بمطابق 9/ نومبر 2017ء
کیلگیری ۔ کینیڈا
Tel: (001) 647 890 1317
Email: sikander.naqshbandi@gmail.com
Link: https//archive.org/details/@sikander.naqshbandi



نفاق

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيراً ☆

(سورۃ النساء ۔ 145)

کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے
اور تم اُن کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔

نفاق ایسی خطرناک باطنی بیماری ہے کہ آدمی اس میں مبتلا رہتے ہوئے بھی اس کا احساس نہیں کر پاتا اور عام طور پر لوگ اس سے ناواقف رہتے ہیں۔ بعض اورقات اس میں مبتلا شخص اپنے آپ کو فاسق سمجھنے کے بجائے اصلاح کرنے والا سمجھتا ہے۔

نفاق کی تعریف

'' نَفَقَ '' اس کے دو معنی ہیں

۱) کسی چیز کا ختم ہو جانا یا منقطع ہو جانا

۲) کسی چیز کو چھپانا یا انتہائی پوشیدہ رکھنا

'' نَافَقَ فِيْ دِيْنِهٖ '' دل میں کفر چھپا کے زبان سے ایمان کے اظہار

کرنے کو کہتے ہیں۔

نفاق سے مراد ظاہری حالت اور باطنی حالت، قول و عمل کا مختلف ہونا ہے۔ نفاق کی بنیادی تعمیر جھوٹ پر ہوتی ہے۔

منافق کا مادہ لفظ ''نـفـق'' سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں سرنگ۔ جس میں دونوں طرف راستے ہوتے ہیں، ایک طرف سے داخل ہو کر چھپ جاتے ہیں اور دوسری طرف نکل جاتے ہیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ لومڑی اپنے بل کے دو راستے رکھتی ہے، ایک کا نام عربی میں نافقا اور دوسرے کا نام قاصعاء ہے۔ وہ ایک طرف سے داخل ہوتی ہے اور جب کوئی شکاری اس کا تعاقب کرتا ہے تو وہ دوسری طرف سے نکل جاتی ہے۔ اگر دوسری طرف سے خطرہ ہوتا ہے تو پہلی طرف سے نکل جاتی ہے۔ منافق کی لفظ لومڑی کے بل کے سوراخ نافقا سے ماخوذ ہے۔ منافق کے پاس بھی دو راستے ہوتے ہیں، ایک کفر جو اس کے دل میں ہوتا ہے اور دوسرا ایمان جو اس کی زبان پر ہوتا ہے۔ اگر کفر سے اسے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے جو اس کی زبان پر ہوتا ہے اور اگر اسلام سے اسے کوئی تکلیف ہو رہی ہو تو فوراً اپنے آپ کو کافروں کے ساتھ شمار کرتا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن: ج ۵ ص ۲۴۹)

ابن جریرؒ فرماتے ہیں!

” منافق وہ ہے جس کا قول اس کے فعل کے مخالف ہو، اور اس کا باطن اس کے ظاہر کے مخالف ہو اور اس کا حاضر اس کے غائب کے مخالف ہو۔

جس طرح ایمان اور کفر کی مختلف قسمیں اور صورتیں ہیں اسی طرح نفاق کی بھی دو قسمیں ہو گئیں ہیں۔

۱) اعتقادی نفاق (نفاق اکبر)

۲) عملی نفاق (نفاق اصغر)

اعتقادی نفاق:

ایک تو اعتقادی نفاق ہے یعنی بظاہر اللہ کی توحید، رسالت، فرشتے، حشر و نشر کے اعتقاد رکھنے کا دعویٰ کرنا مگر اندر اندر ان تمام کا انکاری ہونا۔ یہی وہ نفاق ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔ اسی نفاق کو قرآنِ کریم نے کفر بھی کہا ہے اور اسی نفاق کے بارے میں وہ وعید آئی ہے کہ دوزخ میں منافقیں کا ٹھکانا کافروں سے بھی نیچے ہے اور یہ جہنم نے انتہائی نچلے درجہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔

اس قسم کی منافق کے لئے فقہاء کرام ”زندیق“ کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں! زنادقہ کا طبقہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا اظہار کیا مگر کفر کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کو دل میں پوشیدہ رکھا۔ یہی لوگ منافق ہیں جو جہنم کے سب سے نچلے درجے میں رہیں گے۔

ایسے لوگ شخصی مصلحت، اپنے گھناؤنے مقاصد کی تکمیل اور اپنے ذلیل شہوات وخواہشات کو پورا کرنے کے لئے اپنے اندر کفر کو چھپائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ کینہ اور حسد کی وجہ سے کبھی مسلمانوں سے لڑائی پر اتر آتے ہیں اور کبھی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے گہری محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ منافق لوگ اپنے آپ کو اسلام کا وفادار، اس کی دعوت کا علمبردار اور مددگار ظاہر کرتا ہے لیکن حقیقت میں یہ اسلام کا شدید ترین دشمن ہوتا ہے اور اسلام کے خلاف مکروفریب اور سازشوں میں ہر وقت مصروف رہتا ہے اور اپنے اندر چھپی ہوئی نفرت اور بغاوت کو نئے نئے طریقوں سے فتنے پھیلانے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ان کی وجہ سے اسلام کو ہر زمانے میں شدید نقصان پہنچتا رہا ہے۔ کیونکہ مسلمان اپنے کھلے دشمن سے تو ہوشیار رہتا ہے۔ منافق اندر سے وار کرتا ہے۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض لوگ اسلام قبول کرنے کا اعلان کرتے ہیں اور وہ اس میں سچے بھی ہوتے ہیں مگر پھر بعد میں ان کے دل میں شک اور نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسا ان کے ساتھ بعض آزمائش پیش آنے کے بعد ہوتا ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی سچائی کا امتحان لیتا ہے۔ ایسے لوگ باطن میں مرتد ہو جاتے ہیں مگر اپنے مرتد ہونے کا اعلان کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے وہ ظاہری طور پر برابر اسلام کا اظہار کرتے رہتے ہیں اس خوف سے کہ ان پر مرتدین کے احکامات نہ جاری کردئے جائیں یا پھر کہیں ان دنیاوی فائدوں سے ہاتھ نہ دھونا پڑ جائے جو انہیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے حاصل ہو رہے ہیں یا پھر اس خوف سے بھی کہ کہیں انہیں لوگوں کی مذمت کا سامنا کرنا پڑے اور معاشرے میں اپنا وقار کھو بیٹھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی دوسرے دنیاوی فائدے جو ان کی نظر میں ہوں ان کے ختم ہونے کا اندیشہ ہو۔ اسی وجہ سے وہ ظاہری طور پر تو مسلمان رہتے ہیں مگر حقیقت میں وہ کافر اور مرتد ہوتے ہیں۔

عملی نفاق

پوشیدہ طور ہر دین کے امور کو کو ترک کرنا مگر ظاہراً اس کا اہتمام کرنا عملی نفاق کہلاتا ہے۔ یعنی اعلانیہ نیکی کرے مگر باطن میں اس کے خلاف ہو۔ اس گناہ کا مرتکب ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔ اپنی سزا کاٹ کر جنت میں جانے کا مستحق

ہوجائے گا۔

رفتہ رفتہ یہ ہوا کہ ان منافقین کی جو عادات، خصلتیں اور طور طریقے تھے وہ بھی نفاق ہی کہلانے لگے کیونکہ ان میں اکثر باتیں وہی ہیں جو انسان کی اخلاقی اور عملی زندگی کو داغدار کرتی ہیں۔ جو اسلام کی تعلیمات اور اعلیٰ انسانی قدروں کے منافی ہونے کی وجہ سے اسلام سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ جب مسلمانوں کی دینی زندگی میں زوال آیا تو انہوں نے ان باتوں کو اختیار کرنا شروع کر دیا جو منافقین کرتے تھے۔ علمائے دین نے اس کا نام عملی نفاق رکھا۔

نفاق کی یہ قسم انسان کو اسلام سے خارج تو نہیں کرتیں لیکن وہ سچا مسلمان بھی نہیں رہتا اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

جن باتوں کے خلاف تنبیہ کرنا مقصود ہے وہ یہی عملی نفاق ہے۔ یعنی بات چیت میں جھوٹ کو اختیار کرنا، وعدہ کر کے پورا نہ کرنا، امانتوں میں خیانت کرنا ہے۔ مسلمانوں میں ان عادات کا پایا جانا انتہائی خطرناک بات ہے۔ ان بری عادات سے مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہیے ورنہ آخرت میں سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ (مظاہرِ حق)

صحیح البخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! قیامت کے دن لوگوں میں سب سے بُرا اللہ کے نزدیک وہ ہوگا جو دورخی ہو گا۔ اِس طرف آئے تو ایک چہرے کے ساتھ اور اُس طرف جائے تو دوسرے

چہرے کے ساتھ۔ (یعنی جس کے پاس ہو اسی کی جیسی بات کرے)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! چار باتیں جس کسی میں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں چار میں سے ایک بات بھی ہو۔ اس میں ایک بات نفاق کی ہے تاوقتیکہ چھوڑ نہ دے۔

(وہ چار باتیں یہ ہیں) کہ جب ان کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے ہو خلاف ورزی کرے اور جب لڑے تو بیہودگی کرے۔

(صحیح البخاری)

منافق کی نظر میں جان ایمان سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس لئے اللہ کی راہ میں دینے سے کتراتا ہے اور مومن کو اللہ کی رضا مقصود ہوتی ہے وہ اللہ کے لئے جیتا ہے اور اسی کے لئے مرتا ہے۔ اللہ کے لئے مرنے اور جان دینے سے اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

منافق بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ وہ نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ اصل دھوکہ وہ خود کھا رہے ہیں کیونکہ اس نفاق کا وبال خود ان ہی پر پڑے گا۔ وہ ہر کام دوغلے پن سے کرتے ہیں جس کہ وجہ سے ہر وقت ان کو دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں ہماری بات دوسروں کے سامنے کھل نہ جائے۔ منافق فریقین کے درمیان اعتبار کھو چکا ہوتا ہے کوئی بھی فریق اس پر بھروسہ نہیں کرتا چاہے وہ کتنی ہی قسمیں کھائے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تنبیہ کی گئی ہے کہ مسلمانوں کو

چھوڑ کر کافروں کو اپنا راز داں نہ بناؤ لیکن منافق ہمیشہ کفار اور مشرکین کے ساتھ دوستی کا متمنی رہتا ہے کیونکہ اس کو اللہ کی ذات پر بھروسہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے تم لوگوں کو سزا دے کر کچھ نہیں ملتا۔ یہ سزا تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہوتی ہے۔ عذاب کا معاملہ تو تمہارے کفر و نفاق کا تقاضہ ہے جب تم اپنے آپ کو نفاق سے آزاد کر لو اور اپنے نفسوں کو پاک کر کے دنیا میں ایمان اور اللہ کی نعمتوں پر شکر اختیار کرو تو تم آزاد ہو گئے اور سلامتی والے ہو گئے ورنہ ایسی ہلاکت تم پر آئے گی کہ پھر ہمیشہ ہمیشہ کی جہنم تمہارا مقدر ہو گی۔

احادیث مبارکہ میں جس کے خلاف تنبیہ کرنا مقصود ہے وہ یہی عملی نفاق ہے۔ یعنی بات چیت میں جھوٹ بولنا، وعدہ کر کے اس کو نہ نبھانا، امانتوں میں خیانت کرنا وہ بری عادتیں ہیں جو منافقین میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن اب عام مسلمان میں ان باتوں کا پایا جانا عام سی بات ہو گئی ہے اور ان باتوں پر شرمندہ ہونے کے بجائے ہوشیاری یا ذہانت کا نام دیا جانے لگا ہے۔ اگر کوئی مسلمان ان باتوں سے توبہ نہیں کرتا تو اس کو آخرت میں سخت ترین عذاب بھگتنا پڑے گا۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے کہ کبھی اس طرف مائل ہو جاتی ہے اور کبھی اس طرف۔ (صحیح مسلم)

منافقت کی ابتداء

رسولِ کریم ﷺ نے جب دین اسلام کی تبلیغ شروع کی تو مکہ مکرمہ میں دو طبقے بن گئے۔ ایک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور دوسرے وہ جنہوں نے اس پیغام کو قبول نہیں کیا اور انکار کر دیا۔ جنہوں نے اس پیغام کو قبول کیا وہ مسلمان کہلائے اور جنہوں نے اس کا انکار کیا وہ کافر کہلائے۔ جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا وہ اس کی مخالفت پر اتر آئے اور رسول اللہ ﷺ اور ایمان لانے والے صحابہ کرام ؓ پر طرح طرح سے ظلم وستم کرنا شروع کر دیا۔ زیادہ تر وہ لوگ ایمان لائے جو دنیاوی لحاظ سے کم حیثیت والے تھے اور جنہوں نے انکار کیا وہ معاشرے کے سردار یا اونچی حیثیت کے لوگ تھے۔ تمام تر سختیوں اور مظالم کے باوجود لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ ایک دفعہ جو اسلام قبول کرتا تھا انتہائی اذیتوں کے باوجود واپس کفر کی طرف نہیں پلٹتا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب ظلم و ایذائیں بہت زیادہ بڑھ گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کرنے لگے تو یہ بھی کفار سے گوارہ نہ ہوا اور ان کو ہجرت کرنے سے روکنے لگے۔ آخر کار رسول اللہ ﷺ کو بھی مدینہ طیبہ ہجرت کرنے کا حکم آ گیا اور آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ مدینہ منورہ اس وقت یثرب کہلاتا تھا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ آپ کے پیغام کو قبول کیا اور آپ کے مددگار بنے۔

مدینہ منورہ کی صورت حال یہ تھی کہ وہاں کے دو بڑے قبیلے اوس وخزرج جن میں سالوں سے دشمنیاں چل رہیں تھیں اور ذرا ذرا سی بات پر خونریزی شروع ہو جاتی تھی اور ایک دوسرے کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کردیتے تھے۔ یہودی قبیلے ان کی اس دشمنی سے فائدہ اٹھاتے تھے اور دونوں قبیلوں کو اسلحہ اور سامان فروخت کرتے تھے اور ان کی کوشش یہ رہتی تھی کہ ان کی دشمنیاں ختم نہ ہونے پائیں۔ دونوں قبیلے اس خانہ جنگی سے تنگ آچکے تھے لیکن کوئی قبیلہ بھی دوسرے سے ہار ماننے کے لئے کوئی تیار نہ تھا۔ بنوخزرج کے قبیلہ میں ایک شخص عبداللہ بن ابی ُتھا، جو بہت سمجھدار اور جہاں دیدہ اور قائدانہ صلاحیوں کا مالک مانا جاتا تھا۔ اس نے کوششیں کر کے دونوں قبیلوں کو صلح پر تیار کرلیا۔ اس نے ایسا حل بتایا جس پر دونوں قبیلے راضی ہو گئے۔ اس نے دونوں قبیلوں کو اس بات پر بھی راضی کرلیا کہ اسے مشترکہ سردار بنالیا جائے۔ اس سلسلہ میں اس کے لئے ایک تاج پوشی کی تقریب کا تعین کیا گیا اور اس کے لئے ایک سونے کا تاج تیار کیا جانے لگا۔ اسی دوراں مکہ مکرمہ میں اسلام کا سورج طلوع ہونے لگا۔ یثرب کے کچھ لوگ عقبہ اولیٰ میں حج کے موقع پر مکہ گئے اور ان میں سے سات لوگوں نے وہاں اسلام قبول کرلیا جن میں پانچ بنوخزرج کے اور دو بنواوس کے لوگ شامل تھے۔ واپس آنے پر انہوں نے بڑی گرم جوشی سے اسلام کی تبلیغ شروع کردے اور ان کے قبیلے کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ان میں حضرت سعد بن عبادہ ؓ ان کے سردار بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی اسلام قبول کرنے میں جلدی نہ کرو عبداللہ بن ابی ُکو بھی شریک کرلو تا کہ کوئی بدمزگی

نہ پیدا ہو۔ لیکن ان کے ساتھیوں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی اور جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ اور دوسرے سال مزید تہتر (۷۳) مرد اور دو (۲) عورتوں نے اسلام قبل کر لیا۔

جب یہ لوگ واپس یثرب پہنچے اور عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو ان کے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو ان کے غم و غصہ کی انتہاء نہ رہی۔ اس کو اندازہ ہو گیا کہ اب تاج پوشی کی رسم کبھی ادا نہیں ہو گی۔ اس نے یقین ہو گیا کہ دونوں قبیلوں کے لوگ جن میں بڑے مرتبے کے لوگ بھی شامل تھے محمد (رسول اللہ ﷺ) کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا سردار نہیں بنائیں گے۔ کچھ عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ بھی مدینہ منورہ (یثرب) تشریف لے آئے۔ مدینہ کے لوگ آپ ﷺ کے ساتھ جس قدر والہانہ عقیدت اور محبت سے پیش آ رہے تھے اس کو دیکھ کر عبداللہ بن ابی جل بھن گیا۔ لیکن وہ براہ راست کوئی جھگڑا نہیں مول لینا چاہتا تھا اس لئے اس نے منافقت کا رستہ اپنایا اور بظاہر اس نے خود بھی اسلام قبول کر لیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے بھی کہہ دیا کہ تم بھی بظاہر اسلام قبول کر لو لیکن اسلام کو نقصان پہچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دو تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو شکست دے کر پھر سے تاج پہن کر دونوں قبیلوں کا سردار بن جائے۔ اسلام لانے کا مقصد یہ تھا کہ اسلام قبول کرنے میں جو دنیاوی فائدے ہیں وہ ان کو ملتے رہیں۔ خاندان اور قبیلے سے بھی نہ کٹیں اور کفر کے ساتھ بھی جڑے رہیں تا کہ وہاں کے فائدے بھی حاصل

ہوتے رہیں۔ عبداللہ بن ابیؔ کا خیال تھا کہ یہ مسلمان زیادہ عرصہ تک نہیں چل سکتے اوران کے ختم ہونے کے بعد میں پھر سے سردار بن جاؤں گا۔

اپنی وفاداری جتلانے کے لئے لوگ نماز کے لئے جب مسجد میں جمع ہو جاتے تو یہ کھڑا ہو جاتا اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں اور ہمارے درمیان جلوہ افروز ہیں۔ ان کی ذات سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت و عظمت سے نوازا ہے آپ لوگ دل و جان سے ان کی تائیداور مدد کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ اس کے دل کے اندر چھپے ہوئے بغض کو خوب پہچانتے تھے۔

نفاق کے پیدا ہونے کے اسباب

۱) حسد

جب اسلامی دعوت غالب ہو رہی ہو تو اس میں ایسے افراد داخل ہوتے ہیں جن کا دل اس کے متعلق کینہ سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اسلام اور اہل اسلام کے خلاف دل میں بغض ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو جب بھی موقع ملتا ہے وہ اپنے مکر و فریب کے جال سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ ایسا دشمن ہے جو اندر گھس کر وار کرتا ہے۔ ان کے اندر حسد کی آگ بھڑک رہی ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمْ فَرِحُونَ O قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّهُ لَنَا هُوَ مَوْلاَنَا وَعَلَى اللّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ O

(سورۃ التوبہ: ۵۱ ۔ ۵۰)

جب تمہارا بھلا ہوتا ہے تو انہیں رنج ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ منہ پھیر کر خوش خوش پلٹتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ اچھا ہوا کہ ہم نے پہلے ہی اپنا معاملہ ٹھیک کر لیا تھا۔ ان سے کہا! ہمیں ہرگز کوئی (برائی یا بھلائی) نہیں پہنچتی

مگروہ جواللہ نے ہمارے نام لکھ دی ہے۔ اللہ ہی ہمارا مولیٰ ہےاوراہل ایمان کواسی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

۲) لالچ

جب اسلامی دعوت غالب آ رہی ہو اور تمام معاملات اہل اسلام کے ہاتھوں میں جارہے ہوں تو یہ حرص ولالچ کی خاطر اپنے آپ کوبھی مسلمان ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ مسلمان ہونے کے دنیاوی جتنے فائدے ہیں یہ ان کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

۳) آزمائش

جب اہل ایمان پر آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ ان کے اوپر مصائب اور تکالیف آئی ہوئی ہوتی ہیں۔ صراط مستقیم پر چلنے کی سزا دی جارہی ہوتی ہے تو یہ منافق کفر کے سائے تلے پناہ تلاش کرتے ہیں۔

نفاق کا خوف

صحابہ کرامؓ اوران کے بعد کے سلف وصالحینؒ میں نفاق کا بے انتہا خوف پایا جاتا تھا۔ حضرت ابو درداءؓ نماز میں جب تشہد سے فارغ ہوتے تو نفاق سے اللہ تعالیٰ کی بہت کثرت سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا:

اے ابودرداءؓ! آپ اور نفاق؟ آپ کو کیا ہو گیا ہے تو فرمانے لگے۔ تم اس چیز کو چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! کوئی شخص ایک لمحہ میں اپنے دین سے مرتد ہو جاتا ہے اور اسی لمحہ اس سے دین چھین لیا جاتا ہے۔

(سير أعلام النبلاء: ٣٨٢/٦)

حضرت حنظلہ اسیدیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن میری حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے حنظلہؓ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا! سبحان اللہ! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا! جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت اور جہنم کی یاد دلاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے چلے آتے ہیں اور بچوں اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ہم بہت سے باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کیفیت تو میری

بھی ہوتی ہے۔ پھر میں اور ابو بکرؓ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ! حنظلہؓ منافق ہو گیا۔
رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہارا کیا مطلب ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم آپ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں جنت اور جہنم کی یاد دلاتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں تو ہم بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ہر وقت تمہاری وہی حالت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے اور ہر وقت اللہ کی یاد میں رہو تو فرشتے تمہارے بستروں اور تمہارے راستوں پر تم سے مصافحہ کریں۔ لیکن اے حنظلہ! کبھی یہ (ذکر الٰہی کی کیفیت) ہوتی ہے اور کبھی وہ (دنیاوی مشغولیت کی کیفیت) آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ (یعنی اتنا ہی کافی ہے کہ کبھی تمہاری یہ کیفیت ہو اور کبھی وہ)۔

(صحیح المسلم کتاب التوبۃ باب فضل دوام الذکر والفکر۔۔الخ: ۲۷۵۰)

"حنظلہ منافق ہو گیا" اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں یہ خوف محسوس ہوا کیونکہ جب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہوتے تھے تو انہیں اللہ کا خوف محسوس ہوتا ہے اور آخرت کی فکر ہوتی تھی۔ لیکن جب آپ ﷺ کی مجلس سے نکل کر اپنے بیوی

بچوں میں اور روزگار کے دھندوں میں مصروف ہو جاتے تو وہ کیفیت نہیں رہتی تھی۔ اصل میں نفاق اسے کہتے ہیں کہ دل میں شر انگیزی ہو اور ظاہراً اچھا بن رہا ہو۔ حضرت حنظلہ ؓ کو جو خوف محسوس ہوا وہ نفاق نہیں تھا لیکن وہ اپنے بدلی ہوئی کیفیت سے گھبرا گئے۔

حضرت حدیفہ بن یمان ؓ فرماتے ہیں! حضرت عمر فاروق ؓ کو ایک جنازے کے لئے بلایا گیا جب وہ آئے تو میں ان سے لپٹ گیا اور ان سے عرض کی کہ آپ ؓ تشریف لے جایئے یہ انسان منافقین میں سے تھا۔ آپ ؓ نے فرمایا! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا میں بھی منافقین میں سے ہوں۔ حضرت حدیفہ ؓ نے کہا! نہیں۔ لیکن آپ کے بعد میں کسی کی قسم پوری نہیں کروں گا یعنی کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ ان کو رسول اللہ ﷺ نے منافقین کے نام بتائے تھے۔

ابن ابی ملیکہ ؒ فرماتے ہیں! میں نے رسول اللہ ﷺ کے تیس صحابہ کرام ؓ کو دیکھا ہے۔ وہ سب اپنے نفس پر نفاق سے ڈرتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی یہ دعوہ نہیں کرتا تھا کہ وہ جبرائیل ؑ اور میکائیل ؑ جیسے ایمان والا ہے۔

(مدارج السالکین: ۱/۳۵۸)

نفاق سے متعلق قرآنی آیات

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّهِ وَبِالْيَوْمِ الآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ (8)يُخَادِعُونَ اللّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلاَّ أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ (9)فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّهُ مَرَضاً وَلَهُم عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (10)وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ قَالُواْ إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ (11)أَلا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِن لاَّ يَشْعُرُونَ (12)وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُواْ كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُواْ أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاء أَلا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاء وَلَكِن لاَّ يَعْلَمُونَ (13)وَإِذَا لَقُواْ الَّذِينَ آمَنُواْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ إِلَى شَيَاطِينِهِمْ قَالُواْ إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ (14)اللّهُ يَسْتَهْزِءُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ (15)أُوْلَـئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوُاْ الضَّلاَلَةَ بِالْهُدَى فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُواْ مُهْتَدِينَ .(16)

(سورۃ البقرہ: ۸ ۔ ۱۶)

اور (ان میں سے) بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں حالانکہ وہ ایمان نہیں رکھتے ☆۸☆ یہ (اپنے

تیئں) اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر (درحقیقت) اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے اور وہ اس (بات) سے بے خبر ہیں ☆۹☆ ان کے دلوں میں (نفاق کا) مرض تھا اللہ تعالیٰ نے ان کا مرض اور زیادہ کر دیا اور ان کے جھوٹ بولنے کے سبب ان کو دُکھ دینے والا عذاب ہوگا ☆۱۰☆ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں ☆۱۱☆ دیکھو! بلاشبہ یہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے ۱۲۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ بھلا جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لے آئے ہیں اُسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سُن لو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے ۱۳۔ اور یہ (منافق) لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں (کافروں) میں جاتے ہیں تو (اُن سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم (پیروانِ محمد ﷺ سے) تو ہنسی کیا کرتے ہیں ۱۴۔ ان (منافقوں) سے اللہ تعالیٰ ہنسی کرتا ہے اور انہیں مہلت دیئے جاتا ہے کہ شرارت اور سرکشی میں پڑے بہک رہے ہیں ۱۵۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی خریدی تو نہ تو ان کی تجارت نے ہی کچھ نفع دیا اور نہ وہ ہدایت یافتہ ہی ہوئے ۱۶

منافق لوگ جب مسلمانوں سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم مومن ہیں اور اس طرح وہ مسلمانوں اور اللہ کو دھوکہ دینا چاہتے تھے اور جب یہ کافروں اور مشرکوں

سے تنہائی میں ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے نمازیں بھی پڑھتے تھے چونکہ دل سے نمازی نہیں تھے تو جماعتوں میں حاضری میں سستی کرتے تھے۔ اور جہاد سے بھی الگ تھلگ رہنے حتی الامکان کی کوشش کرتے تھے۔ جب مسلمانوں کو کفار سے تکالیف پہنچتی تھیں تو یہ خوش ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی حرکتوں کو جانتے ہوئے بھی ان کے ساتھ مروّت کا برتاؤ کرتے تھے اور ان کی پہنچائی ہوئی تکالیف کو برداشت کرتے تھے۔ آپ (ﷺ) چاہتے تھے کہ دین کا دعوت احسن طریقہ سے جلد از جلد لوگوں تک پہنچ جائے اور یہ منافقین بھی مسلمانوں کے طرز عمل کو دیکھتے ہوئے اپنی اصلاح کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ سختی اس لئے نہیں کرتے تھے کہ اگر انہوں نے سختی کی اور جب آس پاس کے قبائل کو معلوم ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں تو وہ اسلام سے قریب ہونے کے بجائے دور ہو جائیں گے کیونکہ ان کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ ان لوگوں پر کیوں سختی کی گئی ہے شیطان ان کو دین سے متنفر کردے گا۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے لیکن ان کے ایمان کو اللہ جانتا تھا اس لئے آیت میں کہا گیا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لائے۔

منافق اپنے عمل کو چالبازی اور ہوشیاری سمجھتے ہیں کہ ہم نے اللہ اور مسلمانوں کو خوب دھوکہ دے کر اپنا کام نکالا۔ حالانکہ اس دھوکہ دہی اور چالبازی کا بُرا انجام خود انہی کے سامنے آئے گا اور یہ چالبازیاں ان کے لئے وبال جان بنیں

گی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کو بیوقوف بنا کر خوب فائدہ اٹھایا حالانکہ اصل نفع و نقصان کو یہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ مرض نفاق حبِ دنیا اور حسد کی وجہ سے پیدا ہوتا تھے۔

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں! ان کے دلوں میں شہوات اور شبہات کے مرض پیدا ہوئے جنہوں نے ان کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔ یہ بڑے گناہ ان کی نیتوں اور ارادوں پر غالب آ گئے جنہوں نے ان لوگوں کو فساد میں مبتلا کر دیا اور یہ فساد کبھی انہیں ہلاکت کے دروازے پر پہنچا دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَمَا لَكُمْ فِى الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُواْ أَتُرِيْدُونَ أَن تَهْدُواْ مَنْ أَضَلَّ اللّٰهُ وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلاً O

(سورۃ النساء ۔ ۸۸)

تو کیا سبب ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو حالانکہ اللہ نے ان کو ان کے کرتوتوں کے سبب اوندھا کر دیا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ جس شخص کو اللہ نے گمراہ کر دیا ہے اُس کو رستے پر لے آؤ؟ اور جس شخص کو اللہ گمراہ کر دے تم اُس کیلئے کبھی راستہ نہیں پاؤ گے۔

حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میدان احد میں جب تشریف لے گئے تب منافقین بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ لیکن وہ جنگ ہونے سے پہلے ہی غداری کر کے واپس آ گئے۔ ان کے بارے میں بعض مسلمان تو کہتے تھے کہ ان کو قتل کر دینا چاہئے۔ بعض کہتے تھے کہ نہیں وہ مسلمان ہیں انہیں قتل نہیں کرنا چاہئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شہر مدینہ پاک شہر ہے، یہ خود ہی اپنے میل کچیل کو صاف کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو صاف کرتی ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيْهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِيْ أَنْفُسِهِمْ نَادِمِيْنَ O

(سورۃ المائدہ ۔ ۵۲)

تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم انہیں دیکھو گے کہ ان میں دوڑ دوڑ کے ملے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر زمانے کی گردش نہ آ جائے سو قریب ہے کہ اللہ فتح بھیجے یا اپنے ہاں سے کوئی اور امر (نازل

فرمائے) پھر یہ اپنے دل کی باتوں کو جو چھپایا کرتے تھے پشیمان ہو کر رہ جائیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هَـؤُلاء دِيْنُهُمْ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ فَإِنَّ اللّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ O

(سورۃ الانفال ۔ ۴۹)

اس وقت منافق اور (کافر) جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ غالب حکمت والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقاً فِيْ قُلُوبِهِمْ إِلَى يَوْمِ يَلْقَوْنَهُ بِمَا أَخْلَفُواْ اللّهَ مَا وَعَدُوهُ وَبِمَا كَانُواْ يَكْذِبُونَ O

(سورۃ توبہ ۔ ۷۷)

تو اللہ نے اس کا انجام یہ کیا کہ اس روز تک کیلئے جس میں وہ اللہ کے رُوبرو حاضر ہوں گے ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا اس لئے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْراً وَنِفَاقاً وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُواْ حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَاللّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ O

(سورۃ توبہ ۔ ۹۷)

دیہاتی لوگ سخت کافر اور سخت منافق ہیں اور اس قابل ہیں کہ جو احکامِ (شریعت) اللہ نے اپنے رسول پر نازل فرمائے ہیں اُن سے واقف (ہی) نہ ہوں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمِنَ الأَعْرَابِ مَن يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ قُرُبَاتٍ عِندَ اللّهِ وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ أَلا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّهُ فِي رَحْمَتِهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O

(سورۃ توبہ ۔ ۹۹)

اور بعض دیہاتی ایسے ہیں کہ اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُس کو اللہ کی قربت اور پیغمبر کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں، دیکھو بلاشبہ وہ اُن کیلئے (موجبِ) قربت ہے اللہ اُن کو عنقریب اپنی رحمت میں داخل کرے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْاْ رِيْبَةً فِىْ قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَن تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللّهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ O

(سورۃ توبہ ۔ ۱۱۰)

یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے ہمیشہ اُن کے دلوں میں (موجب) خلجان رہے گی (اور اُن کو متردد رکھے گی) مگر یہ کہ اُن کے دل پاش پاش ہو جائیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِىْ الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِىْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِيْنَ لَفِىْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ O

(سورۃ الحج ۔ ۵۳)

غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اُس کو اُن لوگوں کیلئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعہ آزمائش ٹھہرائے بیشک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لِيَجْزِىَ اللَّهُ الصَّادِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِيْنَ إِن شَاء

أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُوراً رَّحِيماً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۲۴)

تاکہ اللہ سچوں کو اُن کی سچائی کا بدلا دے اور منافقوں کو چاہے تو عذاب دے یا (چاہے) تو اُن پر مہربانی کرے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلاً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۴۸)

اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ ماننا اور نہ اُن کے تکلیف دینے پر نظر کرنا اور اللہ پر بھروسا رکھنا اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُوراً رَّحِيماً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۷۳)

تا کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دے اور اللہ مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہربانی کرے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّيْنَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءتْ مَصِيْراً O

(سورۃ الفتح ۔ ٦)

اور (اس لئے کہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بُرے بُرے خیال رکھتے ہیں عذاب دے انہی پر بُرے حادثے واقع ہوں اور اللہ ان پر غصے ہوا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کی اور وہ بُری جگہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لَا يُقَاتِلُونَكُمْ جَمِيْعاً إِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ أَوْ مِن وَرَاء جُدُرٍ بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعاً وَقُلُوبُهُمْ

شَتَّى ذَلِکَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ O

(سورۃ الحشر ۔ ۱۴)

یہ سب جمع ہو کر بھی تم سے نہیں لڑ سکیں گے مگر بستیوں کے قلعوں میں (پناہ لے کر) یا دیواروں کی اوٹ میں (چھپ کر)، ان کا آپس میں بڑا رعب ہے تم شاید خیال کرتے ہو کہ یہ اکٹھے (اور ایک جان) ہیں مگر ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں یہ اس لئے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِذَا جَاءكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّکَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّکَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۱)

(اے محمد ﷺ!) جب منافق لوگ تمہارے پاس آتے ہیں تو (منافقت سے) کہتے ہیں کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے پیغمبر ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ درحقیقت تم اس کے پیغمبر ہو لیکن اللہ ظاہر کئے دیتا ہے کہ منافق (دل سے اعتقاد نہ رکھنے کے لحاظ سے) جھوٹے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ

وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ O

(سورۃ التحریم ۔ ۹)

اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

فیصلوں کے لئے کفار کے پاس جانا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُواْ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيْدُونَ أَن يَتَحَاكَمُواْ إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُواْ أَن يَكْفُرُواْ بِهِ وَيُرِيْدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيْداً O

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِيْنَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُوداً O

(سورۃ النساء : ٦١ ۔ ٦٠)

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا۔ یہ چاہتے ہیں کہ آپس کے فیصلے (مقدمات) غیر اللہ کی طرف لے جائیں، حالانکہ انہیں حکم

دیا گیا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں گمراہ کردے، بہت دور کی گمراہی۔ اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اُس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے اور رُکے جاتے ہیں۔

جب آپ (ﷺ) منافقین کے درمیان وحی کے مطابق فیصلہ کریں گے تو آپ (ﷺ) دیکھیں گے کہ وہ اس سے بھاگ رہے ہیں۔ اور اگر آپ انہیں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرنے کے لئے بلائیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ سے منہ موڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ اور اگر آپ ان کی اصلیت کا مشاہدہ کریں تو ان کے اور ہدایت کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہے اور یہ لوگ حق سے بہت ہٹے ہوئے ہیں۔

یہ آیت بشر منافق کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی جس میں وہ رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرانے کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس گیا تھا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا تھا۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

ایک منافق کا یہودی کے ساتھ تنازعہ کا فیصلہ:

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ بشر نامی ایک منافق تھا اس کا ایک یہودی سے کچھ تنازعہ چل رہا تھا۔ دونوں نے کہا کہ کسی بڑے سے فیصلہ کروا

لیں۔ یہودی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اور ان سے فیصلہ کروا لیں۔ لیکن بشر منافق نے کہا کہ کعب بن مالک (یہودی سردار) کے پاس چلیں۔ لیکن یہودی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے پر اصرار کیا۔ منافق نے جب اس کا اصرار دیکھا کہ یہ کسی اور کے پاس جانے کے لئے تیار نہیں وہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاس چلنے کو تیار ہو گیا۔ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا مسئلہ بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ جب یہودی اور منافق باہر نکلے تو منافق رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے مطمئن نہیں تھا اس نے یہودی سے کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس چلتے ہیں ان سے بھی فیصلہ کروا لیتے ہیں۔ یہودی کو اطمینان تھا کہ وہ حق پر ہے اس لئے وہ دوبارہ فیصلہ کروانے کے لئے حضرت عمرؓ کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا۔ یہودی نے تمام مسئلہ بیان کیا اور یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں میرے حق میں فیصلہ دیا ہے اور اب یہ چاہتا ہے کہ آپ سے فیصلہ کروائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ذرا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر گھر کے اندر تشریف لے گئے اور اندر سے تلوار لے کر نکلے اور بشر منافق کو قتل کر دیا اور فرمایا کہ جو اللہ کر اور اللہ کے رسول ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہو میرے نزدیک اس کا یہی فیصلہ ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی!

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُوْلِ

رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُوداً O

(سورۃ النساء آیت ۶۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا اور آجاؤ رسول (ﷺ) کی طرف تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے دور ہٹتے ہیں۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا! عمر نے حق اور باطل میں فرق کر کے دکھا دیا اسی وجہ سے آپؓ کو " فاروق " کہا جانے لگا۔

اس میں مسلمانوں کو ایک تنبیہ ہے۔ ہم بڑے زور وشور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہم قرآن اور سابقہ کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں لیکن جب کوئی تنازعہ پیش آتا ہے تو فیصلہ کرانے کے لئے کتاب وسنت پر راضی نہیں ہوتے بلکہ اپنے مقدمات ایسے لوگوں کے پاس لے جانے کی کوشش کرتے ہیں جن سے غیر اسلامی قانون کا سہارا لے کر یا رشوت دے کر اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کروا لیں۔

رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ ان لوگوں کو سوچنے کی ضرورت ہے جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو غیر ضروری سمجھتے ہیں بلکہ امت کے لئے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت امت پر غیر مشروط طور پر قیامت تک کے لئے فرض ہے۔ حکم کے آگے اپنی عقل کے گھوڑے کھولنا انتہائی خطرناک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش اس کے تابع نہ ہوجائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔

(بخاری)

منافقین کافروں کے دوست ہیں

بَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَاباً أَلِيْماً O الَّذِيْنَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِيْنَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ العِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعاً O

(سورۃ النساء: ۱۳۹ ۔ ۱۳۸)

(اے پیغمبر) منافقوں کو بشارت سنادو کہ اُن کیلئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔ وہ منافقین جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا وہ ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں۔ پس عزت تو ساری اللہ ہی کے پاس ہے۔

جو لوگ عزت کی تلاش میں کفار کو اپنا دوست بناتے ہیں حقیقت میں یہی لوگ ذلیل اور حقیر ہیں۔ ان منافقین نے مومنوں کو دوست بنا کر ان کے پاس

عزت اورقوت کیوں نہیں تلاش کی۔ اس لئے کہ مدد تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے جس کے پاس تمام عزت وقوت ہے۔ وہ جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے۔ وہ مسلمانوں کو عزت بھی دیتا ہے اورقوت بھی فراہم کرتا ہے۔

منافقین کی مومنین کے خلاف چالیں

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ فَإِن كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّهِ قَالُواْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ وَإِن كَانَ لِلْكَافِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُواْ أَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُم مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَن يَجْعَلَ اللّهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۱)

وہ جو تمہارے بارے میں انتظار کرتے ہیں، پھر اگر تمہارے لئے اللہ کی طرف سے کوئی فتح ہو جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو کوئی حصہ مل جائے تو کہتے ہیں کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور ہم نے تمہیں ایمان والوں سے نہیں بچایا تھا۔ پس اللہ تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور کافروں کے لئے مومنوں پر ہرگز کوئی راستہ نہیں بنائے گا۔

رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو جب بھی کوئی معرکہ پیش آتا تو منافقین ایک طرف ہو کر اس بات کا انتظار کرتے کہ دیکھیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ منافق لوگ تمہارے انجام کار کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں فتح دے دے تو یہ فوراً آپ ﷺ کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ کی ہم بھی آپ کے ساتھی نہ تھے یعنی مال غنیمت میں ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ اس کے برعکس کفار کو کچھ کامیابی مل جائے تو یہی منافقین ان کافروں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم مسلمانوں کے خلاف تمہاری مدد نہیں کرتے رہے تھے۔ اگر ہم مدد نہ کرتے تو تم کبھی غالب نہیں آ سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ یعنی اس دن ان کو مسلمانوں سے الگ کر کے کفار کے ساتھ جہنم میں ڈالے گا۔

منافقین اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرتے ہیں

﴿ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ﴾

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۲)

منافق (ان چالوں سے اپنے نزدیک) اللہ کو دھوکا دیتے ہیں
(یہ اُس کو کیا دھوکا دیں گے) وہ انہیں دھوکے میں ڈالنے والا ہے۔

منافقین اپنی منافقت کے ذریعہ اپنے مال اور جانیں بچا کر اپنی سمجھ کے مطابق اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دھوکہ بازی کو ان پر ہی الٹ رہا ہے کہ ان کی زبانوں سے ایمان کے اظہار پر ان کے خون اور مال محفوظ کر دئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ رازوں اور اعتقادوں کو خوب جانتا ہے۔ ان لوگوں کو دنیا میں ڈھیل دی جا رہی ہے یہاں تک کہ آخرت میں جب اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات ہوگی تو ان کا باطنی کفر انہیں جہنم میں لے جانے کا سبب بنے گا۔

منافق ہمیشہ تذبذب کا شکار رہتا ہے

مُّذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لاَ إِلَى هَـؤُلاء وَلاَ إِلَى هَـؤُلاء
وَمَن يُضْلِلِ اللّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلاً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۳)

وہ (ایمان اور کفر کے) درمیان پریشان سوچ میں پڑے ہوئے ہیں،
نہ اُن کی طرف اور نہ اِن کی طرف، اور جس کو اللہ گمراہ کر دے تو،
آپ اس کو کوئی راستہ نہیں بتا پائیں گے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ منافق اپنے دین کے بارے میں مشکوک اور پریشان رہتا ہے۔ وہ صحیح معنوں میں کسی بھی چیز پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ ان میں نہ تو مومنین جیسی بصیرت ہوتی ہے اور نہ ہی مشرکین جیسی جہالت۔ وہ ہمیشہ درمیان راہ پر کوئی حتمی فیصلہ کئے بغیر تذبذب کا شکار رہتا ہے۔

حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافق کی مثال اس بکری کی سی ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ماری ماری پھرتی ہے۔ کبھی اس ریوڑ میں چرتی ہے اور کبھی اُس ریوڑ میں۔

منافق بزدل ہوتا ہے

وَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ إِنَّهُمْ لَمِنكُمْ وَمَا هُم مِّنكُمْ وَلَـكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَفْرَقُونَ (56) لَوْ يَجِدُونَ مَلْجَأً أَوْ مَغَارَاتٍ أَوْ مُدَّخَلاً لَّوَلَّوْاْ إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ (57)

(سورۃ التوبہ: ۵۷ ـ ۵۶)

اور یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ بیشک وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ تو ڈرپوک قوم ہے۔ اگر ان لوگوں کو کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا گھس بیٹھنے کی ذرا جگہ مل جائے تو وہ اسی طرح رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو منافقین کی بے بسی کے بارے میں بیان فرمارہے ہیں کہ ان کے خوف ودہشت کا یہ عالم ہے کہ اللہ کی قسمیں اٹھارہے ہیں کہ ہم تم میں سے ہی ہیں۔ حالانکہ وہ حقیقت میں تم میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک بزدل قوم ہے اسی وجہ سے قسمیں اٹھارہے ہیں۔ اگر ان لوگوں کو کوئی پناہ گاہ یا قلعہ یا کوئی غار یا کوئی سرنگ ملتی تو یہ اس میں گھس جاتے۔ یعنی آپ ﷺ کے پاس سے بھاگنے میں ذرا بھی دیر نہ کرتے۔ یہ لوگ آپ ﷺ سے مجبوراً ملتے ہیں ان کے دل خوش نہیں ہوتے بلکہ دل میں یہ خیال ہوتا ہے کاش آپ ﷺ سے ملاقات

ہی نہ ہوتی۔ مسلمانوں کی کامیابی سے ان کے دل تنگ ہو جاتے ہیں۔ بظاہر یہ بہت لحیم شحیم اور طاقت ور لگتے ہیں لیکن اندر سے ان کا دل چوہے سے بھی زیادہ کمزور اور بزدل ہیں۔

منافقین کی مسلمانوں کے نیک اعمال پر عیب جوئی

وَمِنۡهُم مَّن يَلۡمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنۡ أُعۡطُواۡ مِنۡهَا رَضُواۡ وَإِن لَّمۡ يُعۡطَوۡاۡ مِنهَا إِذَا هُمۡ يَسۡخَطُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۵۸)

اوران میں سے کچھ وہ ہیں جو آپ پر صدقات کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں، پھر اگر انہیں ان میں دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں ان میں سے نہ دیا جائے تو اس وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ منافقین ایسے ہیں کہ جب آپ ﷺ صدقات تقسیم کرتے تھے تو یہ اعتراض کرتے تھے کہ آپ ﷺ انصاف سے تقسیم نہیں کرتے۔ لیکن جب ان کو زیادہ مل کائے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظریں ہر وقت مال پر لگی رہتی تھیں۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

الَّذِيْنَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لاَ يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۷۹)

جولوگ خیرات کرنے والے مومنوں پر طعن کرتے ہیں اوران لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں جن کو محنت ومزدوری کے سوا کچھ میسر نہیں تو اللہ ان پر ہنسے گا اوران کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں صدقہ کا حکم دیا گیا حالانکہ ہم بوجھ اٹھا کر مزدوری کیا کرتے تھے۔ ابوعقیلؓ نے نصف صاع صدقہ دیا اور کوئی دوسرا ان سے زیادہ لایا تو منافقین نے کہا بے شک اللہ اس صدقہ سے بے پرواہ ہے دوسرے نہ تو صرف دکھاوے کے لئے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔

منافقین اللہ کی آیات کا مذاق اڑاتے ہیں

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِم قُلِ اسْتَهْزِئُواْ إِنَّ اللّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَO

(سورۃ توبہ ۔ ٦٤)

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ اُن (کے پیغمبر) پر کہیں کوئی ایسی سورت (نہ) اُتر آئے کہ ان کے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پر ظاہر کر دے، کہہ دو کہ ہنسی کیئے جاؤ! جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اُس کو ضرور ظاہر کر دے گا۔

منافقین کو اس بات کا خوف ہوتا تھا کہ کہیں کوئی ایسی آیت یا سورۃ نہ نازل ہو جائے جو ان کے دلوں کا حال نہ ظاہر کر دے۔ یعنی مسلمانوں کے سامنے ان کے دل کے اندر چھپا کفر اور نفاق ظاہر نہ ہو جائے۔ منافقین رسول اللہ ﷺ پر جھوٹے عیب لگایا کرتے تھے۔

شہوانی خواہشات

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ
وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۳۲)

نرم لہجے میں بات نہ کیا کرو کہ اس سے اس شخص کو (برائی کا) خیال پیدا ہونے لگتا ہے جس کے دل میں مرض ہو اور تم اچھی بات کرو۔

عورتوں کے نرم لہجے کی گفتگو کی وجہ سے جس کے دل میں بیماری ہو گی وہ غلط امیدیں وابستہ کر لے گا۔ یہ بیماری دل میں ایمان کی کمی اور نفاق کی وجہ ہے۔ وہ انسان اسلام میں شک کرنے لگے گا یا اپنی حدود سے تجاوز کر کے شہوت پرستی میں مبتلا ہو جائے گا۔

بزار سے روایت ہے کہ کچھ عورتوں نے رسول اللہ ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا جہاد وغیرہ کی کل فضیلتیں صرف مردوں کے لئے ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے ہم مجاہدین کی فضیلت پالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو اپنے گھر میں پردے اور عصمت کے ساتھ بیٹھی رہے وہ جہاد کی فضیلت پالے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عورت سرتاپا پردے کی چیز ہے۔ جب یہ

گھر سے باہر قدم نکالتی ہے تو شیطان اسے تاکنے لگتا ہے یہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب اس وقت ہوتی ہے جن یہ گھر کے اندرونی حجرے میں ہو۔

(جامع ترمذی)

ابوداؤد میں روایت ہے کہ عورت کے اپنے گھر کے اندرونی کوٹھری کی نماز، گھر کی نمازوں سے افضل ہے اور گھر کی نماز صحن کی نماز سے بہتر ہے۔ زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرا کرتی تھیں۔ اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ ناز سے اٹھلا کر اور اترا کر چلنے سے منع کیا ہے۔

حضرت ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قرآن کی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عورتوں کو چاہیے اپنے سروں اور چہروں کو بڑی بڑی چادروں سے ڈھکے رہا کریں، صرف ایک آنکھ کھلی رہے، جس سے چلنے پھرنے اور دیکھنے کی ضرورت پوری ہو جائے اور پورا پردہ کرنے کی وجہ سے آزاد عورت اور باندھی میں امتیاز ہو جائے تاکہ بدنفس چھیڑ چھاڑ نہ کرسکیں۔ اگرچہ باندیوں کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کرنا ممنوع تھا لیکن آزاد عورت کو پورے پردے کا حکم دینے سے ان بدنفسوں کا یہ بہانہ ختم ہو گیا کہ ہم نے باندی سمجھ کر آواز کسی تھی۔

(روح المعانی)

منافق متکبر ہوتا ہے

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُؤُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۵)

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کا رسول (ﷺ) تمہارے لئے بخشش کی دعا کرے تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھو گے کہ وہ منہ پھر لیں گے اس حال میں کہ وہ تکبر کرنے والے ہیں۔

منافقین کو ان کے گناہوں پر جب سچے مسلمان کہتے ہیں کہ آؤ رسول کریم ﷺ تمہارے لئے استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا تو یہ تکبر کے ساتھ سر ہلانے لگتے، رک جاتے اور ایسا کرنے سے کتراتے۔ اس کا بدلہ یہی ہے کہ اب ان کے لئے بخشش کے دروازے بند ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا استغفار کرنا بھی ان کو کوئی نفع نہیں دے گا۔ ان فاسقوں کی قسمت میں ہدایت نہیں ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

منافقین مسلمانوں پر خرچ کرنے سے روکتے تھے

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَى مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ
حَتَّى يَنفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُونَ O

(سورة المنافقون ۔ ۷)

یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس (رہتے) ہیں ان پر (کچھ)
خرچ نہ کرو یہاں تک کہ یہ (خود بخود) بھاگ جائیں حالانکہ آسمانوں اور
زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق نہیں سمجھتے۔

منافقین ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ مہاجرین کو کھانے کی چیزیں مت دو یہ خود رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ یہ اپنے آپ کو رزاق سمجھ رہے تھے کہ اگر ہم کھانا نہیں دیں گے تو یہ بھوکے مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین و آسمان کے تمام خزانے اللہ کے پاس ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمِنْهُم مَّنْ عَاهَدَ اللّهَ لَئِنْ آتَانَا مِن فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ
وَلَنَكُونَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ (75) فَلَمَّا آتَاهُم مِّن فَضْلِهِ

بَخِلُواْ بِهِ وَتَوَلَّواْ وَّهُم مُّعۡرِضُونَ (76)

(سورۃ التوبہ: ٧٦ ۔ ٧٥)

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا،
اگر اللہ اپنے فضل سے ہمیں کچھ دے تو ہم ضرور خیرات کریں گے
اور نیک ہو کر رہیں گے۔ پھر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دے دیا
تو انہوں نے اس میں بخل کیا اور وہ تھے ہی روگردانی کرنے والے۔

ایک شخص ثعلبہ بن حاطب تھا اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ سے دعا فرمایئے کہ مجھے مال عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے زیادہ مال سے بہتر ہے جس کی تجھے برداشت نہ ہو۔ اس نے پھر اسی دعا کی درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمادی۔ اس نے بکریاں پالنا شروع کر دیں اور ان میں بہت زیادہ ترقی ہوئی، وہ مدینہ سے باہر کسی وادی میں چلا گیا۔ صرف ظہر اور عصر کی نماز میں حاضر ہوتا۔ پھر ایک وقت آیا کہ اسے مدینہ شہر میں حاضر ہونے کی فرصت نہیں رہی۔ جمعہ کی نماز کی حاضری بھی ختم ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دو آدمی بھیجے تاکہ مویشیوں کی صدقات وصول کریں۔ جب یہ دونوں ثعلبہ کے پاس پہنچے تو اس نے کہا! یہ تو جزیہ ہے یا جزیہ کی بہن۔ اور یوں بھی کہا کہ ذرا میں غور کر لوں کہ مجھے کیا دینا ہے اور کتنا دینا ہے۔ یہ دونوں حضرات واپس آ گئے اور جب

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر صورت حال کے بیان کرنے سے پہلے فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔

(بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اپنے فضل سے ہمیں مال دے دے تو ہم ضرور ضرور صدقہ کریں گے اور نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے) اس موقع پر ثعلبہ کے رشتہ دار بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ انہوں نے جا کر ثعلبہ کو خبر دی کہ تیرے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے۔ اس پر وہ صدقہ لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے منع فرمایا ہے کہ تیرا صدقہ قبول کروں۔ اس پر وہ سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھ سے کہا تھا (کہ تھوڑا مال شکر کے ساتھ زیادہ مال سے بہتر ہے جس کی برداشت نہ ہو) تو نے میری بات پر عمل نہیں کیا۔ جب آپ ﷺ نے اس کا صدقہ قبول کرنے سے انکار کر دیا تو وہ اپنا مال لے کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ پھر یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ان کے پاس مال لے کر آیا لیکن انہوں نے بھی لینے سے انکار کر دیا۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ اور ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کے پاس بھی وہ صدقہ لے کر آیا لیکن ان دونوں نے بھی منع کر دیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور میں اس کا انتقال ہو گیا۔ مال کمانے میں وہ اتنا مصروف ہو گیا تھا کہ اس نے نمازوں میں آنا تک چھوڑ دیا تھا اور صدقہ دیتے وقت اس کا دل تنگ ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ”پھر جب ہم نے انہیں اپنے فضل سے مال عطا کیا تو انہوں نے کنجوسی اختیار کر لی اور اعراض کرتے ہوئے روگردانی کر گئے۔ سو اللہ نے اپنی ملاقات کے دن تک ان کے دلوں میں نفاق کا مرض ڈال دیا اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا تھا اس کی خلاف ورزی کی اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔“ (تفسیر انوار البیان)

عزت والے ذلیل کو نکال دیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۸)

کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے۔

رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنی المصطلق سے فارغ ہو کر چشمہ مریسع پر قیام فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ چشمہ سے پانی لینے لگے۔ ان میں حضرت عمرؓ کا ایک مزدور بھی تھا جس کا نام جہجاہ غفاری تھا۔ پانی پر ایک شخص سنان جہنی سے اس کی دھکم دھکا ہوگئی اور وہ دونوں لڑ پڑے۔ پھر جہنی نے پکارا!

’’ **یا معشر الانصار** ‘‘ اے انصار کے لوگو! مدد کو پہنچو۔

جہجاہ نے بھی آواز دی۔

’’ **یا معشر المهاجرین** ‘‘ مہاجرین مدد کو آؤ۔

رسول اللہ ﷺ خبر پاتے ہی وہاں پہنچ گئے اور فرمایا کہ میں تمہارے اندر موجود ہوں اور جاہلیت کی پکار جاری ہے، اسے چھوڑ دو، یہ بدبودار ہے۔

اس واقعہ کی خبر عبداللہ بن ابی ؔ کو ہوئی تو وہ غصہ سے بھڑک اٹھا اور بولا کہ ان لوگوں نے ایسی حرکت کی ہے۔ یہ ہمارے علاقے میں آکر ہمارے ہی حریف اور مقابل ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم! ہماری اور ان کی وہی مثل صادق آتی ہے کہ جو پہلوں نے کہی ہے کہ اپنے کتے کو پال پوس کے موٹا تازہ نہ کرو کہ وہ تم کو پھاڑ کھائے۔ سنو خدا کی قسم! اگر ہم مدینہ واپس ہوئے تو ہم میں سے معزز ترین شخص ذلیل ترین شخص کو نکال باہر کرے گا۔ پھر حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر بولا! یہ مصیبت تم نے خود مول لی ہے۔ تم نے ان کو اپنے شہر میں اتارا ہے اور اپنے اموال ان سے بانٹ لئے ہیں۔ دیکھو! تمہارے ہاتھ میں جو کچھ ہے ان کو دینا بند کر دو تو یہ تمہارا شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔ اس وقت اس محفل میں ایک نوجوان صحابی حضرت زید بن ارقمؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے یہ بات اپنے چچا سے کہی تو ان کے چچا نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع دے۔

اس وقت حضرت عمر فاروقؓ بھی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ حضرت عباد بن بشرؓ سے کہیئے کہ وہ عبداللہ بن ابی ؔ کو قتل کر دے۔ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا! یہ کیسے ممکن رہے گا کہ لوگ کہیں گے کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے قافلے کو چلنے کا حکم دیا۔ لوگ چل پڑے تو حضرت

اسید بن خضیرؓ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے بے وقت کوچ کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے صاحب نے جو کچھ کیا ہے شاید تم کو اس کی خبر نہیں ہے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اس نے کیا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس کا خیال ہے کہ وہ مدینہ واپس ہوا تو معزز ترین آدمی ذلیل ترین آدمی کو مدینہ سے نکال دے گا۔

انہوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہم اسے مدینہ سے نکال دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ ذلیل ہے اور آپ ﷺ باعزت ہیں۔ پھر انہوں نے کہا! یارسول اللہ ﷺ! اس کے ساتھ نرمی برتیں کیونکہ واللہ! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہمارے پاس اس وقت لے کر آیا جب اس کی قوم اس کی تاج پوشی کے لئے مونگوں کا تاج تیار کر رہی تھی۔ اس لئے اب وہ سمجھتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی بادشاہت چھین لی ہے۔

مدینہ پہنچنے پر جب عبداللہ بن ابیؒ کو معلوم ہوا کہ اس کی کہی ہوئی بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی ہے تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور قسم کھا کر کہنے لگا کہ اِس نے جو بات آپ ﷺ کو بتائی ہے وہ میں نے نہیں کہی۔ وہاں جو انصاری صحابہ بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ حضرت زید بن ارقمؓ ابھی بچے ہیں ان کے سننے میں کچھ غلط فہمی ہو گئی ہو گی اور انہیں ٹھیک سے یاد نہ رہا ہو۔ اس لئے اس (عبداللہ بن ابیؒ) کی بات کو سچ مان لیا جائے۔

جب حضرت زید بن ارقمؓ کو اس بات کا پتہ چلا تو انہیں بہت دکھ ہوا اور وہ اس صدمہ میں گھر میں ہی رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سچائی کے لئے قرآن کریم کی آیات نازل فرما دیں۔

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَى مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ (7) يَقُوْلُوْنَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (8)

(سورۃ المنافقون: ۸۔۷)

یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ان پر کچھ خرچ نہ کرو جو رسول اللہ (ﷺ) کے پاس ہیں یہاں تک کہ یہ منتشر ہو جائیں، حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ کے ہی ہیں لیکن منافق نہیں سمجھتے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا ذلت والے کو وہاں سے نکال باہر کرے گا حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور مومنوں کے لئے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلوایا اور یہ آیات پڑھ کر سنائیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی۔ (صحیح بخاری)

اس منافق کے صاحبزادے جن کا نام بھی عبداللہ ؓ تھا، اپنے باپ کے برعکس تھے، نہایت نیک طبیعت اور خیار صحابی میں سے تھے۔ (خیار اولیاء کرام کی ایک قسم کا نام ہے) انھوں نے اپنے باپ سے علیحدگی اختیا کر لی اور تلوار سونت کر کھڑے ہوگئے کہ عبداللہ بن ابیؑ آئے گا تو اس کو آگے نہیں آنے دوں گا۔ جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے اور وہ یہ اقرار کرے گا کہ وہ ذلیل ہے اور اللہ کے رسول ﷺ عزت والے ہیں۔ جب ان کا باپ آیا تو انھوں نے اسے آگے آنے کی اجازت نہیں دی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور انھوں نے اس کی سفارش کی۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابیؑ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو مجھے فرمایئے۔ اللہ کی قسم! میں اس کا سر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

(ابن ہشام)

حضرت زید بن ارقم ؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں نکلے جس میں مسلمانوں کو سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ عبداللہ بن ابی بھی اس سفر میں ساتھ تھا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ سے جدا ہو کر دور چلے جائیں۔ اس کے علاوہ عبداللہ بن ابی نے یہ بھی کہا کہ ہم مدینہ لوٹے تو عزت والے مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ میں نے اس بات کا ذکر اپنے چچا

سے یا حضرت عمرؓ سے کیا۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتا دی۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلوایا اور اس سے اس بات کے متعلق پوچھا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا ہے اور کہنے لگا کہ انہوں (یعنی حضرت زید بن ارقمؓ) نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں کہ ان کی اس بات پر مجھے دل میں بہت دکھ اور رنج ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق کے لئے آیت نازل کردی۔ (اذا جآءک المنافقون ۔۔۔) تو رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس ایک آدمی بھیجا جب میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا! اے زید! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کردی۔

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر)

نفاق سے متعلق احادیثِ نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافق کی تین علامات ہیں۔

- جب بات کرے تو جھوٹ بولے
- جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے
- جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو وہ خیانت کرے۔

اس میں امام مسلم ؒ نے یہ اضافہ کیا کہ چاہے وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو اور مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم میں ایک قوم ظاہر ہوگی تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کی نسبت حقیر سمجھو گے اور ان کے روزوں کی نسبت اپنے روزوں کو کمتر جانو گے اور ان کے اعمال کی نسبت اپنے عملوں کو حقیر جانو گے۔ وہ قرآن پڑھیں جو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا اور وہ دین سے اس طرح نکلے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

(صحیح بخاری: ج۲ص۷۵٦)

جب بھی کسی جگہ اصلاحی تحریک یا انقلاب اٹھتا ہے اور معاشرے میں اس کا اثر پھیلنے لگتا ہے تو اس معاشرے میں تین طبقے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک طبقہ اس تحریک کی حمایت کرتے ہے، دوسری طبقہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ جو لوگ اس کی حمایت کرتے ہیں وہ اس تحریک کے ہم نوا بن جاتے ہیں۔ ذہنی، جسمانی وابستگی کے ساتھ اس کا اثر قبول کرتے ہیں اور اس تحریک کے راہنماؤں کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں دوسرا طبقہ ان کی مخالفت پر اتر آتا ہے اور اپنی پوری قوت، طاقت اور وسائل اس تحریک کو نقصان پہنچانے میں صرف کرتا ہے۔ ان دونوں طبقوں کے درمیان ایک تیسرا طبقہ ہوتا ہے جو نہ اس تحریک کا دل سے حامی ہوتا ہے اور نہ کھل کر اس کی مخالفت کرتا ہے۔ ان میں کچھ لوگ اپنی ذہنی قلبی وابستگی اور خیالات اپنے سابقہ نظریات وعقائد پر رکھتے ہوئے ظاہری طور پر اس نئی تحریک اور نظریہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو ان کا حماعتی اور ساتھی ظاہر کرتے ہیں۔ یہی صورت حال اسلام کو بھی پیش آئی۔

رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں دین اسلام کا اعلان کیا تو وہاں دو طبقے بن گئے۔ ایک طبقے نے کھل کر حمایت کی اور دوسرے طبقہ نے کھل کر مخالفت کی۔ وہاں تیسرے طبقہ کا وجود نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں آپ کو بہت پزیرائی ملی۔ لوگ جوق در جوق اسلام کی دعوت کو قبول کرنے لگے تو اس تیسرے طبقہ کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ مکہ کے مقابلہ میں

یہاں مسلمانوں نے طاقت اور استحکام حاصل کر لیا تھا اس لئے آپ سے مرعوب ہو کر جو آپ کی کھل کر مخالفت نہیں کر سکتے تھے انہوں نے یہ رویہ اپنایا کہ بظاہر اسلام قبول کر کے اپنے آپ کو آپ ﷺ کا ہمدرد اور ساتھی ظاہر کیا اور اندرونی طور پر آپ ﷺ کو نقصان پہچانے کی کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے۔ وہ اپنی دشمنی میں خفیہ کاروائیاں کرتے تھے۔ یہی بات نفاق کا باعث بنی اور اسی طبقہ کو اسلام میں منافق کہا گیا۔ اس کی مثال آٹے میں گھن کی طرح ہوتی ہے۔ یہ طبقہ کھلے دشمن سے زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ شروع میں تو مسلمان ان منافقین کا اصل چہرہ نہ دیکھ پائے لیکن رفتہ رفتہ یہ اپنی حرکتوں اور خفیہ کاروائیوں کی وجہ سے ظاہر ہو گئے اور مسلمان ان کو پہچاننے لگے۔ ان کی شر انگیزیاں اتنی بڑھ گئیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ منافقون نازل فرمائی۔ ان کے لئے قرآن کریم میں جا بجا خبردار کیا گیا اور ان کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے مسلمانوں کو ہوشیار کیا گیا۔

منافق کی چار باتیں

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
جس شخص میں چار باتیں ہوں گی وہ پورا منافق ہے۔ اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بات پائی جائے گی (تو سمجھ لو) اس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی ہے۔ جب تک اس کو چھوڑ نہ دے۔

وہ چار باتیں یہ ہیں: جب اس کے پاس امانت رکھائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کے تو اس کے خلاف کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔ (بخاری و مسلم)

جھوٹ بولنا

جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جھوٹ نفاق کا دروازہ ہے۔ جھوٹ بول کر خرید و فروخت کرنے سے برکت ختم ہو جاتی ہے اور رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ معراج میں رسول اللہ ﷺ نے دو لوگوں کو دیکھا ان میں سے ایک کھڑا ہے دوسرا بیٹھا ہے۔ جو شخص کھڑا تھا وہ بیٹھے ہوئے شخص کے منہ میں لوہے کا آنکڑا ڈال کر اس کے گلے کو اتنا کھینچتا تھا کہ اس کا گلا اس کے کندھے تک پہنچ جاتا تھا۔ اسی طرح دوسری طرف کھینچتا اس وقت تک

پہلا اپنی اصل حالت میں آ جاتا تھا اور اسی طرح یہ عمل جاری تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس کو قبر میں اسی طرح کا عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن جرادؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا مومن زنا کرسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید (یعنی ممکن ہے) پھر فرمایا مؤمن جھوٹ نہیں بولے گا اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَنَّمَا يُفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَايُؤْمِنُوْنَ ☆

جھوٹ وہ لوگ بولیں گے جو صاحبِ ایمان نہیں

(سورۃ النحل ۔ 105)

رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو کوئی مجھ سے جھوٹ کو منسوب کرے میری طرف سے جھوٹ بات کہے۔ اس سے کہہ دو کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔ مذاق میں بھی جھوٹی بات کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا کہ جو بھی شخص جھوٹی قسم کھالے تاکہ کسی کا مال اس کے ذریعہ حاصل کرلے تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ کا غضب نازل ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف دیکھے گا۔ ایک وہ آدمی جس نے اپنے مال پر قسم کھائی کہ اسے اس مال کی جتنی قیمت اب دی جا رہی ہے اس سے زیادہ ملتی تھی جبکہ وہ اس میں جھوٹا ہوتا ہے۔ ایک وہ آدمی جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھاتا ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کا مال لے اڑے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

بہت سے لوگ جھوٹے مقدمے قائم کرتے ہیں، بعض مدعی جھوٹے ہوتے ہیں، بعض گواہ جھوٹے ہوتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ جھوٹی شہادت دینا تین مرتبہ شرک کے برابر ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جس شخص نے اس چیز کا دعویٰ کیا جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں اور ایسا شخص اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔ (رواہ المسلم)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! کبیرہ گناہ میں سب سے بڑے کبیرہ گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، قتلِ ناحق، اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جھوٹ نفاق کا دروازہ ہے۔ جھوٹ بول کر خرید و فروخت کرنے سے

برکت ختم ہو جاتی ہے اور رزق میں کمی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ دوسروں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں یہ سخت گناہ کی بات ہے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بد بو سے میلوں دور بھاگ جاتا ہے۔

حضرت بہز بن حکیم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ! خرابی ہے اس کے لئے جو محض لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں کرتا ہو۔ ایسے شخص کے لئے بربادی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

جھوٹ ہی وہ عمل ہے جس سے تمام نفسانی بیماریوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ جب ایک دفعہ انسان جھوٹ بولنے کا عادی ہو جائے تو پھر نفس اسے آسانی کے ساتھ دوسرے گناھوں کی طرف راغب کر دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! تم سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے بچو، بے شک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب)(صحیح مسلم، جامع ترمذی و سنن ابوداؤد)

ارشاد نبی ﷺ ہے! میں اسے جھوٹا شمار نہیں کرتا جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور ایسی بات کہتا ہے جس سے صرف صلح کرانا مقصود ہو اور وہ آدمی جو جنگ میں (جھوٹ) بولتا ہے اور وہ آدمی جو اپنی بیوی سے اور بیوی خاوند سے (جھوٹ) بولتی ہے۔ (ناراضگی دور کرنے کے لئے)۔ (سنن ابوداوٗد)

مثلاً صلح کرانے والا ایک شخص کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بھائی آپ کے بارے میں بہت اچھی بات کہہ رہا تھا اور وہ آپ سے صلح کرنا چاہتا ہے اور آپ سے معافی مانگنا چاہتا ہے۔ اسی طرح سے دوسرے کے پاس جا کر اسی طرح کی باتیں کرتا ہو۔ جنگ میں اس طرح سے کہ مسلمانوں کی بہت بڑی مدد پہنچنے والی ہے یا کفار کے اتنے لوگ مارے گئے ہیں یا پیچھے دیکھ کوئی تجھے تلوار مارنے والا ہے۔ بیوی کے ساتھ بعض اوقات بیوی کا کوئی مطالبہ ہوتا ہے اور اس وقت شوہر وہ پورا نہیں کرسکتا ہے مثلاً کوئی چیز دلانا تو وہ کہہ دیتا ہے کہ ہاں دلا دوں گا اور ٹالتا رہتا ہے۔

وعدہ خلافی کرنا

﴿ وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً ﴾

(سورۃ بنی اسرائیل ۔ ۳۴)

اور تم اپنے وعدوں کو پورا کرو بے شک وعدے کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ O

(سورہ المؤمنون ۔ ۸)

جو اپنی امانتوں اور وعدوں کی حفاظت کرنے والے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وعدہ قرض کی طرح ہے یعنی اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاذْكُرْ فِيْ الْكِتَابِ إِسْمَاعِيْلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولاً نَّبِيّاً☆

(سورہ مریم ۔ 54)

اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا بھی ذکر کر وہ وعدے کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے۔

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیع کی (کسی مال کا سودا کیا) اور میں نے کہا کہ میں فلاں جگہ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے آؤں گا میں بھول گیا تیسرے دن مجھے یاد آیا تو میں وہاں گیا تو آپ ﷺ وہاں میرے انتظار میں موجود تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے، اے جوان میں تین دن سے تمہارے انتظار میں یہاں ہوں۔

قرآنَ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعنّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ☆

(سورۃ المائدہ ۔ 13)

تو اُن لوگوں کے عہد توڑ دینے کے سبب ہم نے اُن پر لعنت کی
اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیا۔

مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ عہد نہ پورا کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت ہو جاتی ہے۔ ایسا نہ کرو کہ عہد شکنی کر کے اپنے اوپر وبال آنے کا ذریعہ بن جاؤ۔

منافقین کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ یا تھا کہ وہ میدانِ جنگ سے پیٹھ نہیں پھیریں گے اور نہ جنگ سے بھاگیں گے لیکن اس کے باوجود انہوں نے خلاف ورزی کی۔

انہوں نے ایک وعدہ یہ بھی کیا تھا کہ جب بھی اللہ نے ہمیں کچھ مال دیا تو اللہ کی راہ میں ضرور صدقہ کریں گے لیکن جب مال آیا تو نیت بدل گئی اور صدقہ نہ کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس کا کوئی ایمان نہیں جو ایمان دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو اپنے وعدے کا پکا نہیں۔ (مسند احمد)

خیانت

خائن اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کوئی چیز بطور امانت یا ادھار دی جائے تو وہ اس چیز میں سے کچھ یا پوری ہضم کر جائے اور یہ دعویٰ کرے کہ وہ چیز ضائع ہو گئی یا سرے سے اس کا انکار کر دے اور یہ کہے کہ وہ چیز اسے دی ہی نہیں گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُم☆

(سورۃ البقرہ ۔ ۱۸۷)

اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم اپنے حق میں خیانت کرتے تھے

آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کا معراج میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزر ہوا جس نے لکڑی کا ایک بڑا گٹھا اکٹھا کئے ہوئے ہے اور اس کو اٹھا نہیں سکتا اور اس میں اور لکڑیاں لا لا کر رکھتا ہے۔ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا یہ کیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ سلام نے کہا یہ آپ (صلّی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانتیں ہیں جن کو ادا کرنے پر وہ قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لادھتا جا رہا ہے۔

(فتح الباری)

اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہیں!

وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لاَ يُظْلَمُونَ ☆

(سورۃ آلِ عمران ۔ 161)

اور خیانت کرنے والوں کو قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز (اللہ کے رُوبرُو) لاکر حاضر کرنی ہوگی، پھر ہر شخص کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور بے انصافی نہیں کی جائے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جو بھی کوئی شخص اس مال میں سے کچھ بھی لے لے گا جس کی وصولی کے لئے اسے مقرر کیا گیا ہو تو قیامت کے دن اسے لے کر آئے گا جسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہوگا۔ (مشکوۃ المصابیح)

بعض لوگ قرض لینے اور امانت رکھنے کے لیے جلدی سے تیار ہو جاتے ہیں اور جب دینے کا وقت آتا ہے تو ٹال مٹول کرتے ہیں۔ حق دار کو آج کل کر کے چکر لگواتے ہیں، پریشان کرتے ہیں اور امانتیں کھا جاتے ہیں یا قرض واپس ادا نہیں کرتے۔ اس لیے بدنیت لوگوں کو اللہ کی طرف سے مدد بھی نہیں ملتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگوں کا مال لے کر ادائیگی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے یعنی اس کی اچھی نیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے

اس کے لئے سہولت پیدا کر دیتا ہے اور جس نے لوگوں کے مال لیے اور واپس نہ دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا مال ختم کر دیتا ہے اور قرضہ باقی رہتا ہے۔ پھر قیامت کے دن لوگوں کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے عذاب بھی ہوگا۔

قرآنِ کریم میں آیت ہے!

وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيماً ☆

(سورۃ النساء ۔ 105)

اور (دیکھو) بددیانت لوگوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ خیانت کرنے والے کی طرفداری نہ کی جائے اور استغفار کا حکم فرمایا۔ جو لوگ اپنے نفسوں کی خیانت کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے دوسروں کا مال چرا کر اپنے کھانے پینے کا کام چلا کر بڑی ہوشیاری کا کام کیا ہے۔ اس کا وبال آخرت میں خود ان کو بھگتنا پڑے گا۔ خیانت کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دنیا والوں کی نظروں سے تو چھپ سکتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپ سکتے۔ یہ لوگوں سے شرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے نہیں شرماتے حالانکہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جس وقت وہ خیانت کر رہے ہوتے ہیں۔ آخرت کا حساب ہر وقت سامنے ہونا چاہیے وہاں کوئی مددگار اور وکیل نہ ہوگا۔

(تفسیر انوار البیان)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّاناً أَثِيماً☆

(سورۃ النساء ۔ 107)

بے شک اللہ کسی ایسے شخص کو پسند نہیں فرماتا جو بڑا بددیانت اور بدکار ہے۔

دوسری جگہ فرمایا!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَخُونُواْ اللّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِكُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ☆

(سورۃ الانفال ۔27)

اے ایمان والو! نہ تو اللہ اور رسول کی امانت میں خیانت کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم (ان باتوں کو) جانتے ہو۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی بھی خیانت ہے۔ ہر طرح کی خیانت کی ممانعت کی گئی ہے اس لئے بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

مالی خیانت کو تو سب جانتے ہیں مثلاً کوئی شخص امانت رکھوائے تو اس کو کھا جائے یا استعمال کر لے یا کم کر دے۔ یا دو شریک آپس میں خیانت کریں۔ جو شخص قرض دے کر یا کسی کی طرف اپنا مال دے کر بھول جائے اس کا حق رکھ لیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب خیانتیں ہیں اور ہر شخص کو معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کس کا حق مارا ہے

اور کس کی خیانت کی ہے۔ فکرِ آخرت اور اللہ کا ڈر ہو تو انسان خیانت سے بچ سکتا ہے ورنہ دنیاوی نفع کو دیکھ کر بڑے بڑے دیانتداری کے دعویدار اس مسئلہ میں کچے پڑ جاتے ہیں۔ نا اہلوں کو عہدے دینا بھی خیانت ہے۔

دنیاوی تعلقات اور دنیاوی منافع کے پیشِ نظر جو فاسقوں، فاجروں، ظالموں، بے نمازیوں کو عہدے دئے اور دلائے جاتے ہیں یہ سب امانت میں خیانت ہے۔ ہر شخص اپنے اپنے متعلقہ معاملات کا ذمہ دار ہے۔ چھوٹے بڑے حکام، رؤساء اور وزراء امانت دار ہیں۔ انہوں نے جو عہدے اپنے ذمہ لئے ہیں وہ ان کی ذمہ داری شریعتِ اسلامیہ کے مطابق پوری کریں۔ کسی بھی معاملہ میں عوام کی خیانت نہ کریں۔ اسی طرح سے خرید و فروخت کرنے والے، سفر کے ساتھی، پڑوسی، میاں بیوی، ماں باپ اور اولاد سب ایک دوسرے کے مال کے اور دوسرے متعلقہ امور کے امانت دار ہیں۔ جو بھی کوئی کسی کی خیانت کرے گا گناہ گار ہوگا اور آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی۔ مال و اسباب کے علاوہ دیگر امور میں بھی خیانت ہوتی ہے جن کا ذکر مختلف احادیث میں آیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللّٰهَ لاَ يُحِبُّ الخَائِنِيْنَ ☆

(سورۃ الانفال ۔ 58)

کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے (دغابازوں)
کو دوست نہیں رکھتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَأَنَّ اللّٰهَ لاَ يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ☆

(سورۃ یوسف ۔ 52)

اور اللہ خیانت کرنے والوں کی تدبیر چلنے نہیں دیتا۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے متعلقہ امور سے جو شخص کسی امر کا والی بنا۔ پھر اس نے ان پر کسی شخص کو (ذاتی) مروت اور تعلقات کی بنا پر امیر بنا دیا تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ اس سے کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کی اللہ اسے دوزخ میں داخل فرمادے گا۔ (الترغیب والترہیب)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ☆

(سورۃ الحج ۔ 38)

بیشک اللہ کسی خیانت کرنے والے اور کفرانِ نعمت کرنے والے کو
دوست نہیں رکھتا۔

ہر کافر اور مشرک خیانت کرنے والا ہے۔ اس کے ذمہ ہے کہ اپنے خالق و مالک وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرے اور اس کے بھیجے ہوئے دین کو مانے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا اس لئے وہ خائن ہے۔ خوان مبالغے کا صیغہ ہے اور ہر کافر کفور یعنی ناشکرا بھی ہے۔ اسے پیدا اللہ نے کیا اور عبادت غیر اللہ کی کرتا ہے۔ اور ایسا دین اختیار کرتا ہے جو انہوں نے خود بنایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی ناشکری ہے کہ نعمتیں اس کی کھائیں اور اس کے دین کا انکار کریں۔ اللہ ایسے لوگوں سے محبت نہیں کرتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

يَعۡلَمُ خَائِنَةَ الۡأَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي الصُّدُورُ ☆

(سورۃ غافر ۔ 19)

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو (باتیں) سینوں میں پوشیدہ ہیں (ان کو بھی)۔

قیامت کے دن محاسبہ ہوگا نیکیوں کی جزا ملے گی اور بُرائیوں پر سزا ہوگی۔ اعضاء کے ظاہر اعمال کو اللہ جانتا ہے اور سینوں میں جو پوشیدہ ہیں بُرے عقائد، بُری نیتیں، بُرے جذبات، اللہ تعالیٰ ان سب سے باخبر ہے۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میرے باطن کا حال پوشیدہ ہے اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ اعضاء ظاہرہ میں آنکھیں بھی ہیں بُری جگہ نظر ڈالنا جہاں دیکھنے کی اجازت نہیں اور بداعمالیوں میں

آنکھوں کا استعمال کرنا سب گناہ ہے۔ آنکھوں کے اعمال میں سے ایک عمل خیانت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آنکھوں کی خیانت کو اور دلوں میں پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے۔ آنکھ کے گوشے سے نامحرم کو دیکھ لیا چپکے سے گناہ کی نظر ڈال دی، آنکھ کے اشارے سے کسی کی غیبت کر دی۔ یہ سب گناہ میں شمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے۔ (تفسیر انوار البیان)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

﴿ إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا ﴾

(سورۃ النساء ۔ ۵۸)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کے ہی سپرد کرو

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب امانتیں ضائع ہو جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا ان کا ضائع ہونا کس طرح ہے یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کام (حکومتی امور) نااہلوں کے سپرد کر دیے جائیں تو قیامت کا انتظار کرو۔

(رواۃ البخاری)

گالی گلوچ کرنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مومن طعنے دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش کلامی کرنے والا اور گالیاں دینے والا نہیں ہوتا۔ (جامع ترمذی)

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ آپس میں دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ بھی کہیں تو اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔

(مسلم و ترمذی)

اگر بدلہ لینے والا اس پر جھوٹ باندھتا ہے تو دونوں مجرم ہیں اور دونوں میں نفاق موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایسے شخص پر بہشت حرام ہو گی جو فحش گوئی کرے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا! دوزخ میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے منہ سے نجاست نکلے گی اور اس کی بدبو سے تمام دوزخی فریاد کریں گے اور دریافت کریں گے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ان کو بتایا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فحش گفتاری کو پسند کرتے تھے اور فحش کلامی کرتے تھے۔ شیخ ابراہیم بن میسرہؒ نے کہا کہ جو کوئی فحش بات کہے گا اس کا منہ قیامت کے دن کتے کی طرح ہو گا۔

(کیمیائے سعادت)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے اس پر

لعنت ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایسا کون کرے گا۔ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا! جو کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اس کے جواب میں وہ اس گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو یہ گالی اسی کی طرف سے ہوئی۔ کسی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین اور کفار کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح کسی فرد یا قوم پر لعنت کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ہاں البتہ فعل پر لعنت کر سکتے ہیں جیسے کافروں اور ظالموں پر اللہ کی لعنت وغیرہ۔

حضرت عروہ بن زبیر ؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بُرا آدمی وہ ہے کہ لوگ اس کو فحش گوئی کہ وجہ سے چھوڑ دیں۔

(صحیح البخاری)

منافق کی مزید نشانیاں

دھوکہ دینا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت واثلہؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی (چیز کو) عیب (کے ساتھ) فروخت کر دیا اور اس سے خریدار کو آگاہ نہیں کیا تو وہ برابر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یا (فرمایا کہ) اس پر فرشتے لعنت کرتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بازار میں ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے اور اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو ڈھیر کے اندر کی تہوں میں انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے۔ اس نے بتایا کہ بارش کی وجہ سے ایسا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نمی والے حصہ کو اوپر کیوں نہیں کر دیتے کہ لوگ دیکھ لیں۔ جو شخص دھوکہ دیتا ہے وہ میری جماعت سے خارج ہے۔ (رواۃ الترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن ہر دھوکہ باز کے لئے اس کی پشت کے قریب ایک جھنڈا ہو گا جس کے ذریعہ وہ پہچانا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کی دھوکہ بازی ہے۔ (صحیح بخاری)

نمازوں میں کوتاہی اور سستی کرنا

نماز کی حفاظت کرنا، انہیں وقت پر ادا کرنا، شوق کے ساتھ آنا اور عبادات میں دلچسپی لینا مومن کی صفات ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے!

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلَى صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ O

(سورۃ المومنون ۔ ۹)

جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

﴿ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلاَةِ قَامُوا كُسَالَى يُرَآؤُونَ النَّاسَ وَلاَ يَذْكُرُونَ اللّهَ إِلاَّ قَلِيْلاً ﴾

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۲)

اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کم ذکر کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے منافق لوگ دکھاوے کے لئے نماز پڑھنے آتے تھے۔ نماز میں دل نہ لگنے کی وجہ سے سستی اور کاہلی سے نہ چاہتے ہوئے نماز پڑھتے تھے۔ منافق حتی الامکان نماز کو ٹالتا رہتا ہے اور جب وقت بالکل ختم ہونے

کے قریب پہنچ جاتا ہے تو جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے جیسے ٹھونگیں مار رہا ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں! جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ کل اسلام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ساری نمازوں کی حفاظت کرے، جب انہیں نماز کے لئے بلایا جائے یعنی جب اذان ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے لئے ہدایت کے طریقے متعین کردئے ہیں اور یہ نمازیں بھی ہدایت کے متعین طریقوں میں سے ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھو جیسا کہ یہ پیچھے رہنے والا (منافق) اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم نے اپنے نبی کریم ﷺ کے طریقے کو چھوڑ دیا۔ اور اگر تم اپنے نبی (ﷺ) کے طریقے کو چھوڑ و گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور کوئی آدمی نہیں جو وضو کرے پھر ان مسجد میں سے کسی مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے، اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے اور ہم مشاہدہ کرتے تھے کہ منافق کے سوا کوئی بھی نماز سے پیچھے نہیں رہتا کہ جس کا نفاق ظاہر ہو جاتا اور ایک شخص جسے دو آدمیوں کے سہارے لایا جاتا تھا یہاں تک کہ اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے اللہ کا ذکر کثرت سے کیا وہ نفاق سے بری ہو گیا۔

حضرت رفاعہ بن رافع ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص جو دیہاتی معلوم ہوتا تھا مسجد میں داخل ہوا اور قبلہ کی طرف رخ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے قریب دو رکعت نماز پڑھی اور وہ رکوع و سجود مکمل نہیں کرتا تھا۔ جب اس نے نماز ادا کر لی تو نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ اور موجود صحابہ کرام ؓ کو سلام کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا! وعلیکم السلام، جاؤ پھر سے نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ گیا اور پہلی جیسی نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ اس کی نماز کو بغور دیکھنے لگے لیکن وہ نہیں جان سکا کہ آپ ﷺ اس کی نماز میں کیا غلطی نکالتے ہیں۔ سو جب اس نے نماز پڑھ لی تو آپ ﷺ کے پاس آیا اور پھر سے حاضرین کو سلام کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! وعلیکم السلام، جاؤ پھر سے نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اس سے تین دفعہ نماز دہروائی۔ (جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا!

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاؤُوْنَ ۝

(سورۃ الماعون: ۶ ـ ۴)

ان نمازیوں کے لئے ہلالت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں،
جو ریا کاری کرتے ہیں۔

نمازی بھی ہیں پھر بھی ہلاکت ہے۔ اس لئے کہ نماز میں خشوع وخضوع نہیں ہے۔ دکھلاوا ہے، ذکر کی کمی ہے، نہ وقت پر نماز ہے اور نہ نماز میں نماز کی طرف دھیان ہے۔ نماز میں باقاعدگی نہیں ہے۔ ایک بوجھ ہے جو سر سے اتارا جا رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ میں لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں پھر نماز کا حکم دوں، پھر اذان کہی جائے پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے۔ پھر میں (جماعت سے پیچھے رہنے والے) لوگوں کے پیچھے جاؤں اور ان کو ان کے گھروں سمیت آگ لگا دوں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ان میں کا کوئی بھی شخص یہ جان لے کہ وہ موٹی گوشت والی ہڈی یا گوشت والی اچھی کھریاں پائے گا تو عشاء کی نماز کی لازمی حاضری ہو۔

(صحیح بخاری)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! بے شک منافقین پر سب سے زیادہ بوجھل فجر اور عشاء کی نمازیں ہیں۔ اگر وہ یہ جان لے کہ ان دونوں

میں کتنا اجر ہے تو ان دونوں میں حاضر ہوں اگر چہ انہیں چوتڑوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑے۔ اور البتہ تحقیق میں نے ارادہ کیا کہ نماز کا حکم دوں جب وہ کھڑی ہو جائے پھر ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں کچھ آدمیوں کو جن کے پاس خشک لکڑی کے گٹھے ہوں انہیں ساتھ لے کر ان لوگوں کی طرف چلوں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے اور میں ان کو ان کے گھروں سمیت آگ لگا دوں۔

(صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی بھی شخص میری مسجد میں اذان سنتا ہے پھر کسی ضرورت کے بغیر مسجد سے نکل جاتا ہے اور واپس نہیں آتا تو وہ منافق ہی ہے۔

(طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے تین جمعہ (کی نماز) بغیر عذر کے چھوڑ دئے وہ منافقین میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(جامع الصغیر و طبرانی)

دکھلاوے کی عبادت

کوئی اچھا کام لوگوں کو دکھلاوے کے لئے کرنے کو جس میں لوگوں کی نظر میں اپنی قدر و منزلت چاہنے کو ریا کاری کہتے ہیں۔ اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے جو نیکی اور عبادت کے ظاہری عمل ہوتے ہیں۔ جس میں مال، علم، ہنر اور کسی کام کی مہارت کی قسمیں بھی شامل ہیں۔ اپنی پاکبازی اور عبادات میں ریا کرنا سخت ترین گناہ ہے جو شرک کے قریب ہے۔ یہ خطرناک بیماری اکثر عبادت گزار لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً اپنی عبادات کا ذکر لوگوں سے کرنا یا صدقہ و خیرات کرنے کے بعد لوگوں سے تعریف کا خواہش مند ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے واجب کئے ہوئے احکام کو اس کے وقت اور جگہ کے مطابق کرنا اور دیکھنے اور نہ دیکھنے والوں کی پروانہ کرنا ریا کاری نہیں ہے اس میں نیت رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

الَّذِيْنَ هُمْ يُرَاۤءُوْنَ ☆ (سورۃ الماعون ۔ 6)

جو ریا کاری کرتے ہیں۔

منافق کی بُری خصلتوں میں ایک خصلت ریا کاری بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اطاعت کی۔ وہ جواب دے گا کہ میں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان

فدا کی اور جہاد میں مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ تو نے جھوٹ کہا، جہاد تو اس واسطے تو نے کیا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بہت بہادر ہے۔ پس حکم ہو گا کہ اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو لایا جائے گا اور اس سے دریافت کیا جائے گا تو نے کیا اطاعت کی۔ وہ کہے گا کہ جو کچھ مال میرے پاس تھا وہ میں نے تیری راہ میں خرچ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے اس واسطے خرچ کیا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور حکم ہو گا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک اور شخص لایا جائے گا اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے اطاعت کی۔ وہ جواب دے گا میں نے علم حاصل کیا، قرآن کا علم سیکھا، اس کے حاصل کرنے پر بہت محنت کی اور لوگوں کو سکھایا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے علم اس لئے حاصل کیا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور اس کو بھی دوزخ میں لے جاؤ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کے معاملہ میں کسی چیز سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا ان کے چھوٹے شرک سے۔ لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ریا''۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا! اے ریا کارو! تم ان لوگوں کے پاس چلے جاؤ جن کے دکھانے کے لیے تم میری عبادت کرتے تھے اور اپنے عمل کی جزا ان سے مانگو۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس عمل کو جس میں ذرہ برابر بھی ریا شامل ہو گی حق تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا! ریا کار کی تین علامات ہیں۔ ایک یہ کہ خلوت میں کاہل ہوتا ہے اور لوگوں کے سامنے چست و چالاک ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جب اس کی تعریف کی جاتی ہے تو بڑھ چڑھ کر عبادت کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ ملامت اور تنبیہ پر اپنے عمل کو کم کر دیتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ اس عمل پر ریا کرتے تھے جو انہوں نے کیئے ہوتے تھے، اب لوگ اس عمل پر ریا کرتے ہیں جو انہوں نے کیئے بھی نہیں ہوتے۔

ریا کاری صرف زبان سے نہیں ہوتی بلکہ اس کے اظہار کے اور بہت سے طریقے ہیں مثلاً بدن کو ایسا رکھے جس سے ظاہر ہو کہ بہت تھکا ہوا ہے اور رات کا جاگا ہوا ہے۔ لوگ یہ سمجھیں کہ رات کو بہت عبادت کرتا ہے۔ بعض لوگ اپنی وضع قطع ایسی بناتے ہیں مصنوئی طور پر دھیمی آواز میں بات کرنا، ماتھے پر سجدہ کے نشان کو برقرار رکھنا ایسی حالت بنانا جس سے دوسرے سمجھیں کہ یہ وجد یا فکر کی کیفیت میں ہے۔ بعض لوگ اپنے پہناوے سے ریا کاری کرتے ہیں عجیب قسم کا لباس پہنتے ہیں تا کہ لوگ صوفی، مجذوب یا پہنچا ہوا سمجھیں۔ بعض لوگ بولنے میں ریا کاری کرتے ہیں اس طرح بات کریں گے کہ سامنے والا سمجھے کہ یہ بہت بڑے عالم یا بہت بڑے درویش یا بزرگ ہیں۔ بعض لوگ اپنے عمل سے ریا کاری کرتے ہیں مثلاً اگر نماز پڑھ رہے ہوں اور ان کو احساس ہو جائے کہ کوئی ان کو نماز پڑھتے

ہوئے دیکھ رہا ہے تو پھر بہت خشوع وخضوع سے رکوع وسجود کرنے لگتے ہیں یا اور کوئی نیک کام کررہے ہوں تو اس میں ایک دم سے نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے شہرت کی خواہش سے کوئی کام کیا اللہ تعالیٰ اس کو شہرت عطا کر دے گا اور جس نے دیکھاوے کی غرض سے کوئی کام کیا تو اللہ اس کی نام ونمود کر دے گا۔

(صحیح البخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ تمہاری صورتوں اور تمہارے مال ومتاع کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (یعنی اس میں کتنا اخلاص اور یقین ہے، اور ریا اور نفاق سے پاک ہے۔ (اسی کے مطابق جزاوسزا کا دارومدار ہے)۔

(صحیح المسلم)

اس کا علاج بڑی کوشش اور محنت سے ہوتا ہے۔ کیونکہ جب یہ مرض انسان کے نفس کو پکڑ لیتا ہے تو اس کا علاج دشوار ہو جاتا ہے۔ یہ مرض انسان کے اندر غیر محسوس طور سے داخل ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان اس بات کا انکار کرتا ہے کہ اس کے اندر یہ مرض موجود ہے اور اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ جب اللہ کی عبادت کرے تو سوچے کہ اگر میں اللہ کو

نہیں دیکھ رہا لیکن اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کا خیال رہے گا تو مخلوق کا خیال نہیں آئے گا۔ اس سلسلہ میں مراقبہ کرنے سے بڑی مدد ملتی ہے۔ تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اللہ کا تصور کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے تو اللہ کا نور دل میں داخل ہو جائے گا اور اس بیماری سے نجات مل جائے گی۔ اہل اللہ کی صحبت اور ان سے اصلاحی تعلق پیدا کئے بغیر اس بیماری سے نجات حاصل کرنا انتہائی مشکل ہے۔ حبِ جاہ کو دل سے نکال دیں یہی ریا کاری کی اصل جڑ ہے۔

حضرت خواجہ مجذوبؒ نے شعر میں فرمایا!

وہ ریا جس پر تھے زاہد طعنہ زن پہلے عادت پھر عبادت بن گئی

طنز و طعنہ زنی

مسلمانوں کو طرح طرح کا مزاق اور طعنہ دینا منافقین کا کام ہے۔ نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی منافقین یہ کام کیا کرتے تھے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں زیادہ خرچ کرتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ یہ لوگ ریا کار ہیں اور جو محنت مزدوری کر کے تھوڑی سی رقم یا چند کھجوریں اللہ کی راہ میں دیتا تھا تو یہ اس کا ہنسی مزاق اڑاتے تھے کہ یہ چند کھجوروں سے روم فتح کریں گے۔ آج کل کے دور میں بھی دین پر عمل کرنے والوں کو طرح طرح کے طعنے اور الزامات سننے پڑتے ہیں۔

منافق میں جوں جوں نفاق کی بیماری بڑھتی ہے تو وہ اسلامی تعلیمات کو چھوڑتا جاتا ہے اور اسے وہ اسلامی احکامات بوجھ لگنے لگتے ہیں جن میں کچھ مشقت ہو۔ پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ کھلم کھلا اسلامی آداب و اخلاق کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ پھر نہ اسے قرآن کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ سنتِ رسول ﷺ کی۔ وہ آخرت کے عذاب سے بھی بے خوف ہو جاتا ہے۔ اگر وہ کوئی کفریہ یا خلافِ شرع بات کہتے ہیں اور کوئی انہیں ٹوکتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے۔

دین اسلام کے کسی شعار یا کام کا مزاق اڑانا مثلاً پردہ کا مذاق اڑانا، داڑھی کا مذاق اڑانا، جہاد کا مذاق اڑانا، ٹخنوں سے اونچی شلوار کا مذاق اڑانا اور اس قسم کے اور باتوں کا مذاق اڑانا۔ یہ سب نفاق کی نشانیاں ہیں اور بعض حالتوں میں ایسا آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

منافق بدزبانی اور فحش گوئی کرتا ہے

حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! حیا اور کم گوئی ایمان کے دوشعبے ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے شعبے ہیں۔ (جامع ترمذی)

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ کم گوئی سے مراد مختصر کلام ہے اور فحش گوئی سے مراد بے ہودہ کلام کرنا ہے اور زیادہ باتیں کرنے سے مراد کثرت کلام ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے بدترین آدمی اور عورت (مرتبہ کے لحاظ سے) وہ ہوگا جسے لوگوں نے بے حیائی کی وجہ سے چھوڑ دیا ہو۔ (صحیح بخاری)

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں ہوگا۔ بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم میں ہوگی۔ مسند احمد میں روایت ہے کہ بے حیائی اور بے ہودگی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور اسلام کے اعتبار سے سب سے اچھا آدمی وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حیاء خیر ہی لاتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی ایک روایت ہے کہ حیاء خیر ہی خیر ہے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے گوشے میں پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ آپ کسی ناپسندیدہ چیز کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرے سے پہچان لیتے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ اس چیز کی حفاظت کرے گا جو اس کے دونوں کلّوں کے درمیان ہے یعنی زبان اور جو اس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! حقیقت یہ ہے کہ جب بندہ اپنی زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے درجات بلند کر دیتا ہے (یعنی اگرچہ وہ بندہ اپنی اس بات کی اہمیت و قدر سے واقف نہیں ہوتا اور اس کو ایک نہایت آسان اور معمولی درجہ کی بات سمجھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بلند پایہ اور مرتبہ کی ہوتی ہے) اس طرح بندہ جب زبان سے کوئی ایسی بات نکالتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب بن جاتی ہے تو اگرچہ وہ بندہ اس بات کی اہمیت کو نہیں جانتا (یعنی وہ اس بات کو بہت معمولی

سمجھتا ہے اور اس کو زبان سے نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا) لیکن حقیقت میں وہ بات نتیجہ کے اعتبار سے اتنی خطرناک ہوتی ہے کہ وہ بندہ اس کے سبب سے دوزخ میں جا گرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کسی مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور کسی مسلمان کو مار ڈالنا کفر ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو ان دونوں میں سے ایک پر کفر لوٹ گیا۔ یعنی یا تو کہنے والا خود کافر ہو گیا یا وہ شخص جس کو اس نے کافر کہا۔ (بشرطیکہ وہ اس کا مستحق ہو)

(بخاری و مسلم)

حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص کسی کو فاسق نہیں کہے اور نہ اس پر کفر کی تہمت لگائے کیونکہ اگر وہ آدمی فسق یا کفر کا حامل نہیں ہے تو اس کا کہا اسی پر لوٹ کر آئے گا۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کوئی شخص کسی کو کافر کہہ کر پکارے یا کسی کو خدا کا دشمن کہے اور وہ حقیقت میں ایسا نہ ہو تو اس کا کہا ہوا خود اس پر لوٹ پڑتا ہے یعنی خود کہنے والا کافر یا خدا کا دشمن ہو جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ اور حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اگر دو شخص آپس میں گالی گلوچ کریں تو ان کی ساری گالم گلوچ کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے پہل کی جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کر لے۔

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! صدیق کے لئے یہ جائز نہیں کہ بہت زیادہ لعنت کرنے والا ہو۔

(مسلم)

حضرت ابو درداء ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ بہت زیادہ لعنت کیا کرتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن نہ گواہ بنائے جائیں گے اور نہ شفاعت کر سکیں گے۔ (مسلم)

نیکی سے روکنا اور برائی کا حکم دینا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُواْ اللّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ٦٧)

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک ہی ہیں، بُری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور اچھی باتوں سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔
وہ اللہ کو بھول بیٹھے سو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا۔
بلا شبہ منافق بڑے ہی فاسق و بدکار ہیں۔

منافق خود کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے میں بہت بخیل ہوتا ہے اور جب دوسرے مسلمان خرچ کرتے ہیں تو ان کو بھی روکتا ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کوئی بے نمازی نماز پڑھنا شروع کر دے تو اس کو ملا اور مولوی کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ ملازمت کے دوران نماز پڑھنے والے کو وقت برباد کرنے والا کہا جاتا ہے۔ جہاد کی تربیت لینے والے اور جہاد پر جانے والوں کو دہشت گرد کہا جاتا ہے۔ جو خود روزہ نہیں رکھتے تو روزہ دار کو طعنہ دیتے ہیں

کہ ان کے گھر دانے ختم ہو گئے ہیں یعنی ان کے پاس کھانے کو نہیں ہے۔ مسجد میں چندہ دینے والوں کو روکتے ہیں کہ تم فرقہ واریت میں حصہ لے رہے ہو۔ مدرسہ میں پیسہ دینے والوں کو کو کہا جاتا ہے کہ یہ انتہا پسند تیار کرنے میں مدد کر رہے ہیں۔ اس طرح سے لوگوں کو بدظن کیا جاتا ہے یہ سب منافقت ہے۔

تنہائی میں بے خوف گناہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن اللہ سے ڈرتے ہیں۔ مومن خواہ سب کے سامنے ہو یا اکیلا، وہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتا ہے۔ اسے پکا یقین ہوتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور قیامت کے دن ہر ایک چھوٹے یا بڑے عمل کا حساب دینا ہوگا۔ جبکہ منافق لوگوں کے سامنے ریا کاری کے لئے نیک کام کرتا ہے اور برائی سے بچتا ہے لیکن تنہائی میں بے خوف ہو کر گناہ کرتا ہے کیونکہ اس کا آخرت پر پکا یقین نہیں ہوتا اور وہ اللہ کی پروہ کئے بغیر گناہ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یَسۡتَخۡفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلاَ یَسۡتَخۡفُونَ مِنَ اللّٰہِ وَھُوَ مَعَھُمۡ إِذۡ یُبَیِّتُونَ مَا لاَ یَرۡضَی مِنَ الۡقَوۡلِ وَکَانَ اللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُونَ مُحِیۡطاً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۰۸)

وہ لوگوں سے چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپ سکتے۔ وہ اللہ (اس وقت بھی جب وہ گناہ کررہے ہوتے ہیں) ان کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو اللہ کے ناپسندیدہ باتوں کے مشورے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے تمام اعمال کو گھیرے ہوئے ہے۔

یہ منافق کی نشانی ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے خوب نیکی اور عبادت کرتے ہیں اور تنہائی میں خوب گناہ کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!
منافق کی نشانی یہ ہے کہ اسے کوئی بری بات بری نہیں لگتی اور نہ ہی اس کی نیکی اسے خوش کرتی ہے۔ اگر وہ اچھا عمل کرلے تو وہ اللہ سے اس نیکی کے ثواب کی امید نہیں رکھتا اور اگر برائی کرلے تو برائی کے بدلے سزا سے نہیں ڈرتا۔
(تاریخ الکبیر للبخاری:۱۵۵/۴)

حکمرانوں کے سامنے ان کی تعریف اور پیٹھ پیچھے عیب بیان کرنا

ابوشعثاءؒ فرماتے ہیں کہ اہل عراق سے ایک جماعت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئی ان لوگوں نے یزید بن معاویہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا! ان کے متعلق جو کچھ میرے پاس کہہ رہے ہو ان کے سامنے بھی کہتے ہو۔ انہوں نے کہا! نہیں! بلکہ ہم ان کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا! ہم اسے نفاق میں شمار کرتے ہیں۔

(صفۃ المنافق للفریابی)

زم زم کا پانی پیٹ بھر کے نہ پینا

حضرت ابن ابی ملیکہؒ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور ان کے ایک جانب بیٹھ گیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس سے فرمایا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں زم زم کا پانی پی کر آیا ہوں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا! کیا تم نے اس طرح پانی پیا جس طرح پینا چاہیۓ تھا۔ اس نے کہا اے ابن عباسؓ! کس طرح پینا چاہیۓ تھا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا! قبلہ کی طرف منہ کرو اور اللہ کا نام لے کر تین سانس میں پیو۔ جب پی کے فارغ ہو تو اللہ کی حمد وثنا کرو اور پانی پیٹ بھی کر پیو۔ بے شک میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا! ''بے شک ہمارے اور منافق کے

درمیان نشانی یہ ہے کہ وہ زمزم کا پانی پیٹ بھر کر نہیں پیتے۔"

(صفۃ النفاق ونعت المنافقین، معجم الکبیر للطبرانی، دار القطنی)

بزدلی پیدا کرنا اور شرانگیز افواہیں پھیلانا

منافق کی ایک یہ علامت ہے کہ وہ بزدل بنانے کی خبریں پھلاتا ہے، پروپیگنڈا کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِيْ الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلاً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ٦٠)

اگر اب یہ منافق اور وہ لوگ جن کے دل میں بیماری ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے ہیں باز نہ آئے تو ہم آپ (ﷺ) کو ان کی (تباہی) پر مسلط کر دیں گے۔ پھر وہ چند دن ہی آپ کے ساتھ اس (شہر) میں رہ سکیں گے۔

مسلمانوں کی کسی کے ساتھ جنگ ہو جائے تو منافقین کی حرکات وسکنات اور دوڑ دھوپ کیا ہوتی ہے اس بارے میں ارشادِ ربانی ہے۔

لَوْ خَرَجُواْ فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالاً وَلأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ O

(سورۃ توبہ ۔ ۴۷)

اگر یہ تمہارے ساتھ نکلتے تو تمہارے اندر فساد ہی بڑھاتے اور البتہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تم میں فتنہ ڈالنے کی تلاش میں رہتے اور تمہارے اندر ان کے لئے جاسوسی کرنے والے ہیں اور اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

جنگ کے دوران منافق افواہیں پھیلاتا رہتا ہے تا کہ خوف وہراس پیدا کیا جائے اور مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں۔ چھوٹی خبر کو بہت بڑا کر کے پیش کرے گا۔ ایسی باتیں کرے گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ دشمن کے پاس بہت طاقت ہے مسلمان اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کو کفار کی بات مان لینی چاہیئے۔ یہ منافق مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو کر کفار کے لئے جاسوسی کرتے تھے۔

یہ بات یاد رکھنے چاہئے کہ اللہ نے فرمایا کہ مدد میرے ہاتھ میں جس کی چاہے مدد کرے۔ اسے کوئی مغلوب نہیں کرسکتا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاء كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ O

(سورۃ العنکبوت ۔ ۴۱)

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز مقرر کرر کھے ہیں ان کی مثال مکڑی کی سی ہے جو ایک گھر بنا لیتی ہے۔ حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ کمزور مکڑی کا گھر ہے، کاش وہ جان لیتے۔

منافق بہت بزدل ہوتا ہے وہ حالات سے جلد گھبرا جاتا ہے اور خود بھی ڈرتا ہے اور لوگوں کو بھی ڈراتا ہے۔ انہیں ہر مصیبت اپنے خلاف نظر آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ یہ مصیبت ہم پر ہی آنے والی ہے۔ منافق مسلمانوں کے لئے مصیبت کا آرزومند ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ ہر وقت کسی نہ کسی مصیبت میں گرفتار رہیں۔ ان کی جہالت اور گمراہی کی مثال اللہ تعالیٰ اس طرح دیتا ہے کہ جیسے مکڑی کا گھر ہو۔ مکڑی جالا بن کے اس میں بیٹھتی ہے اور اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہے یہی حال ان لوگوں کا ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کو اپنا مددگار سمجھ رہے ہوتے ہیں۔

مسلمانوں سے بغض اور کفار سے محبت

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُواْ اللّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۶۷)

تمام منافق مرد اور عورتیں آپس میں ایک ہی ہیں۔ وہ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ کو بند رکھتے ہیں، وہ اللہ کو بھول گئے اور اللہ نے انہیں بھلا دیا۔ بے شک منافق بہت بڑے نافرمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق مرد ہو یا عورت سب ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں جو برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے کئے آپس میں کہتے ہیں کہ ان کے اوپر خرچ مت کیا کرو اور خود بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْماً غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِم مَّا هُم مِّنكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ O

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَاباً شَدِيداً إِنَّهُمْ سَاء مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ O

(سورۃ المجادلہ: ۱۵ ۔ ۱۴)

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا انہوں نے اس قوم سے دوستی کی جن پر اللہ نے غضب کیا۔ وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ تم ان سے ہو۔ وہ جھوٹی قسمیں کھا رہے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے اور وہ جو کچھ کر رہے ہیں برا کر رہے ہیں۔

یہ آیات ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں جنہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اندر سے یہودیوں سے دوستی جاری تھی۔ مسلمانوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے ان کو جو راز معلوم ہو جایا کرتے تھے وہ یہودیوں تک پہنچا دیتے تھے۔

عبداللہ بن نبتل نامی ایک منافق (یہودی) تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر بیٹھا کرتا تھا پھر آپ ﷺ کی پوشیدہ باتیں یہودیوں تک پہنچاتا تھا۔ ایک دن یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے خود ہی فرمایا کہ ابھی ایک شخص آئے گا جس کا قلب جبار ہے اور وہ شیطان کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس شخص کی آنکھیں نیلی تھیں جب وہ پہنچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو اور تیرے ساتھی (منافقین) مجھے برے الفاظ میں یاد کرتے ہیں۔ وہ قسم کھا گیا کہ نہیں ایسی بات نہیں ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی لے آیا

وہ بھی اسی طرح جھوٹی قسمیں کھا گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیات نازل فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے۔ یہ برے عمل کرتے تھے جھوٹی قسموں کو اپنے لئے ڈھال بنا لیتے تھے اور اس طرح اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ ان کے لئے عذاب شدید بھی ہے اور ذلیل کرنے والا بھی ہے۔ یہ لوگ سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے جو منافقانہ طرز عمل اختیار کیا ہے اس میں ہمارے مالوں اور اولاد کی حفاظت ہے۔ ان کا یہ سمجھنا غلط ہے، جب قیامت کے دن اللہ کا حکم ہوگا کہ انہیں دوزخ میں لے جاؤ تو وہاں عذاب سے چھڑانے کے لئے کوئی مال اور نہ اولاد کام آئے گی جن کی حفاظت کے لئے یہ مکروفریب اختیار کر رہے ہیں اور اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔ وہ لوگ اللہ کے عذاب سے چھڑانے کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکتے، ان کو دوزخ میں جانا ہی ہوگا اور اس میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔

(تفسیر انوار البیان: ج۹ص۱۵۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

بَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَاباً أَلِيْماً (138)الَّذِيْنَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِيْنَ أَوْلِيَاء مِن دُونِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ العِزَّةَ لِلّهِ جَمِيْعاً (139)

(سورۃ النساء: ۱۳۹ ۔ ۱۳۸)

منافقین کو یہ بات پہنچا دو کہ بے شک ان کے لئے دردناک عذاب ہے، جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے پاس عزت کی تلاش کرتے ہیں۔ (یاد رکھو) عزت کو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔

منافق لوگ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے اور کافروں سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم بڑے کامیاب ہیں دونوں فریقوں کو اپنے تعلق میں الجھا رکھا ہے۔ ان کی یہ چالاکیاں انہیں لے ڈابیں وہ ایمان سے محروم ہو گئے۔ وہ سچے مسلمان اس لئے نہیں بنتے تھے کہ اگر مسلمانوں کا غلبہ نہ ہو سکا تو ہم اسلام قبول کر کے اس عزت سے محروم ہو جائیں گے جو کافروں سے دوستی کرنے میں حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ساری کی ساری عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کر دے۔ کافروں کی ذرا سی مال اور جائداد، حکمرانی اور جتھہ کی جو عزت نظر آ رہی ہے اس کی کچھ حیثیت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جو عزت دے گا۔ اس کے سامنے یہ کچھ بھی نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو عزت دی اور وہ سب کافر ذلیل ہوئے جنہوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور منافقین نے بھی ان کے ساتھ ذلت اٹھائی۔ کافر زیر ہوتے چلے گئے اور اسلام کا غلبہ ہوتا چلا گیا۔ یہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت میں تو کافروں اور منافقوں کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔ دنیا میں جو مسلمانوں کی بدحالی ہے، وہ اس لئے ہے کہ

مسلمانوں نے ایمان کے تقاضوں اور اعمال کو چھوڑ دیا ہے اور وہ عزت کافروں کو خوش کرنے میں ڈھونڈتا ہے۔

آجکل کا عام مسلمان جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور طور طریقے عیسائیوں اور یہودیوں کے اختیار کرتا ہے۔ داڑھی مونڈنے میں، لباس پہننے میں، معیشت میں، حکومت اور سیاست کے قانون میں اسلام کے دشمنوں کی تقلید کر کے اپنے آپ کو باعزت سمجھتا ہے۔ کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ کی اتباع کرنے میں، اسلامی لباس پہننے میں، اسلامی طریقے سے شادی بیاہ کرنے میں، اسلامی قوانین اختیار کرنے میں شرمندگی اور ذلت محسوس کرتا ہے۔ اُس زمانے میں منافقین کفار سے دوستی کرنے میں اپنی عزت سمجھتا تھا آجکل کا مسلمان اسی طرزِ عمل کو اپنے لئے باعث عزت سمجھتا ہے۔

منافقین مسلمانوں سے بغض رکھتے ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دور میں وہ آپ ﷺ سے اور صحابہ کرام ؓ سے بغض رکھتے تھے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ (118)

هَاأَنتُمْ أُوْلاء تُحِبُّونَهُمْ وَلاَ يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ عَضُّواْ عَلَيْكُمُ الأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُواْ بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (119)

(سورۃ آل عمران: ۱۱۹ ـ ۱۱۸)

مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز داں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو سکے) تمہیں تکلیف پہنچے، اُن کی زبانوں سے تو دُشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) اُن کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔۱۱۸۔ دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ (اُن سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔۱۱۹

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کافروں کو اپنا راز دان نہ بناؤ۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی مسلمانوں اس نصیحت کے خلاف کام کیا ہے مسلمانویں نے مار کھائی ہے،

دشمن اسی طریقے سے مسلمانوں کو قابو کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں کو مال دے کر یا عہدہ دے کر اپنا ہم نوا بناتا ہے۔ یہ مال کی لالچ اور عہدے کی حرص میں دشمنوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں اور ان کے لئے جاسوسی کا کام کرتے ہیں۔ یہ لوگ اسلام کا کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

دشمن سے دوستی کی کسی طرح سے بھی گنجائش نہیں ہوتی۔ مسلمانوں کی بعض حکومتیں دشمنوں کے بل بوتے پر قائم ہیں۔ اس ڈر سے کہ وہ حکومت کسی اور کو نہ دلا دیں، دشمنوں کی ہر بات مانتے ہیں۔ دشمن تو مسلمانوں کی تکلیف سے خوش ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام کفار ایک ملت ہیں خواہ وہ کسی بھی دین سے تعلق رکھتے ہوں، اندر سے سب ایک ہیں اور مسلمانوں کی دشمنی میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ یہ لوگ منہ سے مسلمانوں کے خلاف جو باتیں کرتے ہیں ان کے دلوں میں اس سے کہیں زیادہ بغض بھرا ہوا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! انصار سے مومن ہی محبت کرتا ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھتا ہے۔ پس جو ان سے محبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا، اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

(بخاری و مسلم)

شیخین رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے صحابہ کو بُرا مت کہا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص (غیر صحابی) احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) میں سے کسی کے ایک " مد " ((ایک پیمانہ) یا اس کے نصف کے برابر نہیں پہنچ سکتا۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ میرے بعد انہیں اپنا نشانہ نہ بنا لینا۔ کیونکہ جو شخص ان سے محبت کرے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے نفرت کرے گا وہ مجھ سے نفرت کی وجہ سے ان سے نفرت کرے گا۔ اور جو شخص انہیں ایذاء پہنچائے گا گویا اس نے مجھے ایذاء پہنچائی۔ اور جس نے مجھے ایذاء پہنچائی اس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی۔ اور جس نے اللہ کو ایذاء پہنچائی، عنقریب اللہ اسے اپنی گرفت میں لے لے گا۔

صحابہ کرامؓ پر نکتہ چینی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اللہ نے مجھ چنا اور میرے لئے میرے صحابہ کو بھی چنا اور ان میں سے کچھ کو میرے وزراء، کچھ کو انصار، کچھ کو سسرالی رشتہ دار بنا دیا۔ اب جو شخص ان کو برا بھلا کہے گا اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی، اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ قیامت کے دن اس کا کوئی فرض یا نفل قبول نہیں کرے گا۔ اس حدیث میں ایک یہ اضافہ بھی ہے کہ عنقریب ان کے بعد ایک قوم آئے گی۔ وہ لوگ صحابہ میں بھی عیب نکالیں گے اور ان سے بغض رکھیں گے۔ تم ان کے ساتھ مت کھانا پینا۔ ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرنا۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھنا۔

(معجم الکبیر)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اے ابوبکر! جس نے تمہیں برا بھلا کہا اس نے کفر کیا۔ (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ سے راضی ہو چکا ہے۔ اب جو شخص ان میں سے کسی کو بھی برا بھلا کہے وہ اللہ کے ساتھ جنگ کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی عظیم فضیلت یہ بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی محبت کو اپنی محبت اور ان کے ساتھ بغض کو اپنے ساتھ بغض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے مجاہدہ اور جہاد کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے دین کو پھیلایا اور شریعت کے احکامات کو عام کیا۔ اگر یہ حضرات ان خدمات میں مصروف نہ ہوتے تو ہم تک قرآن پہنچتا اور

نہ سنتِ رسول ﷺ۔ اس لئے جو شخص ان پر طعنہ زنی کرتا ہے وہ ملت اسلامیہ سے نکلنے کے قریب تر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان پر طعنہ زنی کرنا دین اسلام کے نور کو بجھانے کا سبب بنتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس شخص کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان کی تعریف کئے جانے پر اطمینان اور یقین نہیں ہے۔

اہل ایمان کی مصیبت پر خوش ہونا

منافق لوگ مسلمانوں پر آنے والی مصیبتوں پر خوش ہوتے ہیں۔ اگر مسلمانوں کو کوئی بھلائی مل جائے یا کوئی بہت بڑے کامیابی حاصل ہو جائے تو منافقین کے منہ لٹک جاتے ہیں۔ وہ حسد کرتے ہیں کہ یہ بھلائی یا نعمت ان سے چھن جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِن تَمۡسَسۡكُمۡ حَسَنَةٌ تَسُؤۡهُمۡ وَإِن تُصِبۡكُمۡ سَيِّئَةٌ يَفۡرَحُواْ بِهَا وَإِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ لَا يَضُرُّكُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا إِنَّ ٱللَّهَ بِمَا يَعۡمَلُونَ مُحِيطٌ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۲۰)

اگر تمہیں بھلائی ملے تو انہیں برا لگتا ہے اور اگر تمہیں برائی پہنچے تو اس کے ساتھ خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر کرو اور بچو تو ان کی

تدبیریں تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ
ان کے عملوں کو گھیرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے کہ ان (منافقین) شریر لوگوں کی شرارتوں اور بد بختوں کے مکر سے اگر نجات چاہتے ہو تو صبر و تقویٰ اور توکل سے کام لو۔ اللہ خود تمہارے دشمنوں کو گھیر لے گا کسی بھلائی کے حاصل کرنے، کسی برائی سے بچنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہو سکتا۔ جو اس پر توکل کرے اس کے لئے وہ کافی ہے۔
(تفسیر ابن کثیرؒ)

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِن تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِن تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُواْ قَدْ أَخَذْنَا أَمْرَنَا مِن قَبْلُ وَيَتَوَلَّواْ وَّهُمْ فَرِحُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۵۰)

اگر آپ کو کوئی بھلائی مل جائے تو انہیں برا لگتا ہے اور اگر آپ کو کوئی برائی پہنچ جائے تو کہتے ہیں۔ تحقیق ہم نے اپنا معاملہ پہلے ہی درست کر لیا تھا اور وہ خوشی کی حالت میں لوٹتے ہیں۔

منافق لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے لیکن ان کا اندر سے یہ حال تھا کہ اگر مسلمانوں کو کوئی اچھی حالت پہنچ جائے مثلاً دشمن کے مقابلہ میں کامیابی ہو جائے یا مال غنیمت مل جائے تو انہیں یہ بات بری لگتی ہے اور وہ اس سے ناخوش ہوتے ہیں کہ آپ ﷺ کو دشمنوں پر غلبہ حاصل ہو یا کسی طرح کی کوئی خیر مل جائے۔ اگر آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ اپنی سمجھ داری کی تعریف کرنے لگتے ہیں کہ دیکھو ہم کیسے اچھے رہے، ہم نے پہلے ہی احتیاط کا پہلو اختیار کر لیا تھا۔ اگر اس وقت ہم ان کے ساتھ ہوتے تو ہم بھی نقصان اٹھاتے اور مصیبت میں پڑتے۔ وہ یہ باتیں کرتے ہوئے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر حال میں رہے، خوشحالی میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور تکلیف اور مصیبت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ منافقین کی اس خوشی کا جواب اس طرح دیتے ہیں!

قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلاَّ مَا كَتَبَ اللّهُ لَنَا هُوَ مَوْلاَنَا وَعَلَى اللّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (51) قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا إِلاَّ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَن يُصِيبَكُمُ اللّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِندِهِ أَوْ بِأَيْدِينَا فَتَرَبَّصُواْ إِنَّا مَعَكُم مُّتَرَبِّصُونَ (52)

(سورۃ التوبہ: ۵۲ ـ ۵۱)

آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں وہی مصیبت پہنچے گی جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق

میں لکھا ہوا ہوگا۔ وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔ کہہ دیجئے! تم ہمارے بارے میں جس چیز کا انتظار کر رہے ہو وہ دو بھلائیوں میں سے ایک ہے اور ہم تمہارے حق میں اس کا انتظار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں کوئی سزا دے۔ پس تم بھی منتظر رہو ہم بھی تمہارے ساتھ منتظر ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ اپنی منشاء کے مطابق مسلمانوں کا امتحان لینے کے لئے ان پر کوئی مصیبت نازل کرتا ہے اور منافقین کو چھوڑ دیتا ہے تو یہ منافق کہتے ہیں کہ ہمیں پہلے سے علم تھا اس لئے ہم نے پہلے ہی اپنا بندوبست کرلیا تھا اور بظاہر دکھ کا اظہار کریں گے لیکن اندر سے بڑے خوش ہوں گے۔ معاشرے کے اندر آپ کو کئی ایسے لوگ مل جائیں گے۔ لہٰذا اس نشانی کے پیش نظر تم ان کی شناخت کرلو۔

دنیا میں دو ہی حالتیں ہوتی ہیں جو انسان کو پیش آتی ہیں۔ ایک اچھی حالت اور دوسری تکلیف دہ حالت۔ منافقین مسلمانوں کو تکلیف پہنچنے یا مصیبت میں پھنسنے کے منتظر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے دونوں حالتیں فائدہ مند ہیں۔ اگر جنگ میں فتح نصیب ہو جائے اور مال غنیمت مل جائے یا کسی اور بہتری سے اللہ تعالیٰ نواز دے تو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔ اگر کوئی تکلیف دہ صورت پیش آ جائے تو مسلمانوں کے لئے وہ بھی خیر ہے۔ اگر قتل ہو جائے تو شہادت کا درجہ پائے گا۔ اس کے علاوہ ہر تکلیف اور مصیبت پر اسے اللہ تعالیٰ اجر عطا فرماتا ہے۔

منافق اپنے نفاق کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے

اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے!

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ وَلَوْ نَشَاء لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيْمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ O

(سورۃ محمد : ۳۰ ۔ ۲۹)

کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کے کھوٹ کو ظاہر نہیں کرے گا؟ ہم چاہیں تو انہیں تم کو آنکھ سے دکھا دیں اور ان کے چہروں سے تم ان کو پہچان لو۔ مگر ان کے انداز کلام سے تم ان کو جان لوگے۔ اللہ تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔

منافقین بظاہر مسلمانوں کے دوست بنے ہوئے تھے لیکن دلوں میں دشمنیاں رکھتے تھے۔ ان کی یہ دشمنی ان کے کسی نہ کسی عمل سے ظاہر ہو جاتی تھی۔ پھر یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اس طرح وہ سمجھتے تھے کہ وہ اپنے باطن کی خباثت کو چھپالیں گے۔ وہ ہر وقت اس تاک میں رہتے تھے کہ ان کو کہیں سے سے فائدہ حاصل ہو جائے۔ اس طرز عمل کو وہ اپنے ہوشیاری اور چالا کی سمجھتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا باطن مسلمانوں کے سامنے کھول دیا۔ (تفسیر انوار البیان)

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا O

(سورۃ النساء ۔ ۱۰۸)

وہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو مشورہ کرتے ہیں تو اس وقت بھی اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بارے میں امام ترمذیؒ اپنی کتاب میں حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ میں تین آدمی تھے جن کے نام بشر، بشیر اور مبشر تھے، ان کو بنی ابیرق کہا جاتا تھا۔ ان میں بشیر منافق تھا اور ایسے شعر کہتا تھا جس میں انبیاء کرام اور اصحابِ رسولؐ کی ہجو اور توہین ہوتی تھی۔ پھر وہ ان اشعار کو دوسرے اہل عرب کی طرف منسوب کر دیتا تھا کہ فلاں نے یوں کہا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس کے اشعار سنتے تو سمجھ جاتے تھے کہ یہ اسی خبیث کی حرکت ہے۔ صحابہ کہتے کہ اللہ کی قسم یہ شعر تو اسی خبیث نے کہے ہیں۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں! جو مطمئن ہو گیا وہ منافق ہے اور جو ڈرتا رہا وہ مومن ہے۔

مسلمانوں کے فائدے پر منافقین کی حسرت

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِنَّ مِنكُمْ لَمَن لَّيُبَطِّئَنَّ فَإِنْ أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَالَ قَدْ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُن مَّعَهُمْ شَهِيداً ○ وَلَئِنْ أَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّه لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ تَكُن بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ يَا لَيْتَنِي كُنتُ مَعَهُمْ فَأَفُوزَ فَوْزاً عَظِيماً ○

(سورۃ النساء : ۷۳ ۔ ۷۲)

اور یقیناً تم میں سے بعض وہ بھی ہیں جو سستی کرتے ہیں۔ پھر اگر تمہیں کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا فضل کیا کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔ اور تم کو اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل مل جائے تو اس طرح افسوس کرے گا جیسے تم میں اور اس میں دوستی ہی نہیں تھی۔ کہے گا کاش میں بھی ان کے ہمراہ ہوتا تو بڑی کامیابی کو پہنچتا۔

دین پر چلنے میں جو تکالیف آتی ہیں تو منافق اسے اللہ کے عذاب سے تعبیر کرتا ہے۔ حقیقت میں یہ آزمائش تو کھرے اور کھوٹے میں فرق کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اگر کچھ مسلمان کسی جنگ میں شہید ہو جائیں یا زخمی ہو جائیں یا عارضی شکست ہو جائے یا اللہ کی طرف سے کوئی اور آزمائش آجائے تو منافق باتیں کرنے

لگتا ہے کہ دیکھو میں اسی لئے ان کے ساتھ نہیں گیا تھا مجھے علم تھا کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہونے والا ہے۔ اگر فتح ہو جائے اور مال غنیمت مل جائے یا کسی اور طرح کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہو جائے تو پھر کہے گا کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا مجھے بھی یہ فائدہ حاصل ہو جاتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ وَلَئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّن رَّبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ O وَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِينَ O

(سورۃ العنکبوت: ۱۰ ـ ۱۱)

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ تعالیٰ کا عذاب کی طرح سمجھنے لگتے ہیں اور اگر آپ کے رب کی طرف سے کوئی مدد آ جائے تو ضرور کہیں گے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہی تھے۔ کیا اللہ لوگوں کے دلوں کی بات اچھی طرح نہیں جانتا اور البتہ اللہ مومنوں کو ضرور جان لے گا اور منافقون کو بھی جان لے گا۔

منافقین کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو کہیں سے فائدہ پہنچا ہے تو یہ

جھٹ سے ان کے ساتھ ہو جائے گا اور کہے گا ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ○

(سورۃ الفتح ۔ ۱۵)

جب تم مال غنیمت لینے جاؤ گے تو یہ پیچھے رہ جانے والے کہیں گے کہ ہمیں بھی اپنے ساتھ چلنے کی اجازت دیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے کلام کو بدل دیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی فرما چکا ہے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چلو گے وہ اس کا جواب دیں گے کہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔ (اصل بات یہ ہے کہ) وہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں۔

صلح حدیبیہ کے تھوڑی ہی مدت بعد خیبر فتح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ حدیبیہ کے شریک لوگوں کو مال غنیمت ملے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے مال غنیمت میں حدیبیہ میں شریک صحابہ کرامؓ کے لئے حصہ مخصوص کر دیا تھا تا کہ ان کی ان اموال کی تلافی کی جائے جو وہ اہل مکہ سے جنگ کر کے حاصل کر سکتے

تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی یہ خبر دے دی تھی کہ جب تم لوگ خیبر کا مال غنیمت لے کر چلو گے تو وہ لوگ جو صلح حدیبیہ میں جان بوجھ کر شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ ان کو جان کا خطرہ تھا، یوں کہیں گر کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں اور قتال میں حصہ لیں اور مال غنیمت میں حصہ دار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ (ﷺ) ان سے فرما دیں تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جاسکتے۔ وہ خیبر کے غنائم اہل حدیبیہ کے لئے مخصوص کردئے گئے ہیں ان کے ایمان اور اخلاص کی وجہ ہے۔

منافق دین کو نہیں سمجھتا

دین کی سمجھ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔ منافق دین کے علم سے بالکل نا واقف ہوتا ہے اگرچہ وہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا ہے ہاں دنیاوی معاملات میں بہت ہوشیار ہوتا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے!

یَعۡلَمُونَ ظَاهِراً مِّنَ الۡحَيَاةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ عَنِ الۡآخِرَةِ هُمۡ غَافِلُونَ ۝

(سورۃ الروم ۔ ۷)

یہ تو دنیا کی ظاہر زندگی ہی کو جانتے ہیں اور آخرت (کی طرف) سے غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اوراس کی طاقت کو نہ جاننا جہالت ہے۔ جو شخص دنیاوی علوم تو خوب حاصل کر لیتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی معرفت سے لاعلم ہو تو وہ شخص جاہل ہی کہلائے گا۔ دنیاوی علم اسے دنیا میں تو کچھ فائدے پہنچا دے گا لیکن آخرت میں اس کے کام نہیں آئے گا۔

قرآن کریم میں مختلف جگہ ارشاد ربانی ہے کہ منافق جانتے نہیں ہیں، منافق شعور نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَى مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۷)

یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس (رہتے) ہیں ان پر (کچھ) خرچ نہ کرو یہاں تک کہ یہ (خود بخود) بھاگ جائیں حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن منافق نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُونَ O

(سورۃ المنافقون:۔ ۸)

کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر مدینے پہنچے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے حالانکہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور مومنوں کی لیکن منافق نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُم وَمَا يَشْعُرُونَ O

(سورۃ البقرہ ۔ ۹)

یہ (اپنے تئیں) اللہ تعالیٰ کو اور مومنوں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر (درحقیقت) اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دیتے اور اس (بات) سے بے خبر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ آمِنُواْ كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُواْ أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاء أَلا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاء وَلَـكِن لَّا يَعْلَمُونَ O وَإِذَا لَقُواْ الَّذِيْنَ آمَنُواْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ إِلَى شَيَاطِيْنِهِمْ

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ O

(سورۃ البقرہ: ۱۴ ـ ۱۳)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے تم بھی ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ بھلا جس طرح بیوقوف لوگ ایمان لے آئے ہیں اُسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سُن لو کہ یہی بیوقوف ہیں لیکن نہیں جانتے۔

اور یہ لوگ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اپنے شیطانوں میں جاتے ہیں تو (اُن سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ہم (محمد [ﷺ] کے ماننے والوں سے) تو ہنسی کیا کرتے ہیں۔

قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے کافی لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو اس قبیلہ کے منافقین نے جب دیکھا کہ ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے تو وہ بھی بظاہر مسلمان ہو گئے لیکن دل میں کفر موجود تھا جو ان کے عملوں سے ظاہر ہو جاتا تھا۔ سچے مسلمان ان کو دیکھ کر ان سے کہتے ہو کہ ایسے ایمان لاؤ جیسے دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں تو یہ حقارت سے کہتے تھے کہ کیا ہم ان بیوقوفوں کی طرح ایمان لائیں۔ وہ اپنے آپ کو بہت سمجھدار اور ہوشیار سمجھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیوقوف وہ نہیں تم ہو جو ایمان کی دولت سے محروم ہو اور اپنی آخرت برباد کر رہے ہو۔ دنیا میں بھی اپنے آپ کو مسلمانوں اور کافروں دونوں میں مشکوک بنا لیا ہے کوئی بھی تم پر اعتبار نہیں کرتا۔

منافقین کا یہ طریقہ تھا جب مسلمانوں سے ملتے تھے تو اپنے آپ کو مسلمان بتاتے تھے اور تنہائی میں جب شیطانوں یعنی کفار کے لیڈروں کے پاس جاتے تو کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ ہم تو مسلمانوں سے دل لگی کر کے مذاق اڑاتے ہیں۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کا مذاق بناتا ہے یعنی وہ ان کو اس بے ادبی اور مذاق کا بدلہ دے گا۔ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مذاق اور حقارت کا معاملہ کیا اس جرم کی پاداش میں آخرت میں ذلیل اور رسوا ہوں گے اور اللہ کا عذاب بھگتیں گے۔ ابھی اللہ انہیں ڈھیل دے رہا ہے جس سے وہ فائدہ اٹھا رہے ہیں حالانکہ وہ دوزخ کی طرف جا رہے ہیں۔ جس طرح آج یہ مومنوں پر ہنس رہے ہیں آخرت میں مومن ان پر ہنسیں گے۔

(تفسیر انوار البیان)

منافق تقدیر کا منکر ہوتا ہے

تقدیر پر یقین ہونا ایمان لانے کا لازمی حصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ O

(سورۃ الحدید ۔ ۲۲)

کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر بیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے (اور) یہ کام اللہ کو آسان ہے۔

دنیا کی دو چیزیں انسان کو اللہ کی یاد اور آخرت کی فکر سے غافل کر دیتی ہیں۔ ایک راحت اور عیش میں مبتلا ہو کر انسان اللہ کو بھلا بیٹھتا ہے اور دوسرے مصیبت اور غم میں انسان بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے مایوس ہو کر اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مصیبت زمین میں یا اپنی جانوں میں پہنچتی ہے وہ سب ہم نے کتاب یعنی لوح محفوظ میں مخلوق کو پیدا ہونے سے بھی بہت پہلے لکھ دیا تھا، زمین کی مصیبت سے مراد قحط، زلزلہ، کھیت اور باغوں میں نقصان، تجارت میں گھاٹا، مال و دولت کا ضائع ہونا، عزیز رشتہ دار اور دوست کی موت سب داخل ہیں۔ اپنی جانوں میں مصیبت میں ہر طرح کے امراض، زخم اور

چوٹ وغیرہ شامل ہیں۔ (تفسیر معارف القرآن)

مشہور حدیث ''حدیثِ جبرائیلؑ'' میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے تین سوال کئے تھے ان میں ایک سوال ایمان سے متعلق تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا! اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن پر اور تقدیر کے اچھے یا برے ہونے پر ایمان لانا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ (ﷺ) نے سچ کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جان لو جو مصیبت کسی کو پہنچی وہ ایسی نہیں تھی کہ اس سے ٹل جاتی اور جو اسے نہیں پہنچی وہ ایسی نہیں تھی کہ اسے پہنچ جائے۔

(جامع ترمذی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

الَّذِيْنَ قَالُواْ لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُواْ لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَؤُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِيْنَ O

(سورۃ آل عمران ۔ ١٦٨)

یہ خود تو (جنگ سے بچ کر) بیٹھ ہی رہے تھے مگر (جنہوں نے اللہ کی راہ میں جانیں قربان کردیں) اپنے (اُن) بھائیوں کے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو قتل نہ ہوتے۔ کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹال دینا۔

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارا مشورہ مانتے اور یہیں بیٹھ جاتے یعنی جنگ میں نہ جاتے تو ہرگز نہ مرتے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر یہ ٹھیک ہے اور تم اس بات میں سچے ہو بیٹھے رہنے اور میدان جنگ میں نہ نکلنے سے موت سے بچ سکتا ہے تو موت سے بچ کر دکھاؤ۔ ظاہر ہے ایک روز تمہیں بھی مرنا ہے چاہے قلعہ میں بند ہو کر بیٹھ جاؤ۔ حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ بن ابی بن سلول (منافقین کا سردار) اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اتری ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمَوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ O الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيْبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ O أُولَـئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ O

(سورۃ البقرہ: ۱۵۷ - ۱۵۵)

اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان

سے تمہاری آزمائش کریں گے تو صبر کرے والوں کو (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی) بشارت سنادو۔ ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اُن کے رب کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے رستے پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے کہ کون بندہ اسے اپنا مقدر سمجھ کر صبر کرتا ہے اور کون تقدیر پر اعتراض کرتے ہوئے واویلا کرتا ہے۔

منافق فساد پھیلاتا ہے

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس بات پر سختی سے منع کیا ہے کہ معاشرے میں فساد پھیلائیں اور شر پسندی یا بگاڑ پیدا کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِنَّمَا جَزَاء الَّذِيْنَ يُحَارِبُونَ اللّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِيْ الأَرْضِ فَسَاداً أَن يُقَتَّلُواْ أَوْ يُصَلَّبُواْ أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلافٍ أَوْ يُنفَوْاْ مِنَ الأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِيْ الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِيْ الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ O

(سورۃ المائدہ ۔ ۳۳)

جولوگ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں یہ تو دنیا میں اُن کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کیلئے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ قبیلہ عکل اور بنی عرینہ کے آٹھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا اور آپ ﷺ سے اسلام پر بیعت بھی کر لی پھر ان کو مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی اور بیمار ہو گئے۔ آنخضرت ﷺ کی خدمت میں ان کے مرض کی کیفیت بیان کی گئی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم چاہو تو جہاں مسلمانوں کے صدقہ کے اونٹ رہتے اور چرتے ہیں وہاں چلے جاؤ۔ ان کے ساتھ رہو اور ان اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیتے رہو۔ ان لوگوں نے اسے منظور کرلیا اور وہ وہاں جنگل میں رہنے لگے۔ انہوں نے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور اس بیماری سے صحت یاب ہو گئے تو انہوں نے چرواہوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے اور وہ ان کو پکڑ کر لے آئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ کے حکم سے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ دئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھر دی گئی (انہوں اندھا کر دیا گیا)

پھر دھوپ میں ڈال دیئے گئے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ (بعض روایات میں آیا ہے کہ ایسا ان کے ساتھ ایسا برتاؤ اس لئے کیا گیا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہوں کے ساتھ ایسا کیا تھا اور مرتد ہو گئے تھے)۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ چار سزائیں مختلف جرائم کے اعتبار سے ہیں۔ اگر کسی گروہ نے سامان لوٹا ہو یعنی ڈاکہ ڈالا ہو اور قتل بھی کیا ہو تو وہ قتل کئے جائیں گے اور سولی پر چڑھائے جائیں گے۔ اور اگر قتل کیا ہو اور مال نہ لیا ہو تو قتل کئے جائیں گے۔ اگر مال لیا ہو اور قتل نہ کیا ہو تو ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں گے۔ انہوں نے یہ سارے جرم کئے تھے۔ اگر ڈاکو بن کے کہیں ٹھکانا بنا لیا تو انہیں وہاں سے ملک بدر کیا جائے گا یعنی جلا وطن کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ انہیں جیل میں قید بھی کیا جا سکتا ہے۔

یہ قتل کرنا اور ہاتھ پاؤں کاٹنا شرعی سزا کے طور پر ہے۔ جس کو قتل کرنا ہو اور اس کے والی وارث اگر معاف کر دیں تب بھی اسے معاف نہ کیا جائے گا۔ ان کے معاف کرنے کے باوجود انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس نے مال معاف کر دیا جس کا مال لیا ہے تب بھی سزا معاف نہ ہو گی۔ ڈکیتی کے طور پر مال لوٹنے میں چونکہ چوری سے بڑھ کر جرم ہے جس کی وجہ سے امن وامان خراب ہوتا ہے اس لئے ڈکیتی کی سزا دوہری ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ چوری کرنے کی وجہ سے پہلی بار دایاں ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور دوبارہ چوری کرنے پر بایاں پاؤں کاٹا جاتا ہے۔ یہ تمام سخت سزائیں فساد پھیلانے والے کے لئے ہیں۔

اسی طرح سے قتل کرنے کی صورت میں تمام ڈاکوؤں کو قتل کر دیا جائے گا جنھوں نے کسی جگہ اکٹھے ہو کر کسی کو قتل کیا ہو۔ اگر ان میں سے ایک ہی شخص نے قتل کیا اور ایک ہی شخص کو قتل کیا تب بھی سب کو قتل کیا جائے گا کیونکہ یہ قتل قصاص کے اصولوں پر نہیں بلکہ فساد پھلانے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے نکلنے کی سزا کے طور پر ہے۔ یہ ان لوگوں کی دنیا میں رسوائی ہے کہ قتل کئے جائیں، سولی چڑھائے جائیں اور ہاتھ پیر کاٹے جائیں اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (تفسیر انوار البیان)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (صحیح بخاری)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّهَ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ (204)وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيِهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الفَسَادَ (205)وَإِذَا قِيلَ لَهُ اتَّقِ اللّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ (206)

(سورۃ البقرہ: ۲۰۶ ـ ۲۰۴)

اور کوئی شخص تو ایسا ہے جس کی گفتگو دنیا کی زندگی میں تمہیں دلکش معلوم ہوتی ہے اور جو اُس کے دل میں ہے اس اللہ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ سخت جھگڑالو ہے۔۲۰۴۔ اور جب پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے تو زمین میں دوڑتا پھرتا ہے تاکہ اس میں فتنہ انگیزی کرے اور کھیتی کو (برباد) اور (انسانوں اور حیوانوں کی) نسل کو نابود کر دے اور اللہ تعالیٰ فتنہ انگیزی کو پسند نہیں کرتا۔۲۰۵۔ اور جب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے خوف کر تو غرور اُس کو گناہ میں پھنسا دیتا ہے سو ایسے کو جہنم سزاوار ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔۲۰۶۔

منافقین زمین میں فساد پھیلاتے ہیں جن کی وجہ سے خون ریزی ہوتی ہے اور املاک کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ کام کبھی فرقہ واریت کے نام سے ہوتا ہے اور کبھی سیاست کے نام سے۔ کبھی دو گروہوں کے درمیان اختلافات اور دشمنیاں پیدا کر کے کیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

لَوْ خَرَجُواْ فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلاَّ خَبَالاً ولأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَO

(سورۃ التوبہ ۔ ۴۷)

اگر وہ تم میں (شامل ہو کر) نکل بھی کھڑے ہوتے تو تمہارے حق میں شرارت کرتے اور تم میں فساد ڈلوانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے اور تم میں

اُن کے جاسوس بھی ہیں اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

منافق لوگ جب بھی مسلمانوں کے ساتھ سفر پر یا کسی مہم پر نکلتے تھے وہ سوائے فساد پھیلانے کے اور کوئی کام نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ بزدل اور ذلیل ہیں۔ ان کی تمام تر کوشش انتشار پھیلانا اور مسائل پیدا کرنا ہوتی تھی۔ یہ ایک دوسرے کے درمیان چغل خوری بھی کرتے تھے اور دلوں میں بغض پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ قَالُواْ إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ (11) أَلا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَـكِن لاَّ يَشْعُرُونَ (12)

(سورۃ البقرہ: ۱۲۔ ۱۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ ڈالو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں☆۱۱☆ دیکھو! بلاشبہ یہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے ۱۲۔

منافقین مسلمانوں میں طرح طرح سے انتشار پیدا کرتے رہتے اور فساد پھلاتے رہتے تھے۔ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے

تھے کہ ہم فساد کہاں پھیلا رہے ہیں ہم تو اصلاح کا کام کر رہے ہیں۔ اس بات کی اللہ تعالیٰ نے تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ فسادی لوگ ہیں لیکن اس کا شعور نہیں رکھتے۔ مسلمانوں میں آپس میں چغلیاں کر کے دلوں میں کدورتیں پیدا کرتے تھے اور مسلمانوں کے راز دشمنوں کو جا کر بتاتے تھے۔ مسلمانوں کو طنز و مذاق کا نشانہ بناتے تھے۔ (تفسیر انوار البیان)

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ○

(سورۃ محمد ۔ ۲۲)

(اے منافقو!) تم سے عجب نہیں کہ اگر تم حاکم ہو جاؤ تو ملک میں خرابی کرنے لگو اور اپنے رشتہ داروں کو توڑ ڈالو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جو کام کرتے تھے وہ کرنے لگو گے یعنی ایک گروہ دوسرے پر چڑھائی کر دے گا اور قتل و غارت کی جائے گی۔ اپنی اولاد کو خود قتل کرو گے معاشی خوف سے یا انہیں پالنے کی مشقت سے۔ اسلام تو ان تمام باتوں کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے۔ اسلام نے جہاد کا جو حکم دیا ہے اس کا مقصد جسم سے سڑے ہوئے عضو کو جسم سے کاٹ دینا ہے تا کہ باقی جسم صحیح سلامت رہے۔

جہاد کے ذریعہ عدل وانصاف قائم کرنا اور قرابتوں اور رشتہ داریوں کا احترام قائم کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صلح رحمی کی بہت تاکید کی ہے اور قطع رحمی کی آخرت میں بہت سخت سزا ہے۔

منافق کفار کے جاسوس

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا ﴾

(سورۃ الحجرات ۔ ۱۲)

اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین جانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور جاسوسی نہ کیا کرو۔

حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کے عورتوں کو ان کے پردہ کے اندر ہی سنا دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی بلند آواز میں فرمایا! اے وہ جماعت جو زبان سے ایمان لائی ہو اور ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا ہے۔ تم مسلمانوں کی غیبتیں نہ کیا کرو اور نہ تم ان کے عیبوں کا پیچھا کیا کرو۔ یہ بات غور سے سن لو جو اپنے بھائی کے عیب کا پیچھا کرے گا اللہ تعالیٰ اس

کے عیبوں کا پیچھا کرے گا، اسے اس کے گھر میں بھی رسوا کردے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو کسی قوم کی بات سنے اور وہ قوم اسے ناپسند کرتی ہو یا اس سے دور جاتی ہو تو اس (کہنے والے) کے کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ (صحیح البخاری)

آج کل بہت سے مسلمان جاسوسی کا کام کرتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں ان میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو نماز و روزے کے پابند ہیں۔ جنگی معاملات میں کفار کی خبریں لانا اس میں داخل نہیں۔ یہ کام منافقین کا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ مسلمانوں کو اس گناہ کبیرہ سے بچنا چاہیے تاکہ ان کے اعمال برباد نہ ہوں،

دوسرے کے کام کو اپنا کہہ کر تعریف کروانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اَ تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَفۡرَحُونَ بِمَا أَتَواْ وَّيُحِبُّونَ
أَن يُحۡمَدُواْ بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُواْ فَلاَ تَحۡسَبَنَّهُمۡ بِمَفَازَةٍ
مِّنَ الۡعَذَابِ وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيۡمٌ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۸۸)

آپ یہ نہ سمجھیں کہ جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام انہوں

نے نہیں کئے ہوتے اس پر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے۔ آپ ہر گز یہ خیال نہ کریں کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں منافقین میں سے بعض ایسے تھے کہ جو آپ ﷺ کے جنگ پر نکلنے میں پیچھے رہ جاتے تھے اور نہ جانے پر خوش ہوتے تھے اور جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لاتے تھے تو وہ آپ ﷺ سے قسمیں کھا کھا کر معذرتیں کرتے تھے اور ان کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا ان کی اس پر تعریف بھی کی جائے۔

اسلام میں اس بات کی سخت ممانعت ہے کہ دوسرے کے کام کو دھوکہ سے اپنا کام بتاؤ۔ آج کل یہ بات معیوب نہیں لگتی اور خوش ہو کر لوگوں میں تشہیر کی جاتی ہے اور اس کو سیاست اور ہوشیاری کہا جاتا ہے جبکہ یہ منافق کا عمل ہے۔ اکثر مساجد میں ختم القرآن کے موقعوں پر جب چندے کی اپیل کی جاتی ہے تو کھڑے ہو کر بڑھ چڑھ کر ڈونیشن دینے کا اعلان کرتے ہیں اور پھر دینے کا جب وقت آتا ہے تو مکر جاتے ہیں یا ٹال مٹول کرتے ہیں۔ بعض مشہور لوگ مختلف مقامات پر اپنے نام کی تختیاں لگوا دیتے ہیں جس سے ان کا کوئی واسطہ بھی نہیں ہوتا۔

منافق ریا کار رہوتا ہے

منافق اپنے ظاہر کی خوب صفائی کرتا ہے اور اس کا باطن انتہائی غلیظ رہتا ہے۔ دل میں نفاق، جھوٹ، کفر اور دوسرے برائیاں بھری ہوئی ہوتی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۴)

اور جب تم ان (کے تناسب اعضاء) کو دیکھتے ہو تو ان کے جسم تمہیں (کیا ہی) اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم ان کی تقریر کو توجہ سے سنتے ہو (مگر فہم و ادراک سے خالی) گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگائی گئی ہیں (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں (کہ) ان پر (بلا آئی) یہ (تمہارے) دشمن ہیں ان سے بے خوف نہ رہنا اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافقوں کی بہت سی علامات ہیں جن سے وہ پہچان لئے جاتے ہیں۔ ان کا اسلام لعنت ہے، ان کی خوراک لوٹ مار ہے، ان کا مال غنیمت حرام مال اور خیانت ہے، وہ مسجدوں کے

قریب جانا ناپسند کرتے ہیں، وہ نمازوں کے لئے آخر وقت میں آتے ہیں، تکبر اور نخوت والے ہوتے ہیں، نرمی اور سلوک، تواضع اور انکساری سے محروم ہوتے ہیں، نہ خود اچھے کام کریں اور نہ دوسروں کو کرتا ہوا پسند کریں، رات کی لکڑیاں اور دن کے شور وغل کرنے والے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دن کو خوب کھانے پینے والے اور رات کو خشک لکڑی کی طرح پڑے رہنے والے ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول کے وعدوں کو جھٹلانا

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُوراً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۱۲)

اور جب منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے تو ہم سے محض دھوکے کا وعدہ کیا تھا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودتے وقت بشارت دی کہ تم حیرہ کے محل اور کسریٰ کے شہر اور یمن کے شہر اور روم کے محل فتح کرو گے تو اس پر منافقین نے کہا کہ لو دیکھ لو! یہاں کیا مصیبت پڑی ہوئی ہے، خوف

کے مارے رفع حاجت کو جا نہیں سکتے، خندق کھودی جا رہی ہے، تمام عرب دشمن بن گیا ہے، خوف کا یہ عالم ہے کہ ذرا بھی باہر نہیں جا سکتے۔ اگر یہاں سے باہر جائیں تو قتل ہو جائیں گے اور حال یہ ہے کہ بشارتیں یوں دی جا رہی ہیں کہ یوں شہر فتح ہوں گے اور ایسے محلات پر قبضہ ہوگا، کچھ نہیں یہ سب دھوکہ ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَاناً وَتَسْلِيماً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۲۲)

اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے اُن کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میرے چچا انس بن النضر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کا مشرکین سے جنگ کرنے کا یہ پہلا موقع تھا جس میں میں شریک نہ ہو سکا۔ اب اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے جنگ کرنے کا موقع دیا تو میں

جان کی بازی لگا کر دکھا دوں گا۔ جب غزوہ احد کا موقع آیا تو یہ اس میں شریک ہو گئے اور مسلمانوں کو جب ظاہری شکست ہوگئی تو بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ ایمان والوں نے جو کچھ کیا میں اس کی معذرت پیش کرتا ہوں اور مشرکین نے جو کچھ کیا میں اس سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔ یہ کہہ کے آگے بڑھے، آپ رض مشرکین کی طرف جارہے تھے کہ راستہ میں حضرت سعد بن معاذ رض سے ملاقات ہوگئی اور ان سے کہا کہ ربِ کعبہ کی قسم! مجھے احد کے پار سے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ اس کے بعد دشمنوں کی صفوں میں گھس گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ حضرت انس رض فرماتے ہیں کہ جب ان کی نعش ملی تو دیکھا کہ مشرکین نے ان کے ناک کان کاٹ دئے تھے جس سے چہرہ بدل گیا تھا اس لئے انگلیوں کی پوروں سے ان کی بہن نے پہچانا۔ جس ان کے زخم شمار کئے گئے تو اسی (۸۰) سے کچھ اوپر تلوار، نیزے اور تیر کے زخم تھے۔

حضرت انس بن مالک رض نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر رض اور ان جیسے دیگر اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

خلافِ شریعت قانون کی حمایت

معاشرے کو پُر امن طور پر ترقی پر گامزن رکھنے کے لئے اس میں رہنے والوں کے اچھے کام پر تعریف اور انعام اور برے اور غلط کام پر تنبیہ اور سزا بہت ضروری ہے۔ ورنہ معاشرے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ ان معاملات میں قانون سازی کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ بہت بڑا کرم ہے کہ ہر چیز کی جزا و سزا کے بارے تفصیل سے بتلا دیا ہے۔ بس ہمارے لئے ان پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ان قوانین پر چلو گے تو دنیا میں بھی امن سے رہو گے اور مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں مزید اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے بنائی ہوئے قوانین کی خلاف ورزی کرو گے تو دنیا میں بھی ذلیل وخوار رہو گے اور آخرت میں بھی اس کی جواب دہی ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْاْ إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُوداً O

(سورۃ النساء ۔ ٦١)

اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اُس کی طرف (رجوع کرو) اور پیغمبر کی طرف آؤ تو تم منافقوں کو دیکھتے ہو کہ تم سے اعراض کرتے اور رُکے جاتے ہیں۔

اس آیت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم قرآن پر بھی ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی سابقہ کتابوں پر بھی ایمان لائے۔ لیکن جب کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو اس کا فیصلہ کرانے کے لئے کتاب وسنت کے بجائے کفار کے قوانین کی طرف جاتے ہیں۔ اپنے مقدمات غیر اسلامی عدالتوں میں لے کر جاتے ہیں۔ ان سے وہ امید رکھتے ہیں کہ رشوت دے کے یا کسی اور غلط طریقہ استعمال کر کے اپنے حق میں فیصلہ کرالیں گے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ (48)وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ (49) أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (50)

(سورۃ النور ۔:۵۰ ۔ ۴۸)

اور جب اُن کو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ (رسول اللہ) ان کا قضیہ چکا دیں تو اُن میں سے ایک فرقہ منہ پھیر لیتا ہے۔ اور اگر معاملہ حق (ہو اور) اُن کو (پہنچتا) ہو تو ان کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں۔ کیا اُن کے دلوں میں بیماری ہے یا (یہ) شک میں ہیں یا ان کو یہ خوف ہے کہ اللہ اور اس

کا رسول ان کے حق میں ظلم کریں گے؟ (نہیں) بلکہ یہ خود ظالم ہیں۔

روح المعانی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مغیرہ بن وائل سے ایک زمین کے بارے میں تنازعہ تھا۔ دونوں نے آپس میں بخوشی اس زمین کو تقسیم کر لیا۔ اس کے بعد مغیرہ نے کہا کہ تم اپنی زمین مجھے بیچ دو، حضرت علیؓ اس پر راضی ہو گئے سودا مکمل ہو گیا۔ حضرت علیؓ نے قیمت پر اور مغیرہ نے زمین پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مغیرہ کو کسی نے سمجھایا کہ تو نے نقصان کا سودا کیا ہے وہ زمین شور زدہ ہے۔ اس پر اس نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ اپنی زمین واپس لے لیں اور مجھے میری رقم واپس لوٹا دیں کیونکہ میں اس سودے پر راضی نہیں ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تو نے اپنی خوشی سے یہ معاملہ کیا تھا اور اس زمین کا حال جانتے ہوئے تو نے اس کو خریدا تھا۔ مجھے اس کا واپس کرنا منظور نہیں ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلتے ہیں جیسا وہ کہیں گے ویسا کرلیں گے۔ اس پر مغیرہ نے کہا کہ میں محمد (ﷺ) کے پاس نہیں جاتا وہ مجھ سے بغض رکھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ فیصلہ کرنے میں مجھ پر ظلم کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی مغیرہ منافق تھا اس لئے اس نے یہ گستاخی کی تھی۔

منافق آپس میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔ حضرت حسنؒ روایت کرتے ہیں جب منافقین میں سے

کسی سے جھگڑا ہوتا اور وہ جھگڑا نمٹانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بلایا جاتا اور اسے یقین ہوتا کہ آپ (ﷺ) میرے حق میں فیصلہ فرمائیں گے تو خدمت میں حاضر ہوتا۔ اگر اس کا ارادہ ہوتا کہ وہ کسی پر ظلم کرے تو وہ اپنے تنازعے سلجھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے سے کتراتے تھے۔ ان کا مقصد دنیاوی فائدے حاصل کرنا ہوتا ہے چاہے اس کے لئے جائز اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے پڑیں۔ ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر بھی مشکوک رہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ وہ ان پر ناحق ظلم کریں گے۔

وہ یہ چاہتے تھے کہ دوسروں کا مال بھی انہیں مل جائے لیکن اگر ان پر کسی کا حق ہو تو وہ نہ دینا پڑے۔ اگر انہیں ڈر ہوتا کہ آپ ﷺ کا فیصلہ انصاف کے خلاف ہوگا تو وہ اپنا حق کسی پر ہوتا تو وہ اس کے بھی آپ ﷺ کے پاس دوڑے ہوئے نہ آتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کا فیصلہ حقدار کے حق میں ہوگا۔ لیکن جب وہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم غلط ہیں اور آپ ﷺ کا فیصلہ ہمارے خلاف ہوگا تو آپ ﷺ کر پاس آنے سے کتراتے تھے۔ ان کا مقصد انصاف کرانا نہیں بلکہ دوسروں کا مال ہڑپ کرنا ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

فَلاَ وَرَبِّکَ لاَ یُؤْمِنُونَ حَتَّیَ یُحَکِّمُوکَ فِیْمَا شَجَرَ

بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِىٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيماً O

(سورۃ النساء ۔ ٦٥)

(اے محمد) تمہارے رب کی قسم! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ یہ اپنی باہمی اختلاف میں تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دل میں بھی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سرِ تسلیم خم کریں۔

صحیح بخاری میں حضرت عروہ بن زبیرؓ سے مروی ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کا ایک انصاری سے کاشت کی سیراب کرنے کے سلسلہ میں جھگڑا ہو گیا۔ دونوں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پانی کا بہاؤ کچھ اس طرح تھا کہ پہلے حضرت زبیرؓ کی زمین پڑتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے زبیرؓ! تم اپنی کھیتی کو سیراب کر لو پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔ اس انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آپ کے پھوپھی کا بیٹا ہے اس لئے آپ (ﷺ) نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا اور اس کو ترجیح دی۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرا مبارک متغیر ہو گیا اور فرمایا! زبیر تم اپنی زمین کو سیراب کرو اور پانی کو یہاں تک روک لو کہ تمہاری کیاریوں کے اوپر تک آ جائے پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دو۔ آنحضرت ﷺ نے انصاری کے غصہ دلانے والے کلمات کی وجہ سے حضرت زبیرؓ کو ان کا پورا پورا حق دلایا۔ حالانکہ اس سے پہلے ایسی بات فرمائی

تھی جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ ان کا خیال ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کو اپنی زمین سیراب کرنے کا حق پہلے اس لئے دیا کہ پہلے ان کی زمین پڑتی تھی اور آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ پہلے اپنی کیاریوں میں اوپر تک بھر لینا بلکہ اتنا فرمایا تھا کہ تم اپنی زمین سیراب کر کے اپنی پروسی کی طرف پانی چھوڑ دینا۔ لیکن اس شخص نے ایسی بات کہہ دی جس کا ذکر اوپر کیا ہے تو آپ ﷺ نے حضرت زبیرؓ کا پورا پورا حق دلانے پر فیصلہ کر دیا۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں پر دل و جان سے راضی ہونا ایمان کا تقاضا ہے۔ یعنی کسی معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کا جو فیصلہ آ جائے اس کے بعد اپنے دل میں تنگی محسوس کرنا اور اپنی مرضی چلانا نفاق کا حصہ ہے۔ وہ لوگ جو اپنے تنازعوں میں قرآن وسنت سے واضح ہدایت ملنے کے بعد بھی غیر اسلامی عدالتوں میں اپنے معاملات لے کر جاتے ہیں ان کا شمار منافقین میں ہوتا ہے۔ جب تک رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تھے اس وقت تک آپ ﷺ کی ذاتِ اطہر سامنے تھے اور آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد قرآن مجید اور سنت رسول ﷺ موجود ہیں۔ ہر معاملہ میں احادیث موجود ہیں۔ مسلمانوں کو ان کو سامنے رکھ کر اپنے فیصلے کرنے چاہئے اور جو مسلمان جج یا قاضی یا حاکم ہیں ان کو انہی کے مطابق عمل کرنا چاہئے ورنہ ان کا عمل نفاق کے

زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

آجکل مسلم ممالک کے حکمران مغربی ذہن سے اتنے مرعوب ہیں کہ وہ معاشرے میں تمام تر تباہ کاریوں کے ہوتے ہوئے بھی اسلام کے عادلانہ قوانین پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ زنا کاری عام ہو جانے پر خوش ہیں، چوری اور ڈکیتیوں کی وارداتیں قابو سے باہر ہیں جن سے پورا معاشرہ پریشان ہے لیکن ان کے تدارک کے لئے اسلامی قوانین لانے پر کوئی تیار نہیں ہے۔ بعض لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں کھلے عام کہتے ہیں کہ اسلامی سزائیں ظالمانہ ہیں۔

(تفسیر انوار البیان)

منافق قسمیں بہت کھاتا ہے

منافق ضرورتاً اور بلاضرورت قسمیں بہت کھاتا ہے کیونکہ اس کو یقین ہوتا ہے سامع اس کی بات کا مشکل سے یقین کرے گا۔ اس لئے اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے وہ قسموں کا سہارا لیتا ہے۔ اپنے جھوٹ کو قسموں کے ذریعہ سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۲)

انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کی آڑ میں وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور یہ لوگ بہت برا کام کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ منافقین کے نفاق کو ظاہر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ تمہارے پاس آ کر قسمیں کھا کھا کر اپنے اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ (ﷺ) کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں مگر حقیقت میں دل کے کھوٹے ہیں۔ یہ جھوٹے ہیں اس بات میں کہ یہ آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں۔ یہ اپنے سچے ہونے کے لئے قسمیں کھائیں گے لیکن آپ (ﷺ) ان کا یقین نہیں کیجئے۔ یہ قسمیں ان کے بائیں

ہاتھ کا کھیل ہے یہ تو اپنے جھوٹ کو سچ بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان ان سے ہوشیار رہیں کہیں انہیں سچا ایماندار سمجھ کر کسی بات پر ان کی تقلید نہ کرنے لگیں کہ یہ اسلام کی آڑھ میں کفر کروادیں۔ یہ اللہ کی راہ سے دور اور بداعمال لوگ ہیں۔ بظاہر یہ بڑے خوش اخلاق، فصاحت اور بلاغت سے گفتگو کرتے ہیں کہ ان کی باتیں دوسرے کے دل میں اتر جائیں لیکن باطن میں بڑے کھوٹے، بڑے کمزور، اور بدنیت ہیں۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

منافق نافرمان ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ O

(سورۃ النور ۔ ۵۱)

مومنوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تا کہ وہ ان میں فیصلہ کر دیں تو کہیں کہ ہم نے (حکم) سن لیا اور مان لیا اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

سچے مومنین کے قول و عمل کا ذکر ہو رہا ہے کہ جب انہیں کسی فیصلے کے لئے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ ہر موقع پر ''سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا'' ہی کہتے ہیں، ذرا بھی انحراف نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا یہی لوگ کامیاب ہیں۔

ان کے بارے میں چار چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱) اللہ کی اطاعت

۲) رسول اللہ (ﷺ) کی اطاعت (اس اطاعت میں تمام احکامات آتے ہیں، جن چیزوں کا حکم دیا ان کا کرنا اور جن چیزوں سے

منع کیا ان سے رک جانا)

۳) اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ (فرائض اور واجبات کا اہتمام کرنا)

۴) گناہوں سے بچتا رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ قُل لَّا تُقْسِمُوا طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ O

(سورۃ النور ۔ ۵۳)

اور (یہ) اللہ کی سخت سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تم ان کو حکم دو تو (سب گھروں سے) نکل کھڑے ہوں کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ پسندیدہ فرمانبرداری (درکار ہے) بیشک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

منافقین بڑے زوردار طریقے سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم تو سراپا آپ کی اطاعت میں ہیں اور آپ (ﷺ) کا ہر حکم ماننے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ اگر آپ (ﷺ) کا حکم ہو تو ہم گھر بار چھوڑ کر نکل جائیں تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ آپ (ﷺ) جہاد کے لئے جب آواز دیں گے تو ہم نکل پڑیں

گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس دعوے کی تردید کر رہا ہے اور ان کے دلوں کے بھید سے مسلمانوں کو آگاہ کر رہا ہے۔ وقت آنے پر ان کے عملوں نے ان کے قول کی تردید کردی۔ (تفسیر انوار البیان)

منافق جہاد سے کتراتا ہے

منافق کبھی جہاد کی تیاری نہیں کرتا اور اس میں شرکت سے کتراتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذاً لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلاً O قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءاً أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيّاً وَلَا نَصِيراً O

(سورۃ الاحزاب :۱۷ ۔ ۱۶)

کہہ دو کہ اگر تم مرنے یا مارے جانے سے بھاگتے ہو تو بھاگنا تم کو فائدہ نہیں دے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے۔۱۶۔ کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اُس سے بچا سکتا ہے یا اگر تم پر مہربانی کرنی چاہے (تو کون اُس کو ہٹا سکتا ہے)؟ اور یہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو اپنا نہ دوست پائیں گے اور نہ مددگار۔۱۷

منافق لوگ بہانے بنا بنا کر جہاد سے بھاگ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر اکیلے پڑے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں ہمارے دشمن حملہ نہ کر دیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ان پر دشمن مدینہ کے چاروں طرف سے اور ہر رخ سے آ جائیں اور پھر ان سے کفر میں ہونے کا سوال کیا جائے تو یہ بغیر جھجکے کفر قبول کر لیں گے۔ لیکن تھوڑے خوف اور خیالی دہشت کی وجہ سے ایمان سے خارج ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مذمت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ یہ جنگ سے پہلے لمبی لمبی ڈینگیں مارتے تھے کہ خواہ کچھ بھی ہو ہم میدان جنگ سے پیٹھ نہیں پھیریں گے۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ یہ وعدے جو انہوں نے اللہ سے کئے تھے اللہ تعالیٰ ان کی باز پرس کرے گا۔ موت سے بھاگنا، لڑائی سے منہ چھپانا، میدان جنگ سے پیٹھ دکھانا ان کی جان نہیں بچا سکتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اچانک پکڑ آ جائے اور یہ دنیا میں تھوڑا سا بھی فائدہ نہ حاصل کر سکیں۔ حالانکہ آخرت جیسی چیز کے مقابلہ میں یہ کُل جہاں بھی انتہائی حقیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کسی کو کچھ دلا سکا ہے اور نہ دلا سکے گا۔ نہ اللہ کے مقابلہ میں کوئی کسی کی مدد کر سکے گا اور اللہ اپنے ارادوں کو پورا کر کے ہی رہتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَلَوْ أَرَادُواْ الْخُرُوجَ لَأَعَدُّواْ لَهُ عُدَّةً وَلَـكِن كَرِهَ اللّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُواْ مَعَ الْقَاعِدِينَ O

لَوْ خَرَجُواْ فِيْكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلاَّ خَبَالاً وَلأَوْضَعُواْ خِلاَلَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيْكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ وَاللّهُ عَلِيْمٌ بِالظَّالِمِيْنَ O

(سورۃ التوبہ: ۴۷ ۔ ۴۶)

اگر ان کا (جہاد کے لئے) نکلنے کا ارادہ ہوتا تو وہ اس کے لئے تیاری کرتے لیکن اللہ کو ان کا اٹھنا پسند ہی نہیں ہے۔ پس انہیں حرکت سے ہی روک دیا اور کہہ دیا گیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اگر یہ تم میں مل کر نکلتے بھی تو تمہارے لئے سوائے فساد کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے بلکہ تمہارے درمیان خوب گھوڑے دوڑاتے اور تم میں فتنہ ڈالنے کی تلاش میں رہتے، ان کے ماننے والے خود تم میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

منافقین جہاد میں شریک نہ ہونے کے مختلف بہانے بناتے تھے لیکن ان کا جھوٹا ہونا اس طرح سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ان کا ارادہ ہوتا تو کم از کم سفر کا سامان تو تیار کرتے۔ لیکن یہ اعلان اور حکم کے بعد دن گزرنے پر بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے، ایک تنکا بھی ادھر سے ادھر نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا آپ ﷺ کے ساتھ نکلنا ہی پسند نہ تھا اس لئے انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ قدرتی طور پر ان سے کہہ دیا کہ تم بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔ ان کے ساتھ کو ناپسند کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہ اعلیٰ درجے کے بزدل اور ڈرپوک ہیں۔ اگر وہ تمہارے ساتھ ہوتے تمہارے

ساتھ تم میں فساد ہی پیدا کرتے۔ ایک دوسرے کے خلاف جھوٹی باتیں بنا کر، یا چھوٹی سی بات کا بتنگڑ بنا کر آپس میں پھوٹ ڈالتے اور تمہیں دشمن کے بجائے آپس میں الجھا دیتے۔ ان کے ماننے والے، ان کے ہم خیال ان کی پالیسیوں کو اچھی نظر سے دیکھنے والے خود تم میں موجود ہیں اور اپنے بھولے بن سے ان کی شرانگیزیوں سے بے خبر رہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ مومنوں کے حق میں انتہائی برا نکلتا ہے اور آپس میں شر و فساد پھیل جاتا ہے۔ یہ منافق کفار کے جاسوس کا بھی کام کرتے ہیں اور مسلمانوں کی خفیہ باتیں ان تک پہنچاتے ہیں۔

امام محمد بن اسحاق ؒ فرماتے ہیں کہ جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت طلب کرنے والوں میں عبداللہ بن ابی بن سلول، جد بن قیس اور ان کی ٹولی کے ساتھی شامل تھے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمِنۡهُم مَّن يَقُولُ ائۡذَن لِّىۡ وَلَا تَفۡتِنِّىۡ‌ؕ اَلَا فِى الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا‌ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ○

(سورۃ التوبہ ۔ ۴۹)

ان میں سے کوئی تو یہ کہتا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے (جہاد پر جانے سے) مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے۔ آگاہ رہو فتنہ میں تو وہ پڑ چکے ہیں اور بے شک جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے۔

جد بن قیس سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا! اس سال نصرانیوں کو جلاوطن کرنے میں تو ہمارا ساتھ دے گا۔ تو اس نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! مجھے معاف رکھئے مجھے فتنہ میں نہ ڈالئے۔ میری ساری قوم جانتی ہے کہ میں عورتوں کا بے حد شیدائی ہوں۔ عیسائی عورتوں کو تو دیکھ کر مجھ سے تو اپنا نفس نہ روکا جائے گا۔ آپ ﷺ نے اس سے منہ موڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کا ذکر کیا ہے کہ فتنہ میں تو وہ پڑ چکا ہے، رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ دینا، جہاد میں شرکت نہ کرنا بہت بڑا فتنہ ہے۔ یہ منافق بنوسلمہ قبیلہ کا سردار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس قبیلہ کے لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہمارا سردار ہے اور بہت بخیل آدمی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخل سے بڑھ کر اور کون سی بیماری ہے۔ سنو اب سے تمہارا سردار خوبصورت اور گورا نوجوان بشر بن براء بن معرر ہے۔ ”جہنم کافروں کو گھیر لینے والی ہے نہ اس سے وہ بچ سکیں گے نہ بھاگ سکیں گے اور نہ نجات پائیں گے۔“ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُواْ بِاللّهِ وَجَاهِدُواْ مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُوْلُواْ الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُواْ ذَرْنَا نَكُن مَّعَ الْقَاعِدِينَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۸۶)

اور جب کوئی سورۃ نازل ہوتی کہ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول (ﷺ) کے ہمراہ جہاد کرو تو ان میں سے قدرت رکھنے والے آپ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے تا کہ ہم یہاں بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی مذمت کر رہے ہیں جو وسعت اور قدرت رکھنے کے باوجود جہاد پر جانے سے کترا رہے ہیں۔ ان کی سزا بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہی لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیجئے تا کہ ہم پیچھے رہ جانی والی عورتوں کے ساتھ اپنی بزدلی کی وجہ سے پیچھے رہ جائیں وہ اس بات پر شرمندہ بھی نہیں ہیں۔ یہ لوگ امن کی حالت میں بڑی بڑی باتیں کرنے میں سب سے آگے ہوتے ہیں۔

منافق خود تو جہاد میں حصہ نہیں لیتا اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی طرح طرح کے اندیشے اور خوف میں مبتلا کے جہاد پر جانے سے روکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلاً ○

(سورۃ الاحزاب :۱۸)

اللہ تم میں سے ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو (لوگوں کو) منع کرتے ہیں

اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس چلے آؤ اور لڑائی
میں نہیں آتے مگر کم۔

منافق خود بھی جہاد میں حصہ نہیں لیتے تھے اور اوروں کو بھی روکتے تھے۔
روح المعانی میں لکھا ہے کہ ایک مخلص مسلمان غزوہ خندق کے موقع پر اپنے سگے بھائی کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ وہ بھنا ہوا گوشت کھا رہا ہے اس کے پاس نبید (کھجور کا شربت) رکھا ہوا ہے۔ یہ شخص منافق تھا، اس کا بھائی (جو مخلص مسلمان تھا) نے اس کے پاس جا کر کہا کہ تو یہاں بیٹھا ہے اور رسول اللہ ﷺ نیزوں اور تلواروں کے درمیان ہیں۔ منافق بھائی جو بھنا ہوا گوشت کھا رہا تھا کہنے لگا تم بھی ہمارے پاس آ جاؤ۔ اب تم لوگ ایسے گھیرے میں آ گئے ہو کہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مخلص مسلمان نے کہا! تو جھوٹا ہے اللہ کی قسم! میں تیری بات کی اطلاع رسول اللہ ﷺ سے ضرور کروں گا۔ پھر یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام مذکورہ بالا آیت لے کر نازل ہوئے ہیں۔
(تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا
وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ

بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَاراً O

(سورۃ الاحزاب :۱۳)

اور جب ان میں سے ایک جماعت کہتی تھی کہ اے اہلِ مدینہ!
(یہاں) تمہارے لئے (ٹھہرنے کا) مقام نہیں تو لوٹ چلو اور
ایک گروہ ان میں سے پیغمبر سے اجازت مانگنے اور کہنے لگا کہ ہمارے گھر
کھلے پڑے ہیں حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے وہ تو صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً O وَاتَّبِعْ مَا يُوحَى إِلَيْكَ
مِن رَّبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيراً O

(سورۃ الاحزاب :۲ ۔ ۱)

اے نبی (ﷺ) اللہ سے ڈرتے رہنا، کافروں اور منافقین کا
کہنا نہیں ماننا، بلاشبہ اللہ علیم اور حکیم ہے۔
اور جو (کتاب) تم کو تمہارے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے اسی کی
پیروی کئے جانا بیشک اللہ تمہارے سب اعمال سے خبردار ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب (ﷺ) کو ہدایت کر رہا ہے کہ تقویٰ پر قائم رہیئے اور منافقین کی باتوں میں نہ آیئے۔ آپ کے رب کی طرف سے جو وحی نازل ہوتی ہے اس کا اتباع کیجئے اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اللہ پر بھروسہ رکھئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَيَقُولُ الَّذِيْنَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَى لَهُمْ O

(سورۃ محمد ۔۲۰)

اور مومن لوگ کہتے ہیں کہ (جہاد کی) کوئی سورت کیوں نازل نہیں ہوتی ؟
لیکن جب کوئی صاف معنوں کی سورت نازل ہو اور اس میں جہاد کا بیان ہو تو
جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم ان کو دیکھو کہ تمہاری طرف
اس طرح دیکھنے لگیں جس طرح کسی پر موت کی بیہوشی (طاری) ہو رہی ہو
سو ان کے لئے خرابی ہے۔

اس آیت میں اہل ایمان کا جہاد کا شوق اور منافقین کا جہاد کا حکم سننے کے بعد گھبراہٹ اور پریشانی کا تذکرہ ہے۔ اہل ایمان اس انتظار میں رہتے کہ کوئی نئی سورۃ جہاد کے بارے میں تو نازل نہیں ہوئی تاکہ ہم اللہ کے دشمنوں کا خاتمہ کریں یا اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کر دیں۔ منافق جب کوئی قتال کی آیت سنتے تو ان

کے چہروں کا رنگ اڑ جاتا تھا اور برا حال ہوجاتا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی نظروں سے ایک دوسرے کو ایسے دیکھتے تھے جیسے ان پر موت کی غشی طاری ہوگئی ہو۔ یہ لوگ سوچتے کہ اب منہ دیکھے کو جہاد میں شریک ہونا پڑے گا اور ہر وقت موت کا خطرہ لگا رہے گا۔

(تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا جَاء الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ أُوْلَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيراً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۱۹)

تمہارا ساتھ دینے میں بہت بخیل ہیں۔ پھر جب خوف کا موقع آ جائے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ (ﷺ) کو ایسے دیکھتے ہیں اور ان کی آنکھیں اس شخص کی طرح گھومتی ہیں جس پر موت کی غشی طاری ہو پھر جب خوف دور ہو جائے تو پھر تمہیں اپنی تیز زبان سے طعنے دیتے ہیں مال کی لالچ میں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے سو اللہ نے ان کے اعمال اکارت کر دئے اور یہ اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلاً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۲۰)

وہ سمجھتے ہیں کہ اگر (حملہ آور) گروہ نہیں گئے اور اگر وہ لشکر آجائیں تو یہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ باہر دیہات میں جا کر رہتے اور تمہاری خبریں دریافت کرتے رہتے اور اگر تم ہی میں رہنا پڑے تو برائے نام لڑیں گے۔

غزوہ احزاب (جنگ خندق) میں منافقین کی بزدلی کا یہ حال تھا جب جنگ ختم ہونے کے بعد قریش کا لشکر اور بنو غطفان کے لوگ واپس چلے گئے پھر بھی یہ باہر نکلنے سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ پھر واپس آ کر ان کو جان سے نہ ماردیں۔ وہ یہ آرزوئیں کرتے کہ کاش ہم دور کسی دیہات میں چلے جاتے اور مسلمانوں سے متعلق خبریں سنتے رہتے کہ جنگ کا کیا انجام ہوا۔ (تفسیر انوار البیان)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو مر گیا اور اس نے جہاد نہ کیا اور نہ ہی جہاد کا اس کے دل میں خیال آیا وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مر گیا۔

(صحیح مسلم و سنن النسائی)

منافق جہاد وقتال سے بہت ڈرتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّواْ أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُواْ رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلا أَخَّرْتَنَا إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ قُلْ مَتَاعُ الدَّنْيَا قَلِيلٌ وَالآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى وَلاَ تُظْلَمُونَ فَتِيلاً O

(سورۃ النساء ۔ ۷۷)

بھلا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو (پہلے یہ) حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رہو اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو پھر جب اُن پر جہاد فرض کر دیا گیا تو بعض لوگ اُن میں سے لوگوں سے یوں ڈرنے لگے جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور بڑبڑانے لگے کہ اے اللہ! تو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں فرض کر دیا تھوڑی مدت اور ہمیں کیوں مہلت نہ دی (اے پیغمبر ان سے) کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیزگار کیلئے (نجاتِ) آخرت ہے۔ اور تم پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں

کیا جائے گا۔

اسلام کی ابتداء میں مکہ مکرمہ میں مسلمان کمزور تھے، تعداد میں کم تھے اور حرمت والے شہر میں تھے جہاں کفار کا غلبہ تھا اور وہ کفار جنگی اعتبار سے بھی مسلمانوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کفار سے سے جنگ کرنے یا قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ مسلمان کفار کے ظلم وستم سہتے رہتے تھے، وہ طرح طرح سے اذیتیں پہنچاتے تھے اور آپ ﷺ کی مخالفت کرتے تھے۔ اللہ کی طرف سے حکم تھا کہ نماز پڑھتے رہیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں اور کفار کے ستم برداشت کرتے رہیں اور صبر کریں۔ مسلمان زیادہ آسودہ حال نہیں تھے پھر بھی ان کو صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ معذور اور محتاجوں کی مدد ہوتی رہے۔ کفار بڑی دلیری سے اپنے ظلم وستم بڑھاتے جا رہے تھے اور جو تکلیف یا اذیت ممکن ہو سکتی تھی وہ مسلمانوں کو دیتے تھے۔ مسلمانوں کے دل میں کبھی کبھی یہ جوش اٹھتا تھا اور زبان سے بھی یہ الفاظ نکل جاتے تھے کہ ان روز روز کی مصیبتوں سے تو بہتر ہے کہ ایک مرتبہ ان سے لڑ کر دل کی بھڑاس نکال لی جائے لیکن جہاد کا حکم نہیں آیا تھا اس لئے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ پھر جب انہیں ہجرت کی اجازت ملی اور مسلمان اپنا سب کچھ قربان کر کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی سہولیات بہم پہنچائیں، امن کی جگہ دی، انصار ان کی مدد کے لئے تیار تھے، تعداد میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ مسلمانوں نے قوت حاصل کر لی تھی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار سے لڑنے کی اجازت مل گئی۔ جہاد کا حکم آتے ہی کمزور ایمان والے خوف زدہ

ہو گئے۔ جہاد کا تصور کر کے میدانِ جنگ میں قتل کئے جانے کا منظر، عورتوں کے بیوہ ہونے اور بچوں کے یتیم ہونے کا خیال آنکھوں میں گھومنے لگا۔ وہ گھبراہٹ میں کہنے لگے کہ اے اللہ! ابھی سے جہاد کیوں فرض کر دیا کچھ اور مہلت دی ہوتی۔

سدیؒ فرماتے ہیں کہ جب نماز اور زکوٰۃ کا حکم تھا تو تمنائیں کرتے تھے کہ جہاد فرض ہو جائے۔ جب جہاد کی فرضیت نازل ہوئی تو کمزور ایمان والے ایسے ڈرنے لگے جیسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے کہ اے رب! تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا۔ ہمیں اپنی موت کے صحیح وقت تک فائدہ نہیں اٹھانے دیا۔ انہیں جواب دیا گیا کہ دنیاوی نفع بالکل ناپائدار اور بہت کم ہے، آخرت متقیوں کے لئے دنیا کی بہت سی بہتر اور پاکیزہ چیزوں سے افضل ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ بستر پر جب اپنا آخری وقت گزار رہے تھے تو فرماتے تھے! اللہ کی قسم! فلاں فلاں جگہ غرض بیسیوں لڑائیوں میں سینکڑوں معرکوں میں میں گیا ثابت قدمی اور بہادری کے ساتھ دلیرانہ جہاد کئے۔ آؤ دیکھ لو میرے جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں پاؤ گے جہاں کوئی نشان نیزے، تلوار، تیر، برچھی، بھالا کا نہ ہو، لیکن چونکہ میدانِ جنگ میں میری موت نہیں لکھی تھی۔ اب دیکھ لو اپنے بستر پر اپنے موت مر رہا ہوں۔ کہاں ہیں لڑائی میں جی چرانے والے نامرد میری ذات سے سبق حاصل کریں۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

لَوْ كَانَ عَرَضاً قَرِيباً وَسَفَراً قَاصِداً لَّاتَّبَعُوكَ وَلَـكِن بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ أَنفُسَهُمْ وَاللّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۴۲)

اگر مال (کا حصول) نزدیک معلوم ہوتا اور سفر بھی ہلکا پھلکا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کے ساتھ ہو لیتے لیکن ان کو مسافت دور دراز معلوم ہونے لگی ہے اور بہت جلد وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے کہ اگر ہم سے ہوسکتا تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلتے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو ہلاک کررہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ لوگ یقیناً جھوٹے ہیں۔

جہاد پر نہ جانے کے لئے منافق لوگ بہانے بنا کر رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگتے تھے کہ ہمیں یہ مجبوری ہے اس لئے ہم جہاد پر نہیں جاسکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں کوئی مجبوری نہیں تھی۔ اگر کوئی آسان سفر ہوتا، قریب ہوتا اور مال غنیمت ملنے کی امید ہوتی تو یہ لالچی لوگ (منافقین) ضرور جاتے۔ لیکن ملک شام تک کے لمبے سفر (غزوۃ تبوک) نے ان کے حوصلے پست کر دیئے، مشقت کے خیال نے ان کے ایمان متزلزل کر دیئے۔ اب آ آ کر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اللہ کر رسول ﷺ کو دھوکے دے رہے ہیں کہ اگر ہماری مجبوری نہ

ہوتی تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ جانے کا شرف حاصل کرتے۔ ہم تو جان ودل سے آپ ﷺ کے قدموں میں حاضر ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے جھوٹ کا مجھے علم ہے انہوں نے اپنے آپ کو خود تباہ و برباد کر دیا۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِيْنَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۴۵)

بے شک وہ لوگ آپ سے رخصت مانگتے ہیں جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کے دل شک میں پڑے ہوئے ہیں اور شک ہی میں بھٹک رہے ہیں۔

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں اتری ہے جو جہاد میں نہ جانے کے بہانے بنا کر رسول اللہ ﷺ سے اجازت لینے آئے تھے۔ ان کے خیال میں اگر رسول اللہ ﷺ انہیں اجازت نہ بھی دیتے یہ لوگ پھر بھی جہاد میں شریک نہ ہوتے۔ لیکن ان کے جھوٹ سب پر کھل جاتے۔ مومن اور منافق کا فرق صاف ظاہر ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلاَفَ رَسُولِ اللّٰهِ وَكَرِهُواْ أَن

يُجَاهِدُواْ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَقَالُواْ لاَ تَنفِرُواْ فِيْ الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرّاً لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۸۱)

(رسول اللہ ﷺ کے تبوک جانے کے بعد) پیچھے وہ جانے والے اپنے بیٹھے رہنے پر خوش ہو گئے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنا ان کو نا گوار ہوا اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو۔ آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ تو زیادہ سخت ہے۔ کاش وہ سمجھتے۔

رسول اللہ ﷺ جب جنگوں سے واپس آتے تھے تو جو منافقین ساتھ جانے سے کترا گئے تھے وہ آ کر مختلف جھوٹے عذر پیش کرتے کہ ہم اس وجہ سے آپ کے ساتھ نہ جا سکے ورنہ ہمارا دل تو بہت تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُل لاَّ تَعْتَذِرُواْ لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ O سَيَحْلِفُونَ بِاللّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُواْ عَنْهُمْ فَأَعْرِضُواْ عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاء بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ O يَحْلِفُونَ

لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِن تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لاَ يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ O

(سورۃ التوبہ: ۹۶ ـ ۹۴)

جب تم اُن کے پاس واپس جاؤ گے تو تم سے عذر کریں گے تم کہنا کہ عذر مت کرو ہم ہرگز تمہاری بات نہیں مانیں گے اللہ نے ہمیں تمہارے سب حالات بتا دیئے ہیں اور ابھی اللہ اور اُس کا رسول تمہارے عملوں کو (اور) دیکھیں گے پھر تم غائب وحاضر کے جاننے والے (اللہ وحدہٗ لاشریک) کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جو تم عمل کرتے رہے ہو وہ سب تمہیں بتائے گا۔۹۴۔ جب تم اُن کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو تمہارے رُوبرو اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے درگزر کرو۔ سو اُن کی طرف التفات نہ کرنا، یہ ناپاک ہیں اور جو کام یہ کرتے رہے ہیں اُن کے بدلے اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔۹۵۔ یہ تمہارے آگے قسمیں کھائیں گے تاکہ تم اُن سے خوش ہو جاؤ لیکن اگر تم اُن سے خوش ہو جاؤ گے تو اللہ تو نافرمان لوگوں سے خوش نہیں ہوتا۔۹۶۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئاً إِنْ أَرَادَ

بِكُمْ ضَرّاً أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعاً بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْراً O

(سورۃ الفتح ۔ ۱۱)

جو گنوار پیچھے رہ گئے وہ تم سے کہیں گے کہ ہم کو ہمارے مال اور اہل و عیال نے روک رکھا آپ ہمارے لئے (اللہ سے) بخشش مانگیں یہ لوگ اپنی زبان سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہے کہہ دو کہ اگر اللہ تم (لوگوں) کو نقصان پہنچانا چاہے یا فائدہ پہنچانے کا ارادہ فرمائے تو کون ہے جو اس کے سامنے تمہارے لئے کسی بات کا کچھ اختیار رکھے (کوئی نہیں) بلکہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے واقف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ جس سال صلح حدیبیہ کا واقعہ پیش آیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے آس پاس دیہاتوں میں یہ اعلان کروا دیا تھا کہ ہم عمرہ کرنے کے لئے جا رہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی ساتھ جانا چاہے تو جا سکتا ہے۔ اگر قریش مکہ کوئی رکاوٹ کریں اور خانہ کعبہ کا طواف نہ کرنے دیں اور جنگ کی صورت حال پیدا ہو جائے تو اس سے اچھی طرح سے نمٹا جائے۔

آپ ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا اور ہدی (قربانی کا جانور) بھی ساتھ لے لی تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ چودہ سو صحابہ کرام ؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس موقع پر

دیہات میں رہنے والے بہت سے لوگ کفار مکہ کے خوف سے آپ ﷺ کے ساتھ نہیں گئے ۔ رسول اللہ ﷺ جب صلح حدیبیہ کے بعد واپس مدینہ پہنچنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے راستے ہی میں آپ ﷺ کو اطلاع دے دی کہ جو دیہاتی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں گئے تھے اب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شریک نہ ہونے کے عذر کے طور پر مختلف بہانے بنائیں گے کہ ہم اپنے بال بچوں اور گھر کے کاموں میں مصروف تھے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہماری مغفرت کے لئے دعا فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب کر رہے ہیں کہ جو ان کی زبانوں پر ہے وہ ان کے دل میں نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں ابھی ایمان داخل ہی نہیں ہوا۔ ان کے دلوں میں تھا کہ اب یہ مکہ جا رہے ہیں وہاں قریش ان کو نہیں چھوڑیں گے اور ان میں سے کوئی بھی زندہ واپس نہیں آسکے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ تمہیں کوئی نقصان یا نفع پہنچانا چاہے تو کون ہے جو اللہ کی طرف سے آنے والے کسی فیصلے کے بارے میں کوئی اختیار رکھتا ہو۔ وہ اس لئے نہیں گئے کہ کہیں ہمیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اگر اللہ انہیں یہاں ان کے گھروں میں کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کون سے طاقت ہے جو اس کو ایسا کرنے سے روک سکتی ہے۔ شیطان نے گمراہی کو ان کے لئے خوش نما بنا کر دکھایا ہے۔ وہ ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں اور سمجھ یہ رہے ہیں کہ ہم ہلاکت سے بچ گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ

فَادْرَؤُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِيْنَ ○

(سورة آل عمران ۔ ۱۶۸)

یہ وہ لوگ ہیں جو خود بھی بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کے متعلق کہا کہ اگر وہ بھی ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے موت کو ہٹا دو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَيْنَمَا تَكُونُواْ يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِيْ بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُواْ هَـذِهِ مِنْ عِندِ اللّهِ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُواْ هَـذِهِ مِنْ عِندِكَ قُلْ كُلًّ مِّنْ عِندِ اللّهِ فَمَا لِهَـؤُلاء الْقَوْمِ لاَ يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيْثاً ○

(سورة النساء ۔ ۷۸)

(اے جہاد سے ڈرنے والو!) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو اور اُن لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو (اے محمد ﷺ! تم سے) کہتے ہیں کہ یہ آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچی) ہے، کہہ دو کہ (رنج وراحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے؟

غزوۂ احد میں مسلمان شہید ہوئے تو منافقین نے کہا کہ اگر وہ ہمارے ساتھ ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تردید کی کہ تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں پکڑ ہی لے گی اگر مضبوط قلعوں میں بھی چھپ جاؤ موت تم تک آسانی سے پہنچ جائے گی۔

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو منافقین اور یہودیوں نے کہنا شروع کر دیا کہ جب سے آپ (ﷺ) کی آمد ہوئی ہے ہمارے پھل کم ہوتے جا رہے ہیں اور کھیتوں کی پیداوار گھٹتی جا رہی ہے۔ جب انہیں کوئی تکلیف پہنچتی یا پیداوار میں کمی ہوتی یا مہنگائی ہو جاتی تو وہ اسے رسول اللہ (ﷺ) کی آمد سے منسوب کرتے۔ ان کا کہنے کا یہ مطلب ہوتا کہ یہ آپ (ﷺ) اور آپؐ کے ساتھیوں کی نحوست کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اگر کوئی اچھی بات ہو جاتی تو وہ اللہ کی طرف منسوب کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ یعنی نعمتیں اور خوشحالی یا مصیبت اور بدحالی سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ میرا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ نعمت تو محض اللہ کا فضل سے ہے اور مصیبت کے آنے میں تمہاری بداعمالیوں کا بھی دخل ہے لیکن یہ سب ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے سے۔

(تفسیر انوار البیان)

منافق بدکردار ہوتا ہے

حضرت بلال بن سعدؒ فرماتے ہیں کہ منافق کہتا وہ ہے جسے نیکی سمجھا جاتا ہے اور کرتا وہ ہے جسے برا سمجھا جاتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہیں، مومن، کافر اور منافق۔ مومن نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ اپنا معاملہ کیا۔ کافر کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا ہے۔ اور منافق اِدھر اُدھر پہاڑوں، گھروں اور راستوں پر موجود ہیں، ہم ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے اپنے رب کو نہیں پہچانا بلکہ اپنے خبیث عملوں کی وجہ سے اپنے رب کے انکار کو پہچانا ہے۔ ظلم بڑھ گیا، علم کم ہو گیا اور سنتوں کو چھوڑ دیا گیا۔

(صفۃ المنافق للفریابی)

حضرت قتادہؒ نے فرمایا! کیا تم نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا ہے۔ (صفۃ المنافق للفریابی)

وہ ایسا بندہ ہے کہ جو اس کی خواہش ہوتی ہے وہ کر گزرتا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا! دجال مکہ اور مدینہ کے علاوہ تمام زمین پر جائے گا۔ وہ مدینہ آئے گا اور مدینہ کے تمام رستوں پر فرشتوں کی صفوں کو پائے گا اور پھر وہ جرف کی ایک بلند جگہ پر جائے گا

(جو ملک شام کی طرف ایک راستہ ہے جو ایک میل کے فاصلہ پر ہے) وہاں وہ پڑاوَ ڈالے گا اور اپنا خیمہ لگائے گا۔ پھر مدینہ میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا۔ ہر منافق مرد اور عورت دجال کی طرف نکل جائیں گے۔

(مسند احمد، صفۃ النفاق ونعت المنافقین)

حضرت محمد بن زید ؒ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے ان کے دادا حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے عرض کیا۔ ہم اپنے حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں تو ہم ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان باتوں سے مختلف ہوتی ہیں جو ہم ان کے پاس سے باہر نکل کر کرتے ہیں۔ آپ ؓ نے فرمایا! ہم ایسے رویہ کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاق میں شمار کرتے تھے۔ (صحیح البخاری)

دورنبوی ﷺ کے منافقین کا کردار

منافق لوگ رسول اللہ ﷺ پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے تھے ان میں ایک الزام یہ لگاتے تھے کہ آپ ﷺ انصاف نہیں کرتے، اس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُواْ مِنْهَا رَضُواْ وَإِن لَّمْ يُعْطَوْاْ مِنهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۵۸)

اوران میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ (تقسیم) صدقات میں تم پر طعنہ زنی کرتے ہیں، اگران کواس میں سے (خاطرخواہ) مل جائے تو خوش رہیں اوراگر (اس قدر) نہ ملے تو جھٹ خفا ہو جائیں۔

ایک منافق کے بارے میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں!

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ کچھ مال تقسیم کررہے تھے تو ایک منافق جس کا نام ذوالخویصرہ تھا اس کا تعلق بنوتمیم سے تھا آیا۔ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) انصاف سے کام لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! افسوس ہے تجھ پر! اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا۔ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو

تیری تباہی و بربادی ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔ (صحیح بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ایسا کرنے سے روکا اور فرمایا! اس کی نسل سے ایک قوم نکلے گی جن کی نمازوں کے مقابلہ میں تمہاری نمازیں حقیر معلوم ہوں گی اور ان کے روزہ کے مقابلہ میں تم میں سے ہر ایک کے روزے حقیر معلوم ہوں گے۔ لیکن وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکاری کے ہاتھ سے نکلتا ہے۔ تمہیں جہاں بھی وہ مل جائیں تو انہیں قتل کرنے میں کمی نہ کرنا۔ آسمان کے تلے اس مقتول سے بدتر مقتول اور کوئی نہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھوں جو کچھ بھی دلوایا ہے اگر یہ اس پر قناعت کرتے اور صبر وشکر کرتے اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے۔ وہ اپنے فضل کے ذریعہ اپنے رسول ﷺ کے ہاتھوں اور بھی دلائے گا۔ ہماری امیدیں ذاتِ الٰہی سے وابستہ ہیں تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا۔ پس اس میں اللہ تعالیٰ کی تعلیم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو دے اس پر انسان کو صبر وشکر کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل رکھنا چاہیئے اور اس کو اپنے لئے کافی سمجھے۔ کچھ ملنے کی امید، رغبت اور لالچ اللہ تعالیٰ کی واحد ذات سے رکھنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے اس بات کی توفیق طلب کرنی چاہیئے کہ جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے بچنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمائے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوْاْ مَا آتَاهُمُ اللّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّهُ سَيُؤْتِينَا اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللّهِ رَاغِبُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۵۹)

اور اگر وہ اس پر خوش رہتے جو اللہ اور اُس کے رسول نے ان کو دیا تھا اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور اللہ اپنے فضل سے اور اُس کا پیغمبر (اپنی مہربانی سے) ہمیں (پھر) دے دیں گے اور ہمیں تو اللہ ہی کی خواہش ہے (تو ان کے حق میں بہتر ہوتا)۔

منافقین ایک الزام یہ لگاتے تھے کہ اللہ کے رسول (ﷺ) کانوں کے کچے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيِقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُواْ مِنكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۶۱)

اور ان میں بعض ایسے ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ شخص ہر کسی کی بات سن کر لگ جاتا ہے (ان سے) کہہ دو کہ (وہ) ایسا (ہے تو) تمہاری

بھلائی کیلئے وہ اللہ کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے اور جو لوگ تم میں ایمان لائے ہیں ان کیلئے رحمت ہے اور جو لوگ رسول اللہ کو رنج پہنچاتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب تیار ہے۔

منافقین کی زبانیں بہت زہریلی ہوتی ہیں یہ اپنی زبانوں سے رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں اور دکھ پہنچاتے رہتے تھے۔ منافق کہتے تھے کہ یہ نبی (ﷺ) تو کانوں کے کچے ہیں جس سے جو بات سنتے ہیں مان لیتے ہیں۔ جب ہم ان کے پاس جاتے ہیں اور قسمیں کھاتے ہیں وہ ہماری بات بھی مان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بہتر کانوں والا اور اچھا سننے والا ہے، وہ سچے اور جھوٹے کو خوب جانتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو ستانے والے پر دکھ کی مار ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

منافق رسول اللہ (ﷺ) کے بارے غلط قسم کی باتیں کرتے تھے اور جب ان کی باتیں سن کر ان سے پوچھا جاتا تھا کہ یہ بات تم نے کیوں کی ہے تو وہ صاف مکر جاتے تھے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے!

يَحْلِفُونَ بِاللّهِ مَا قَالُواْ وَلَقَدْ قَالُواْ كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُواْ بَعْدَ إِسْلاَمِهِمْ وَهَمُّواْ بِمَا لَمْ يَنَالُواْ وَمَا نَقَمُواْ إِلاَّ أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّهُ

وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ فَإِن يَتُوبُواْ يَكُ خَيْراً لَّهُمْ وَإِن يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّهُ عَذَاباً أَلِيماً فِيْ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِيْ الأَرْضِ مِن وَلِيٍّ وَلاَ نَصِيرٍ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۷۴)

یہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے (تو کچھ) نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور ایسی بات کا قصد کر چکے ہیں جس پر قدرت نہیں پا سکے اور انہوں نے (مسلمانوں میں) عیب ہی کون سا دیکھا ہے سوائے اس کے کہ اللہ نے اپنے فضل سے اور اس کے پیغمبر نے (اپنی مہربانی سے) ان کو دولتمند کر دیا ہے تو اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہو گا اور اگر منہ پھیر لیں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی دوست اور مددگار نہ ہو گا۔

منافقین منہ سے کوئی بھی بات چاہے کتنی ہی بری ہو یا گھناؤنی ہو کہنے سے نہیں چوکتے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی عصمت تک کو داغدار کرنے کی کوشش کی لیکن نبی کریم ﷺ کے جواب دینے کے بجائے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس گھناؤنے الزام کا جواب دیا اور قیامت تک کے لئے ایک اصول بنا دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

إِنَّ الَّذِينَ جَاؤُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِءٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ O

(سورۃ النور ۔ ۱۱)

جن لوگوں نے بہتان باندھا ہے تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اُس کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھنا بلکہ وہ تمہارے لئے اچھا ہے ان میں سے جس شخص نے گناہ کا جتنا حصہ لیا اُس کیلئے اتنا وبال ہے اور جس نے اُن میں سے اس بہتان کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اُس کو بڑا عذاب ہوگا۔

یہ آیت اور اس کے آگے کی نو آیات ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب منافقین نے ان پر بہتان لگایا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت کی حفاظت کرتے ہوئے ان کا ہر قسم کی برائی سے برأت کا اعلان کیا تھا۔ اس برأت کو قیامت تک کے لئے قرآن کریم میں محفوظ کر دیا۔ یہ بہتان لگانے والے عبداللہ بن ابی ؑ اور اس کی ٹولی کے لوگ تھے۔ یہ منافقین کا جتھہ تھا انھوں نے یہ لعنتی کام کیا تھا۔ اسی بے ایمان نے ایک ایک کے کان میں جھوٹی کہانی بنا کر اور اس میں خوب مسالہ لگا کر بہتان کا خوب چرچہ کیا۔ یہاں تک کہ بعض مسلمانوں کی

زبانیں بھی کھلنے لگیں۔ یہ چہ میگوئیاں مہینہ بھر تک چلتی رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آیات نازل فرما دیں۔ اس واقعہ کا پورا بیان صحیح احادیث میں موجود ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں! رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ سفر میں جانے کے وقت آپ (ﷺ) اپنی بیویوں کے نام قرعہ ڈالتے اور جس کا نام نکلتا اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ چنانچہ ایک غزوۃ (غزوۃ بنی المصطلق ، اس کا دوسرا نام غزوۃ مریسیع ہے) کے موقع پر میرا نام نکلا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ چلی یہ واقعہ پردے کی آیات اترنے کے بعد کا ہے۔ میں اپنے ہودج میں بیٹھی رہتی اور جب قافلہ کہیں اترتا تو میرا ہودج اتار لیا جاتا اور میں اسی میں بیٹھی رہتی اور جب قافلہ چلتا تو یوں ہی ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ غزوۃ کے لئے گئے اور جب معرکہ کے بعد ہم واپس ہو رہے تھے، ایک جگہ ہمارے قافلے کا پڑاؤ ہوا۔ میں قضائے حاجت کے لئے نکلی اور لشکر کے پڑاؤ سے دور جا کر میں نے قضائے حاجت کی اور پھر واپس لوٹی۔ لشکر گاہ کے قریب آ کر میں نے ٹٹولہ تو گلے کا ہار نہ پایا میں واپس اس کو ڈھونڈنے کے لئے چلی اور تلاش کرتی رہی۔ یہاں یہ ہوا کہ لشکر کے کوچ کا حکم ہو گیا۔ جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے انہوں نے یہ سمجھ کہ کہ میں حسب عادت اندر ہی ہوں، ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور چل پڑے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اس وقت تک عورتیں ایسا کچھ نہیں کھاتی پیتی تھیں کہ موٹی اور بھاری بدن کی ہو جائیں۔ میرے ہودج اٹھانے والوں

کو میرے ہونے یا نہ ہونے کا مطلق احساس نہیں ہوا۔ اور میں اس وقت کم عمر بھی تھی۔ غرض بہت دیر بعد مجھے میرا ہار مل گیا۔ یہاں جب پہنچی تو دیکھا کہ کسی آدمی کا نام ونشان نہ تھا۔ نہ کوئی پکارنے والا اور نہ کوئی جواب دینے والا۔ میں اپنے نشان کے مطابق وہیں پہنچی جہاں ہمارا اونٹ بٹھایا گیا تھا اور وہیں انتظار میں بیٹھ گئی کہ جب آگے چل کے میرے نہ ہونے کا پتہ چلے گا تو میری تلاش کرنے کے لئے یہاں آئیں گے۔ مجھے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی۔ اتفاق سے حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی ؓ جو لشکر کے پیچھے رہے تھے اور پچھلی رات کو چلے تھے صبح کی چاندنی کے وقت یہاں پہنچ گئے۔ ایک سوتے ہوئے آدمی کو دیکھ کر خیال آنا ہی تھا۔ انہوں نے قریب آ کر غور سے دیکھا چونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے، دیکھتے ہی پہچان گئے اور بلند آواز میں انہوں نے زبان سے '' اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن '' کہا۔ ان کی آواز سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانپ کے سنبھل کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے جھٹ سے اپنا اونٹ بٹھا دیا اور اس کی ٹانگ پر اپنا پاؤں رکھا۔ میں اٹھی اور اونٹ پر سوار ہو گئی، انہوں نے اونٹ کو کھڑا کر دیا اور بھگاتے ہوئے لے چلے۔ قسم اللہ کی! نہ وہ مجھ سے کچھ بولے اور نہ میں نے ان سے کوئی کلام کیا سوائے '' انا للّٰہ '' کے میں نے ان کی منہ سے کوئی کلمہ نہیں سنا۔ دوپہر کے قریب ہم اپنے قافلہ سے مل گئے۔ بس اتنی سے بات کا ہلاک ہونے والوں نے بتنگڑ بنا دیا۔ ان کا سب سے بڑا اور بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے والا عبداللہ بن ابی ُ تھا۔ مدینہ آتے ہی میں بیمار پڑ گئی اور مہینہ بھر تک

بیماری میں گھر پر رہی۔ نہ میں نے کچھ سنا اور نہ مجھ سے کسی نے کچھ کہا۔ جو کچھ غل غپاڑہ لوگوں میں ہو رہا تھا میں اس سے بے خبر تھی۔ البتہ میرے دل میں ایسا خیال بعض اوقات ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور التفات میں وہ گرم جوشی نہیں ہے جو عموماً میری بیماری کے وقت ہوتی تھی۔ بیماری میں عام طور پر جو شفقت رسول اللہ ﷺ کو میرے ساتھ ہوتی تھی اس بیماری میں وہ بات نہ پاتی تھی اس لئے مجھے رنج تو بہت تھا مگر کوئی وجہ معلوم نہیں تھی۔ آنحضرت ﷺ تشریف لاتے اور سلام کرتے اور طبیعت کے بارے میں دریافت کرتے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہ کرتے۔ اس سے مجھے بڑا صدمہ ہوتا۔ میں بہتان بازوں کی تہمت سے میں بالکل غافل تھی۔

اس زمانے میں گھروں میں رفع حاجت کے لئے لیٹرین وغیرہ نہیں ہوتے تھے۔ عورتیں عموماً رات کے وقت باہر رفع حاجت کے لئے جایا کرتی تھیں۔ حسب عادت میں ام مسطح رض بنت ابی رہم بن عبد المطلب کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے چلی اس وقت میں بہت کمزور ہو رہی تھی۔ یہ ام مسطح رض میرے والد کی خالہ تھیں۔ جب ہم واپس آنے لگے تو ام مسطح رض کا پاؤں چادر کے دامن میں الجھا اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکل گیا کہ مسطح غارت ہو۔ مجھے بہت برا لگا میں نے کہا کہ آپ نے بہت برا کلمہ بولا ہے۔ توبہ کرو! آپ اسے گالی دیتی ہیں جنہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی ہے۔ اس وقت ام مسطح رض نے کہا کے اے بھولی بھالی بیوی آپ کو کیا معلوم؟ میں نے کہا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ

بھی ان لوگوں میں شامل ہے جو آپ کو بدنام کرتے پھر رہے ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوئے اور میں ان کے پیچھے پڑ گئی کہ مجھے ساری بات بتایئے۔ انہوں نے بہتان باز منافقوں کی تمام کارستانیاں مجھے سنا دیں۔ میرے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، رنج وغم کا ایک پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا، مارے صدمہ کے میں تو اور بیمار ہوگئی۔ بیمار تو پہلے ہی تھی اس خبر نے تو نڈھال کر دیا جیسے تیسے کر کے گھر پہنچی۔ اب یہ خیال تھا کہ میں اپنے میکے جا کر اچھی طرح معلوم کر لوں کہ کیا واقعی میرے بارے میں ایسی افواہیں پھیلائی گئی ہیں اور کیا کیا باتیں مشہور کی گئیں ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور سلام کیا۔ دریافت کیا کہ کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے والد صاحب کے ہاں ہو آؤں۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ میں اپنے والد کے گھر آئی اور اپنی والدہ سے پوچھا؟ اماں جان! لوگوں میں کیا باتیں پھیل رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ بیٹی یہ تو نہایت معمولی بات ہے تم اپنا دل بھاری نہ کرو۔ کسی شخص کی اچھی بیوی ہو اور وہ اسے محبوب ہو، وہاں ایسی باتوں کا ہونا لازمی امر ہے۔ میں نے کہا! سبحان اللہ! کیا واقعی میری نسبت لوگ ایسی باتیں اڑا رہے ہیں۔ اب تو مجھے رنج اور غم نے اس قدر گھیرا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس وقت سے جو رونا شروع ہوا واللہ ایک دم بھر کے لئے بھی میرے آنسو نہیں تھمے۔ میں سر ڈال کر روتی رہی، کس کا کھانا پینا، کس کا سونا بیٹھنا، کہاں کی بات، رنج وغم اور رونا ہے اور میں ہوں۔ ساری رات اسی حالت میں گزاری کہ آنسو کی لڑی نہ تھمی۔ دن کو بھی یہی حال رہا۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو مشورہ کرنے کے لئے بلایا کہ مجھے اپنے ساتھ رکھیں یا الگ کر دیں کیونکہ اس وقت تک وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے صاف طور پر فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کی اہلیہ میں کوئی برائی نہیں پاتے۔ ہمارے دل ان کی عزت، شرافت اور محبت کی گواہی دینے کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی طرف سے آپ پر کوئی تنگی نہیں عورتیں ان کے سوا بھی بہت ہیں۔ اگر آپ ﷺ گھر کی خادمہ سے پوچھیں تو آپ کو صحیح واقعہ معلوم ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس وقت گھر کی خادمہ حضرت بریرہؓ کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ عائشہؓ کی کوئی بات شک وشبہ والی کبھی بھی دیکھی ہو تو ہمیں بتاؤ۔ حضرت بریرہؓ نے کہا! اللہ کی قسم جس نے آپ (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے ان میں کوئی بات کبھی اس قسم کی نہیں دیکھی۔ ہاں! صرف یہ بات ہے کہ کم عمری کی وجہ سے کبھی کبھی گندھا ہوا آٹا یونہی رکھا رہتا ہے اور سو جاتی ہیں تو بکری آ کر کھا جاتی ہے۔ اس کے سوا میں اور کوئی قصور ان میں نہیں دیکھا۔

رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کا کوئی ثبوت نہیں ملا اس لئے اسی دن آپ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا! جو شخص مجھے اس شخص کی اذیتوں سے بچائے جس نے مجھے ایذائیں پہنچاتے پہنچاتے اب میرے گھر والوں میں بھی مجھے ایذائیں پہنچانی شروع کر دی ہیں۔ واللہ! میں جہاں تک جانتا ہوں

مجھے اپنی گھر والیوں میں سوائے بھلائے کے اور کچھ نہیں نظر آتا۔ جس شخص کا نام یہ لوگ لے رہے ہیں میری دانست میں اس کے متعلق بھی سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں وہ میرے ساتھ ہی میرے گھر آتا تھا۔ یہ سنتے ہی حضرت سعد بن معاذ ؓ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں موجود ہوں اگر وہ قبیلہ اوس کا شخص ہے تو ابھی ہم اس کی گردن تن سے الگ کر دیتے ہیں۔ اور اگر وہ ہمارے خزرج بھائیوں میں سے ہے تو بھی آپ (ﷺ) جو حکم دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ ؓ کھڑے ہو گئے یہ خزرج قبیلہ کے سردار تھے۔ تھے تو یہ بہت نیک مگر حضرت سعد بن معاذ ؓ کی اس گفتگو سے انہیں اپنے قبیلہ کی غیرت جاگ گئی اور ان کی طرفداری کرتے ہوئے حضرت سعد بن معاذ ؓ سے کہنے لگے کہ نہ تو تم اسے قتل کرو گے اور نہ تم اس بات پر قادر ہو۔ اگر وہ تمہارے قبیلہ سے ہوتا تو کیا تم اسے قتل کرنا پسند کرتے۔ یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر ؓ کھڑے ہوئے۔ یہ حضرت سعد بن معاذ ؓ کے بھتیجے تھے۔ کہنے لگے؛ اے سعد بن عبادہ ؓ! تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہم اسے ضرور مار ڈالیں گے۔ آپ منافق آدمی ہیں کہ منافقوں کی طرفداری کر رہے ہیں۔ اب ان کی طرف سے ان کے قبیلہ اور ان کی طرف سے اِن کے قبیلہ کے لوگ ایک دوسرے کے مقابلہ پر آ گئے۔ قریب تھا کہ اوس اور خزرج دونوں قبیلے آپس میں لڑ جاتے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں منبر سے ہی سمجھانا اور چپ کرانا شروع کر دیا یہاں تک کہ دونوں طرف سے خاموشی ہو گئی۔ حضور اکرم ﷺ بھی تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ یہ تو باہر کا حال تھا اور اندر میرا سارا دن رونے میں گزرا۔ میرے اس رونے نے میرے ماں باپ کو بھی پریشان کر دیا تھا۔ وہ سمجھ بیٹھے تھے میرے اس رونے سے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ دونوں حیرت زدہ اور مغموم بیٹھے ہوئے تھے اور مجھے تو رونے کے سوا اور کوئی کام ہی نہیں تھا۔ انصار کی ایک عورت آئی اور وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔ ہم یوں ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئے۔ قسم اللہ کی جب سے یہ بہتان بازی ہوئی تھی آج تک رسول اللہ ﷺ میرے پاس کبھی نہیں بیٹھے۔ مہینہ بھر گزر گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کی یہی حالت تھی۔ کوئی وحی نہیں آئی تھی کہ فیصلہ ہو سکے۔

آپ ﷺ نے بیٹھتے ہی تشہد پڑھا پھر اما بعد کہہ کر فرمایا! اے عائشہ! تمہاری نسبت مجھے یہ خبر پہنچی ہے اگر تم واقعی پاک دامن ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پاکیزگی ظاہر فرما دے گا اور اگر فی الحقیقت تم سے کوئی گناہ ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور توبہ کر لو۔ بندہ جب گناہ کر کے اپنے گناہ کے اقرار کے ساتھ اللہ کی طرف جھکتا ہے اور اس سے معافی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ آپ (ﷺ) اتنا فرما کر خاموش ہو گئے۔ یہ سنتے ہی میرا رونا دھونا سب جاتا رہا آنسو تھم گئے یہاں تک کہ میں اپنی آنکھ میں آنسو کا ایک قطرہ بھی نہیں پاتی تھی۔ میں نے اول اپنے والد سے درخواست کی کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ ہی جواب

دیجیئے۔ لیکن انہوں نے فرمایا کہ واللہ! میری سمجھ نہیں آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ اب میں نے اپنی والدہ کی طرف دیکھا اوران سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجیئے۔ لیکن انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں نہیں سمجھ سکتی کہ میں کیا جواب دوں۔ آخر میں نے خود ہی جواب دینا شروع کیا۔ میری عمر کچھ ایسی زیادہ بڑی تو نہ تھی اور نہ مجھے زیادہ قرآن حفظ تھا۔ میں نے کہا کہ آپ سب نے ایک بات سنی ہے اور اسے اپنے دل میں بٹھا لیا ہے، گویا سچ سمجھ لیا ہے۔ اب اگر میں کہوں گی کہ میں اس سے بالکل بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ واقعی میں اس سے بالکل بری ہوں لیکن آپ لوگ نہیں مانیں گے۔ ہاں! اگر میں کسی امر کا اقرار کرلوں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں تو آپ سب اس کو مان لو گے۔ میری اور آپ (ﷺ) کی مثال تو بالکل حضرت یوسف علیہ السلام کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) کا یہ قول ہے!

﴿ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ O ﴾

(سورۃ یوسف ۔ ۱۸)

پس صبر ہی اچھا ہے جس میں شکایت کا نام ہی نہ ہو اور تم جو باتیں بناتے ہو ان میں اللہ تعالیٰ ہی میری مدد کرے گا۔

اتنا کہہ کر میں نے پھر کروٹ پھر لی اور لیٹ گئی۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین تھا کہ چونکہ میں پاک ہوں اللہ تعالیٰ میرے برأت اپنے رسول (ﷺ) کو ضرور بتا

دے گا لیکن یہ تو میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ میرے بارے میں قرآن کی آیات نازل ہو جائیں گی۔ میں اپنے آپ کو اس سے بہت کمتر جانتی تھی کہ میرے بارے کلام اللہ کی آیات نازل ہوں۔ ہاں! مجھے زیادہ سے زیادہ یہ خیال ہوتا تھا کہ ممکن ہے خواب میں اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو میری برأت دکھا دے۔ واللہ! نہ رسول اللہ ﷺ اپنے جگہ سے ہٹے تھے اور نہ گھر والوں میں سے کوئی گھر سے باہر نکلا تھا کہ حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی اور چہرے پر وہی نشان ظاہر ہوئے جو وحی کے نزول کے وقت ہوتے تھے اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ کی بوندیں ٹپکنے لگیں۔ سخت سردیوں میں بھی وحی کی نزول کی یہی کیفیت ہوا کرتی تھی۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کا چہرہ خوشی سے شگفتہ ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا! عائشہ! خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرما دی ہے۔ اس وقت میری والدہ نے فرمایا! بیٹا! حضور (ﷺ) کے سامنے کھڑی ہو جا۔ میں نے جواب دیا کہ واللہ! نہ تو میں آپ کے سامنے کھڑی ہوؤں گی اور نہ سوائے اللہ کے کسی اور کی تعریف کروں گی۔ اسی نے میری برأت اور پاکیزگی نازل فرمائی ہے۔

ان آیات کے اترنے کے بعد اور میری پاک دامنی ثابت ہو چکنے کے بعد چونکہ اس شر کے پھیلانے میں حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ان کی محتاجی اور قرابت داری کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی ہمیشہ مدد کرتے رہتے تھے۔

اب انہوں نے کہا کہ جب اس شخص نے میری بیٹی پر تہمت باندھنے میں حصہ لیا تو اس کے ساتھ کوئی بھی بھلائی نہیں کروں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَى وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O

(سورۃ النور ۔ ۲۲)

تم میں جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو اللہ کی راہ میں دینے سے قسم نہیں کھانی چاہیئے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ قصوروں کو معاف کرنے والا مہربان ہے

اس آیت کے سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا! اللہ کی قسم! میں تو بخشش کا طلب گار ہوں۔ چنانچہ اسی وقت سے حضرت مسطح ؓ کا وظیفہ جاری کر دیا اور فرمایا کہ واللہ! اب میں اپنی عمر بھر تک اس میں کمی یا کوتاہی نہیں کروں گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میرے اس واقعہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش ؓ سے بھی جو

آپ ﷺ کی بیوی تھیں دریافت فرمایا تھا یہی خاتون تھیں جو حضور اکرم ﷺ کی تمام بیویوں میں میرے مقابلہ کی تھیں لیکن یہ اپنی پرہیزگاری اور دین داری کی وجہ سے صاف بچ گئی تھیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا کہ میں عائشہ کے بارے میں سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتی۔ میں اپنے کانوں اور نگاہوں کو محفوظ رکھتی ہوں۔ اگرچہ انہیں ان کی بہن حمنہ بن جحش نے بہت کچھ بہلا وے بھی دئے بلکہ لڑ پڑیں لیکن انہوں نے اپنی زبان سے میری برائی کا کوئی کلمہ نہیں کہا۔ ہاں! ان کی بہن نے تو زبان کھول دی اور میرے بارے میں ہلاک ہونے والوں میں شامل ہوگئی۔

اس واقعہ میں جو لوگ پیش پیش تھے ان میں حمنہ بنت جحش، حسان بن ثابت ؓ، مسطح بن اثاثہ ؓ، اور امیر المنافقین عبداللہ بن ابی شامل تھے۔ حمنہ بنت جحش ؓ، حسان بن ثابت ؓ، اور مسطح بن اثاثہ ؓ کو بہتان لگانے کے جرم میں کوڑے لگائے گئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبت خاندان صدیق اکبر ؓ پر آئی تھی اسے انجام کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بھلائی کا سبب بنا دیا۔ دنیا میں ان کی صدیقیت ثابت ہوگئی اور آخرت میں بلند درجات ملیں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کی برأت قرآن کریم میں نازل ہوئی جس کے آس پاس بھی باطل نہیں آ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کے آخری وقت حضرت ابن عباس ؓ ان کے پاس آئے اور فرمایا! آپ ؓ خوش ہو جائیے کہ آپ ؓ رسول اللہ

ﷺ کی زوجہ ہیں، حضور ﷺ آپ سے محبت سے پیش آتے رہے۔ حضور ﷺ نے آپ ؓ کے سوا کسی اور باکرہ سے نکاح نہیں کیا اور آپ ؓ کی برأت آسمانوں سے نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ ؓ اور حضرت زینب ؓ آپس میں باتیں کر رہی تھیں کہ حضرت زینب ؓ نے فرمایا! میرا نکاح آسمان سے اترا۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا! میری پاکیزگی کی شہادت قرآن کریم میں آسمان سے اتری جبکہ صفوان بن معطل ؓ نے مجھے سواری پر بٹھایا تھا۔ حضرت زینب ؓ نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ جب تم اونٹ پر سوار ہوئیں تھیں تو تم نے کیا کلمات کہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا!

﴿ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ ﴾

اس پر وہ بول اٹھیں کہ تم نے مومنوں کا کلمہ کہا تھا۔ پھر فرمایا کہ جس جس نے پاک دامن صدیقہ پر تہمت لگائی ہے اس کو بڑا عذاب ہوگا اور جس نے اس کی ابتداء کی تھی جو ادھر ادھر پھیلاتا رہا اس کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَکَ الْأُمُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ○

(سورۃ التوبہ ۔ ۴۸)

یہ پہلے بھی طالبِ فساد رہے ہیں اور بہت سی باتوں میں تمہارے لئے

الٹ پھیر کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ حق آ پہنچا اور اللہ کا حکم غالب ہوا اور بُرا مانتے ہی رہ گئے۔

منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کرنے سے بھی باز نہیں آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام سازشوں کو ناکام بنادیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا بَرَزُواْ مِنْ عِندِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِىْ تَقُولُ وَاللّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ وَكَفَى بِاللّهِ وَكِيلاً O

(سورۃ النساء۔۸۱)

اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ (آپ کی) فرمانبرداری (دل سے) منظور ہے لیکن جب تمہارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ رات کو تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو مشورے یہ کرتے ہیں اللہ اُن کو لکھ لیتا ہے تو ان کا کچھ خیال نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

كَالَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ كَانُواْ أَشَدَّ مِنكُمْ قُوَّةً وَأَكْثَرَ أَمْوَالاً

وَأَوْلَاداً فَاسْتَمْتَعُواْ بِخَلاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُم بِخَلاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ بِخَلاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِىْ خَاضُواْ أُوْلَـئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِىْ الُّدنْيَا وَالآخِرَةِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ٦٩)

(تم منافق لوگ) ان لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں وہ تم سے بہت طاقتور اور مال و اولاد میں کہیں زیادہ تھے تو وہ اپنے حصے سے بہرہ یاب ہو چکے، سو جس طرح تم سے پہلے لوگ اپنے حصے سے فائدہ اٹھا چکے ہیں اسی طرح تم نے اپنے حصے سے فائدہ اٹھالیا اور جس طرح وہ باطل میں ڈوبے رہے اسی طرح تم بھی باطل میں ڈوبے رہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

یہاں منافقین کی مثال گزرے ہوئے گمراہ لوگوں سے دی جارہی ہے کہ جیسے ان کے لئے عذاب ہے ایسے ہی ان کے لئے اللہ کا عذاب ہے۔ جیسے اگلے لوگ جھوٹ اور باطل میں کودتے پھاندتے رہے، ایسے ہی ان لوگوں نے کیا۔ اُن کے وہ برے اعمال ضائع ہوئے نہ دنیا میں فائدہ ہوا اور نہ آخرت میں ثواب دلانے والے ہوئے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَيْنَمَا تَكُونُواْ يُدْرِككُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَإِن تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُولُواْ هَـذِهِ مِنْ عِندِ اللّهِ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَقُولُواْ هَـذِهِ مِنْ عِندِكَ قُلْ كُلًّ مِّنْ عِندِ اللّهِ فَمَا لِهَـؤُلاء الْقَوْمِ لاَ يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثاً O

(سورۃ النساء ۔ ۷۸)

(اے جہاد سے ڈرنے والو!) تم کہیں رہو موت تو تمہیں آ کر رہے گی خواہ بڑے بڑے محلوں میں رہو اور اُن لوگوں کو اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو (اے محمد ﷺ! تم سے) کہتے ہیں کہ یہ آپ کی وجہ سے (ہمیں پہنچی) ہے، کہہ دو کہ (رنج وراحت) سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بات بھی نہیں سمجھ سکتے؟

منافق لوگ رسول اللہ ﷺ کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے تھے۔

مسجدِ ضرار کی تعمیر و انہدام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُواْ مَسْجِداً ضِرَاراً وَكُفْراً وَتَفْرِيْقاً بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِرْصَاداً لِّمَنْ حَارَبَ اللّهَ وَرَسُولَهُ مِن قَبْلُ وَلَيَحْلِفَنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلاَّ الْحُسْنَى وَاللّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۱۰۷)

اور (ان میں ایسے بھی ہیں) جنہوں نے اس غرض سے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچائیں اور کفر کریں اور مومنوں میں تفرقہ ڈالیں۔ اور جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے پہلے جنگ کر چکے ہیں اُن کیلئے گھات کی جگہ بنائیں اور قسمیں کھائیں گے کہ ہمارا مقصود تو صرف بھلائی تھی مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی سازش سے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر دیا۔

لاَ تَقُمْ فِيْهِ أَبَداً لَّمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُواْ وَاللّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ O

(سورۃ التوبہ ۔۱۰۸)

تم اس (مسجد) میں کبھی (جا کر) کھڑے بھی نہ ہونا البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے اس قابل ہے کہ اُس میں جایا (اور نماز پڑھایا) کرو۔ اُس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔

منافقین نے اہل ایمان کی صفوں میں پھوٹ ڈالنے کا کوئی بھی موقع اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ ان کی ہر وقت یہی کوشش رہتی تھی کہ کسی طریقے سے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار ڈالا جائے۔ صحابہ کرامؓ جو رسول اللہ ﷺ سے اپنی محبت میں جان تک قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں بے وفائی کر دیں۔ اس کے لئے وہ طرح طرح کے منصوبے بناتے رہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دیتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے سے پہلے ایک شخص جس کا نام ابو عامر راہب تھا، قبیلہ بنوخزرج سے اس کا تعلق تھا عیسائی ہو گیا تھا اور اس نے انجیل و توریت کا مطالعہ کیا تھا۔ اسلام کے آنے سے پہلے یہ بہت عبادت گزار شخص تھا اور لوگ اس کی بہت عزت کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو تمام تر لوگوں کی توجہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہوگئی اور اسلام کو مقبولیت حاصل ہونے لگی، حسد کی وجہ سے وہ اس کی جلن محسوس کرتا تھا۔ پھر غزوہ بدر میں مسلمانوں کو کامیابی ہوئی جو اس سے کسی طرح ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ

کھلم کھلا مسلمانوں کو برا کہنے لگا تھا اور کفار و مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکساتا رہتا تھا۔ پھر جنگ احد کا موقع آیا تو اس نے کفار کو بھڑکانے اور مسلمانوں کو صفا ہستی سے مٹا دینے کے لئے جان توڑ کوشش کی۔ اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو کچھ نقصان ہوا لیکن ان کی ساکھ پر کوئی حرف نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں لیکن اس نے سرکشی کی اور ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ ابو عامر راہب روم کے بادشاہ ہرقل کے پاس مسلمانوں کے خلاف مدد لینے کے لئے گیا۔ اپنے منافقین ساتھیوں کو مکہ بھیجا کہ ان کو بتا دیں کہ ابو عامر مسلمانوں کے خلاف ہرقل کی مدد سے ایک لشکر لے کر آ رہا ہے۔ اب مسلمانوں کے ساتھ خوب جنگ ہوگی اور ان کو کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی۔ اس نے منافقین کو یہ پیغام پہنچایا کہ اپنی منصوبہ بندی اور سازشوں کے لئے کوئی مرکز بنائیں جو ہماری پناہ گاہ کا کام دے۔ تاکہ جب وہ مدینہ واپس آئے تو اس جگہ سے اپنا کام کر سکے۔ مدینہ کے منافقین نے مسجد قباء کے قریب ایک مسجد بنا ڈالی اور رسول اللہ ﷺ کے تبوک جانے سے پہلے سب کام مکمل کر لیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور درخواست کی کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہے تاکہ کمزور وضعیف لوگ جو سردی اور بارش میں دور ہونے کی وجہ سے مسجد میں حاضر نہیں سکتے وہ اس مسجد میں نماز پڑھ سکیں۔ آپ ﷺ اس مسجد میں چل کر نماز پڑھ لیجئے تاکہ مسجد مستند ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے سے بچانا چاہتا تھا اس لئے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس وقت ہمیں تبوک کا سفر در پیش ہے جب واپس ہوں گے تو ان شاء اللہ دیکھا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کے معرکہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف واپس آرہے تھے، ایک دن یا اس سے کم کی مسافت رہ گئی تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آئے اور بتایا کہ منافقوں نے مسجد ضرار بنائی ہے۔ مسجد قباء کے نزدیک ایک اور مسجد بنانے کا مقصد مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ پیدا کرنا تھا۔ اس وحی کے آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچنے سے پہلے ہی چند آدمیوں کو اس طرف بھیجا کہ اس مسجد کو گرا دیں اور اس میں آگ لگا دیں۔ اس کام کے لئے بنو سالم کے حضرت مالک بن دخشم سالمی رضی اللہ عنہ اور حضرت معن بن عدی عجلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے جا کے اس شرانگیزی کے ٹھکانے کو جس کو انہوں نے مسجد کا نام دیا تھا منہدم کر دیا اور ان میں آگ لگا دی۔ اس وقت اس مسجد میں کفار موجود تھے اور مسجد کے گر جانے سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مسجد ضرار بنانے میں بارہ منافق شامل تھے جن کے نام یہ ہیں:

۱) خدام بن خالد

۲) ثعلبہ بن ابوحاطب (یہ وہ بدری صحابی نہیں ہیں)

۳) معتب بن قشیر

۴) ابوحبیبہ بن الازعر

۵) عباد بن حنیف

۶) حارثہ بن عامر

۷) مجمع بن حارثہ

۸) زید بن حارثہ (یہ رسول اللہ ﷺ کے منہ بولے بیٹے نہیں ہیں)

۹) بجاد بن عامر

۱۰) ودیعہ بن ثابت

۱۱) مخرج

۱۲) نبتل بن حارث

یہ لوگ قسمیں کھا کھا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ ہم نے یہ مسجد نیک ارادے سے بنائی ہے ہمارے پیش نظر صرف مسلمانوں کے لئے خیر خواہی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہادت دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر)

منافقین کا کردار

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ هَلْ يَرَاكُم مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انصَرَفُواْ صَرَفَ اللّهُ قُلُوبَهُم بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لاَّ يَفْقَهُون O

(سورۃ التوبہ ۔۱۲۷)

اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (اور پوچھتے ہیں کہ) بھلا تمہیں کوئی دیکھتا ہے؟ پھر پھر جاتے ہیں، اللہ نے اُن کے دلوں کو پھیر رکھا ہے کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

جب قرآن مجید کی کوئی سورۃ نازل ہوتی تو منافقین آپس میں دل لگی کے لئے ایک دوسرے سے پوچھتے کہ بتاؤ اس آیت کے ذریعہ تمہارے ایمان میں کتنا اضافہ ہوا ہے اور کیا ترقی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اہل ایمان ہیں ان کے دلوں میں قرآن کی آیات کے نزول سے ترقی ہوتی ہے اور یہ خوش ہوتے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے ان کے دل کی ناپا کی اور گندگی میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے جو آیات نازل ہوئیں تھیں وہ ان کے بھی منکر تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور جو سورتیں نئی نازل ہو رہی ہیں ان کے بھی منکر

ہیں۔ یہ کفر پر جمنا اور کفر میں ترقی کرتے جانا ان کے کفر پر مرنے کا سبب بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کا ایک اور طرز عمل کا ذکر کیا ہے کہ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تھی تو یہ چپکے سے فرار ہونے کے لئے ایک دوسرے کی طرف کنکھیوں سے دیکھتے تھے اور اس تاک میں رہتے تھے کہ مسلمانوں میں سے کوئی انہیں کھسکتے ہوئے نہ دیکھ لے۔ آپس میں کہتے کہ دیکھو ہمیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ اگر کوئی مسلمان انہیں دیکھ رہا ہوتا تو وہ وہیں بیٹھے رہتے اور جب دیکھا کہ اب انہیں کوئی نہیں دیکھ رہا تو چپکے سے وہاں سے چل دیتے تھے۔ اپنے خیال میں انہوں نے بڑی ہوشیاری کی لیکن اس کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایمان سے پھیر دیا۔

(تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَن تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُم بِمَا فِي قُلُوبِهِم قُلِ اسْتَهْزِئُواْ إِنَّ اللّهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ٦٤)

منافق ڈرتے رہتے ہیں کہ اُن (کے پیغمبر) پر کہیں کوئی ایسی سورت (نہ) اُتر آئے کہ ان کے دل کی باتوں کو ان (مسلمانوں) پر ظاہر کر دے، کہہ دو کہ ہنسی کیئے جاؤ! جس بات سے تم ڈرتے ہو اللہ اُس کو ضرور ظاہر کر دے گا۔

منافقین کی عادت تھی کہ وہ اسلام، مسلمانوں اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف باتیں کرتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ ڈرتے بھی رہتے تھے کہ کہیں قرآن کی کوئی ایسی سورۃ نہ نازل ہو جائے جس سے ان کی دلوں کی باتوں کا پول کھل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نیتوں، باتوں اور ارادوں کو سورۃ التوبہ میں بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَحۡلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ لِيُرۡضُوكُمۡ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُۥٓ أَحَقُّ أَن يُرۡضُوهُ إِن كَانُواْ مُؤۡمِنِينَ ○

(سورۃ التوبہ ۔ ۶۲)

مومنو! یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں خوش کردیں حالانکہ اگر یہ (دل سے) مومن ہوتے تو اللہ اور اُس کے پیغمبر خوش کرنے کے زیادہ مستحق ہیں۔

منافق دراصل دل سے مسلمان نہیں ہوتا اس لئے اس وقت کے منافقین رسول اللہ ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتے رہتے تھے اور جب سامنے آتے تھے تو قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ جب ان سے کہا جاتا کہ یہ تکلیف دہ باتیں ہیں جو تم کرتے ہو۔ اگر یہ رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جائیں تو ان کو تکلیف ہوگی تو اس پر ان کا جواب ہوتا تھا کہ کوئی بات نہیں ان کو راضی کرنا اور سمجھانا بہت آسان ہے وہ تو بس ''کان'' ہیں یعنی جو سن لیتے ہیں اس کو مان

لیتے ہیں۔ اگران کے پاس ہماری کوئی بری بات پہنچے گی تو ہم کوئی اچھی بات کردیں گے۔ وہ اس پر بھی یقین کرلیں گے۔

روح المعانی میں ابن اسحاقؒ سے ایک روایت نقل ہے کہ ایک منافق نبتل بن حارث تھا، انتہائی بدصورت تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی باتیں سن کر اپنے منافقین ساتھیوں کو سناتا تھا۔ اس کا مقصد خیر نہیں تھا بلکہ چغل خوری مقصود تھی اور یہ منافقین کو بتاتا تھا کہ دیکھو تمہارے بارے میں ایسے ایسے مشورے ہو رہے ہیں۔ جب اس سے کہا جاتا تھا کہ ایسا نہیں کیا کرو اس سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ ان کو سمجھانا بہت آسان ہے وہ تو ہر بات سن لیتے ہیں اور مان بھی لیتے ہیں، ان کی شخصیت تو صرف کان ہیں۔ یعنی نہ وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور نہ غور وفکر کرتے ہیں۔ (نعوذ وباللہ)

(تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ أَطِيْعُواْ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلاَ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ O وَلاَ تَكُونُواْ كَالَّذِيْنَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لاَ يَسْمَعُونَ O إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لاَ يَعْقِلُونَ O وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْراً

لَّاسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّواْ وَّهُم مُّعْرِضُونَ O
يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ اسْتَجِيْبُواْ لِلّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ يَحُولُ بَيْنَ
الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ O

(سورۃ الانفال: ۲۰ ۔ ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرماں برداری کرو، اور اس سے روگردانی نہ کرو حالانکہ تم سنتے ہو۔ اور اُن لوگوں جیسے نہ ہونا جو کہتے ہیں کہ ہم نے (حکمِ الٰہی) سن لیا مگر (حقیقت میں) نہیں سنتے ۔ بے شک زمین میں چلنے پھرنے والوں میں اللہ کے نزدیک سب سے برے وہ لوگ ہیں جو گونگے ہیں بہرے ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے ۔ اور اللہ جانتا ہے کہ اگر ان میں کوئی بھلائی ہے تو ان کو ضرور سنا دیتا، اور اگر وہ ان کو سنا دے تو وہ ضرور روگردانی کریں گے بے رخی کرتے ہوئے۔ اے ایمان والو! تم حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول (ﷺ) کا جب وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندہ کرتی ہے، اور جان لو بے شک اللہ حائل ہو جاتا ہے آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان، اور بے شک اللہ ہی کی طرف جمع ہو کر جاؤ گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کا

اور حکم کی تعمیل کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے روگردانی نہ کرو حالانکہ تم سنتے ہو۔ یعنی تم یہ بات سن رہے ہو کہ یہ حکم قرآن میں نازل ہوا ہے۔ اس پر عمل نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے سوائے بغاوت اور کفر ہے۔ منافق قرآن کی بات سنتے تھے اور پہلے سے ہی طے کر لیتے تھے کہ ہم اس پر عمل نہیں کریں گے۔ اس لئے ان کا سننا یا نہ سننا دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین پر چلنے پھرنے والی مخلوق میں سب سے برے وہ لوگ ہیں جو حق سنتے ہیں لیکن مانتے نہیں اور نہ اپنی زبانوں سے حق بولتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

(تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَاراً خَالِداً فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ O

(سورۃ النساء ۔ ۱۴)

اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اُس کی حدوں سے نکل جائے گا اُس کو اللہ دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اُس کو ذلت کا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے جو فرائض مقرر کئے ہیں یا مختلف احکامات میں میں جو حدود

مقرر کی ہیں اس سے تجاوز کرنے والے اللہ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ وصیت اور وراثت میں جو حقوق جس کے لئے شریعت نے مقرر کئے ہیں ان کو پورا نہ کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے اور اس کا انجام جہنم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ایک شخص ستر سال تک نیکی کے عمل کرتا رہا پھر وصیت کے وقت ظلم و ستم کرتا ہے اس کا خاتمہ برے اعمال پر ہوتا ہے اور وہ جہنمی بن جاتا ہے اور ایک شخص برائی کا عمل ستر سال تک کرتا ہے اور پھر وصیت میں عدل کرتا ہے۔ اس کا خاتمہ بہتر ہو جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِيْ الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّٰهِ يُكَفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُواْ مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُواْ فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذاً مِّثْلُهُمْ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْكَافِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعاً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۰)

اور اللہ نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور اُن کی ہنسی اڑائی جاتی

ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں اُن کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں، سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تمہیں منع کیا جا چکا ہے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو اور ان کا مزاق اڑایا جا رہا ہو اس میں نہ بیٹھو، پھر بھی اگر تم ایسی محفلوں میں شریک ہوتے رہو گے تو یاد رکھو! میرے ہاں تم بھی ان کے شریک کار سمجھے جاؤ گے۔ ان کے گناہ میں تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔

حدیث میں آتا ہو کہ جس دستر خوان پر شراب نوشی ہو رہی ہو اس پر کسی ایسے شخص کو نہیں بیٹھنا چاہیئے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام منافقوں کو اور سارے کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔ یعنی جس طرح یہ منافق ان کافروں کے کفر میں ان کے ساتھ شریک رہے۔ قیامت کے دن جہنم میں ہمیشہ رہنے کے لئے اور وہاں کے سخت ترین دل ہلا دینے والے عذاب سہنے میں بھی ان کے شریک حال رہیں گے۔ وہاں کی سزاؤں، وہاں کے قید و بند میں، طوق و زنجیر میں، گرم پانی کے کڑوے گھونٹ اتارنے میں، پیپ اور لہو کے پینے میں ان کے ساتھ ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاء بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ O

فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَن تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّهُ أَن يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِّنْ عِندِهِ فَيُصْبِحُواْ عَلَى مَا أَسَرُّواْ فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ O

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُواْ أَهَـؤُلاء الَّذِينَ أَقْسَمُواْ بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُواْ خَاسِرِينَ O

(سورۃ المائدہ: ۵۱ ـ ۵۳)

اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

تم دیکھو گے کہ جن کے دل میں بیماری (نفاق کی) ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ (مسلمانوں کو) فتح دے دے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے پھر تو یہ اپنے دلوں میں چھپائی ہوئی باتوں

پر بری طرح شرمندہ ہونے لگیں گے۔
اور ایمان دار کہنے لگیں گے کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال غارت ہوئے اور یہ ناکام ہو گئے۔

یہود و نصاریٰ سے دوستیاں کرنے سے اللہ تعالیٰ منع فرما رہے ہیں۔ وہ تمہارے ہرگز دوست میں ہو سکتے کیونکہ تمہارے دین سے ان کو بغض ہے۔ ہاں! اپنے دین والوں سے ان کی دوستیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مسلمان (منافق) ان سے دوستیاں اور محبت کرے گا ان ہی میں سے کہلائے گا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰؓ کو خاص طور پر یہ آیت پڑھ کر سنائی اور ان کو تنبیہ کی۔ حضرت عبداللہ بن عتبہؓ نے فرمایا! لوگو! تمہیں اس سے بچنا چاہئے تمہیں خود تو معلوم نہ ہو گا اور تم اللہ کے نزدیک یہود و نصاریٰ بن جاؤ گے۔

جن لوگوں کے دل میں کھوٹ ہے وہ تو لپک لپک کر پوشیدہ طور پر ان سے ساز باز اور محبت کرتے ہیں اور بہانہ یہ بناتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے کہ اگر یہ لوگ مسلمانوں پر غالب آ گئے تو پھر ہماری تکا بوٹی کر دیں گے۔ اس لئے ہم ان سے بھی میل ملاپ رکھتے ہیں، یہ کہتے ہیں کہ ہم ان سے بگاڑ کر نہیں رہ سکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ممکن ہے اللہ مسلمانوں کو صاف طور پر غالب کر دے۔ فیصلے اور حکم ان کے چلنے لگیں۔ حکومت ان کے قدموں میں آ جائے۔ اللہ تعالیٰ اور کسی طرح سے ان کی عزت بڑھا دے اور یہود و نصاریٰ کو ذلیل کر دے۔ یہ منافق جو آج ان کا ساتھ دے کر اپنے آپ کو بہت ہوشیار اور چالاک سمجھ رہے ہیں خون کے آنسو رونے لگیں گے۔ اور پھر بڑی بڑی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم بھی تو مسلمان ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ بہت سے یہودیوں سے میری دوستی ہے مگر میں ان سب کی دوستیاں توڑتا ہوں مجھے اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کافی ہے۔ اس پر ایک منافق (عبداللہ بن ابی) نے کہا کہ مجھے آگے پیچھے دیکھ کر سوچنے کی عادت ہے میں ایسا نہیں کر سکتا۔ نہ جانے کب ایسا موقع آ جائے کہ ان کی مدد کی ضرورت پڑ جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! عبداللہ! تو عبادہ ؓ سے بہت گھاٹے میں رہا۔ اس پر یہ آیات اتریں۔

(تفسیر ابن کثیر ؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ○

(سورۃ النساء ۔ ۸۳)

اور جب ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی خبر پہنچتی ہے تو اُسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اُس کو پیغمبر اور اپنے سرداروں کے پاس پہنچاتے تو تحقیق کرنے والے اُس کی تحقیق کر لیتے اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی مہربانی نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا سب شیطان کے پیرو ہو جاتے۔

اس آیت میں ان جلد باز (منافقین) لوگوں کو روکا جا رہا ہے کہ جو کسی امن کی یا خوف کی خبر پاتے ہیں تو بلا تحقیق اسے ادھر ادھر پھیلا دیتے ہیں حالانکہ ممکن ہے وہ بالکل غلط اور افواہ ہو۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے آگے پہنچانے سے منع فرمایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی گمشدگی اور منافق کا تبصرہ

غزوۂ تبوک کے موقع پر مسلمان مجاہدین کا لشکر اپنی منزل کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ رات کو پڑاؤ ہوا۔ وہاں سے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کہیں گم ہو گئی۔ صحابہ کرام اس کی تلاش کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے۔ حضرت عمارہ بن حزم ؓ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ ان کے گھر میں ایک شخص ٹھہرا ہوا تھا جس کا نام لیث بن لصیت تھا۔ وہ منافق تھا اور اس کا تعلق بنی قینقاع سے تھا۔ اس نے مجبوری میں بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا۔ وہ میزبان سے کہنے لگا کہ دیکھو محمد (ﷺ) دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور آسمانوں کی باتیں بتاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ رات سے اونٹنی گم ہے اور ان کے ساتھ اس کو تلاش کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ ابھی تک اس کی کوئی خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اِدھر لیث یہ بات کر رہا تھا اور اُدھر رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ جیسے حضرت عمارہ بن حزم ؓ سن رہے تھے کہ ایک منافق نے میرے بارے میں ایسی ایسی بات کی ہے کہ دعویٰ تو ان کا یہ ہے کہ وہ نبی ہیں اور آسمانوں کی باتوں سے تمہیں آگاہ کرتے ہیں لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ انہیں اپنی اونٹنی کے بارے میں علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ واللہ! میں صرف انہی باتوں کو جانتا ہوں جو میرا رب مجھے سکھلاتا ہے (یعنی میں غیب کا علم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا)۔ میرے رب نے مجھے بتایا ہے کہ گمشدہ اونٹنی فلاں وادی کے فلاں گوشے میں ہے اور اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ الجھ گئی ہے۔ جاؤ تم اس اونٹنی کو میرے

پاس لے آؤ۔ صحابہ کرام گئے تو دیکھا کہ جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا ویسا ہی پایا اور وہ وہاں سے اونٹنی کو لے آئے۔ حضرت عمارہ ؓ رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر اپنے خیمہ میں آ گئے اور کہنے لگے کہ میں اس بات پر حیران ہوں کہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ انہوں نے ابھی ابھی مجھے اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ فلاں شخص نے ایسی بات کہی ہے۔ حضرت عمارہ ؓ کا بھائی جو اس وقت خیمہ میں موجود تھا جھٹ سے بول پڑا کہ یہ بات تو لیث نے کہی ہے۔ حضرت عمارہ ؓ کو جب لیث کی باطنی خباثت کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً لیث کو دبوچ لیا اور غصہ سے فرمایا!

اُخرُجْ یَا عَدُوَّ اللّٰہ مِن رَحلَیْ فَلاَ تَصحَبْنِی

اے اللہ کے دشمن! میرے خیمہ سے نکل جا، میں تجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

(ایمان اور نفاق: ص۸۵)

منافقین کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات

اللہ تعالیٰ نے منافقین کو سخت عذاب اور جہنم کی وعید سنائی ہیں۔

وَعَدَ اللّٰه الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ O

(سورۃ التوبہ ۔ ٦٨)

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتشِ جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ وہی ان کے لائق ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کیلئے ہمیشہ کا عذاب تیار ہے۔

منافقین کی خصلتیں مومنین سے برعکس ہوتی ہیں۔ مومن بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، منافق برائیوں کا حکم دیتے ہیں ہیں اور بھلائیوں سے روکتے ہیں۔ مومن سخی ہوتے ہیں اور منافق بخیل ہوتے ہیں۔ مومن اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں منافق اللہ کی یاد کو بھلائے رہتے ہیں۔ اس کے بدلہ میں اللہ بھی انہیں بھلا دیتا ہے۔ منافق راہ حق سے بھٹک گئے ہیں اور گمراہی کی بھول بھلیوں میں پھنس گئے ہیں۔ ان منافقین کی بداعمالیوں کی سزا اللہ تعالیٰ مقرر فرما چکا ہے جو ہمیشہ کے لئے ہوگی۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَاباً شَدِيْداً إِنَّهُمْ سَاء مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ O

(سورۃ المجادلہ ۔ ۱۵)

اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے یہ جو کچھ کرتے ہیں یقیناً بُرا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَن يَعْمُرُواْ مَسَاجِدَ اللّٰه شَاهِدِيْنَ عَلَى أَنفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُوْلَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِيْ النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۱۷)

یہ ناممکن ہے کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کرلیں وہ خود اپنے کفر کے آپ ہی گواہ ہیں۔ ان کے اعمال اکارت ہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

فَلاَ تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَلاَ أَوْلاَدُهُمْ إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّهُ لِيُعَذِّبَهُم بِهَا فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۵۵)

تم ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا اللہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور (جب) ان کی جان نکلے تو (اس وقت بھی) وہ کافر ہی ہوں۔

مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ کفار اور منافقین کے مال و اولاد کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھیں، ان کی دنیا کہ اس ہیرا پھری کی کو حقیقت نہیں، یہ مال و دولت ان کے لئے کوئی بھلی چیز نہیں ہے یہ تو ان کے لئے دنیا کہ سزا بھی ہے کہ نہ اس میں سے زکوٰۃ دیتے ہیں اور نہ صدقہ کرتے ہیں۔ ان کے مال تم کو اچھے نہیں لگنے چاہئیں اللہ کا ارادہ اس سے انہیں اسی دنیا میں سزا دینے کا ہے۔ ان کے پاس مال و دولت تو ہوتی ہے لیکن دل کا سکون ان سے چھین لیا جاتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

أَوَلاَ يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لاَ يَتُوبُونَ وَلاَ هُمْ يَذَّكَّرُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۱۲۶)

کیا یہ دیکھتے نہیں کہ یہ ہر سال ایک یا دو بار بلا میں پھنسا دیئے جاتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نہ نصیحت پکڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْساً إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُواْ وَهُمْ كَافِرُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۱۲۵)

اور جن کے دلوں میں مرض ہے اُن کے حق میں خبث پر خبث زیادہ کیا اور وہ مرے بھی تو کافر کے کافر۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لاَ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَاللّهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۸۰)

تم ان کیلئے بخشش مانگو یا نہ مانگو (بات ایک ہے) اگر ان کیلئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگو گے تو بھی اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کفر کیا اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! منافق اس قابل نہیں کہ آپ ان کے لئے بخشش کی دعا کریں۔ ان کا جرم اتنا گہرا ہے کہ اگر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ستر مرتبہ

بھی ان کے لئے استغفار کریں گے تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ ستر کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب کثرت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے لئے استغفار کرنا یا نہ کرنا برابر ہے، اللہ انہیں نہیں معاف کرے گا۔

عبداللہ بن ابی منافق کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ نزع کی حالت میں ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے چلیں اور اگر وہ مر جائے تو اس کی نماز جنازہ بھی آپ ﷺ پڑھائیں۔ عبداللہ بن ابی کے بیٹے سچے مومن تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ چل دیئے ان کے آپ ﷺ نے اس کو اپنا کُرتا دیا کفن کے لئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھ رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

فَإِن رَّجَعَكَ اللّهُ إِلَى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُل لَّن تَخْرُجُواْ مَعِيَ أَبَداً وَلَن تُقَاتِلُواْ مَعِيَ عَدُوّاً إِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُواْ مَعَ الْخَالِفِينَ O

(سورۃ التوبہ ۔۸۳)

اگر اللہ تم کو ان میں سے کسی گروہ کی طرف لے جائے اور وہ تم سے نکلنے کی اجازت طلب کریں تو کہہ دینا کہ تم میرے ساتھ ہرگز نہیں نکلو گے اور نہ میرے ساتھ

(مددگار ہوکر) دشمن سے لڑائی کرو گے۔ تم پہلی دفعہ بیٹھ رہنے سے خوش ہوئے تو اب بھی پیچھے رہنے والوں کیساتھ بیٹھے رہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں سلامتی کے ساتھ مدینہ واپس پہنچا دیا اوران (منافقیں) میں سے کوئی جماعت تم سے کسی اورغزوۃ میں ساتھ چلنے کی درخواست کرے تو ان کو صاف صاف کہہ دینا کہ تم نے ابھی میرے ساتھ نہ چل کر موقع پر دھوکہ دیا اور دشمنوں کا ساتھ دیا۔ اب سزا کے طور پر میرے ساتھ نہیں جا سکتے۔ تم یہاں بیٹھے رہو اللہ میرے ساتھ ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

مَلْعُونِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوا اُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلاً ۝

(سورۃ الاحزاب ۔ ٦١)

(وہ بھی) پھٹکار کئے ہوئے جہاں پائے گئے پکڑے گئے اور جان سے مارڈالے گئے۔

اگر یہ منافق اور بدکار لوگ جھوٹی افواہیں پھلانے والے کہ دشمن چڑھائی کرنے والا ہے سیدھی راہ پر نہیں آئے تو اللہ تعالیٰ ان پر آپ ﷺ کو مسلط کر دے گا پھر یہ مدینہ میں نہیں ٹھہر سکیں گے اور بہت جلد تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ جو کچھ دن ان کے مدینہ میں گزریں گے لعنت اور ذلت سے گزریں گے۔ یہ ہر طرف سے دھتکارے جائیں گے، جہاں پائیں جائیں گے گرفتار کئے جائیں گے اور بری

طرح قتل کئے جائیں گے۔ ایسے کفار اور منافقین پر جبکہ وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئیں مسلمانوں کا غلبہ دینا اللہ تعالیٰ کی پرانی ریت ہے جس میں کبھی تبدیلی نہیں ہو گی۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لاَ تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۱۰۱)

اور تمہارے گردونواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں، ہم انہیں دہرا عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی (ﷺ) کو خبردار کر رہا ہے کہ مدینہ کے اطراف میں اور مدینہ میں بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن درحقیقت وہ منافق ہیں اور نفاق کے راستے پر چل رہے ہیں اور منافقت سے باز نہیں آرہے ہیں۔ ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

حافظ ابن عساکرؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی جس کا نام حرملہ تھا، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ ایمان تو یہاں ہے اور اشارہ کیا اپنی زبان کی

طرف اور کہا کہ نفاق یہاں ہے اور اشارہ کیا اپنے قلب کی طرف اور سرسری طور پر اللہ کا نام لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اے اللہ! تو اس کی زبان کو ذاکر بنا دے اور قلب کو شاکر بنا دے اور اس کو میری محبت عطا فرما دے اور مجھ سے محبت کرنے والوں کی محبت عطا فرما دے اور اس کے سارے کام خیر کی طرف پھیر دے۔ اس کی ساری منافقت فوراً دور ہو گئی اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میرے اکثر ساتھی منافقین ہیں اور میں ان سب کا سردار تھا کیا ان سب کو آپ (ﷺ) کے پاس پکڑ کر نہ لاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! جو خود ہی میرے پاس آ جائے تو ہم اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں گے اور جو نفاق پر اصرار کئے رہے گا اللہ اس کو دیکھ لے گا۔ تم کسی کا راز فاش مت کرو۔

حضرت قتادہ ؒ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو کیا ہو گیا جو بے تکلف لوگوں کے بارے میں اپنا علم و یقین ظاہر کرتے ہیں کہ فلاں جنتی ہے اور فلاں دوزخی ہے۔ اگر خود ان سے پوچھا جائے کہ بتاؤ تم کون ہو جنتی یا دوزخی؟ تو کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا۔ حالانکہ انسان اپنی نسبت تو زیادہ جانتا ہے جو دوسروں کے بارے میں جانتا ہے کہ کون دوزخی ہے اور کون جنتی ہے۔ وہ تو ایسی بات کا دعویٰ کرتا ہے جس کا دعویٰ انبیاء کرام ؑ نے بھی نہیں کیا۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

منافقین کے بارے میں فرمانِ نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيماً حَكِيماً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۱)

اے پیغمبر! اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا بیشک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو کوئی بات تاکید سے کہے تو ظاہر ہے کہ اوروں پر وہ تاکید اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ تقویٰ اسے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ثواب کی طلب کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانیاں ترک کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا جائے۔ منافقین کی باتوں کو نہ ماننا اور ان کے مشوروں پر عمل نہ کرنا ان کی باتیں عمل کرنے کی نیت سے نہ سننا ایمان کا جزو ہے۔ علم و حکمت کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے چونکہ وہ اپنے وسیع علم سے ہر کام کا نتیجہ جانتا ہے اور اپنی بے پناہ حکمت سے اس کا کوئی فعل غیر حکیمانہ نہیں ہوتا تو تم اس کی اطاعت کرتے رہو تاکہ انجام بد سے اور بگاڑ سے بچے رہو۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۷۳)

اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ کافروں سے تو تلواروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے اور منافقین کے ساتھ زبانی جہاد کو فرمایا ہے اور ان سے نرمی نہ کرنے کا حکم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

قُلْ أَنفِقُواْ طَوْعاً أَوْ كَرْهاً لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْماً فَاسِقِينَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۵۳)

کہہ دو کہ تم (مال) خوشی سے خرچ کرو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، تم نافرمان لوگ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمَا مَنَعَهُمْ أَن تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَاتُهُمْ إِلاَّ أَنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ

وَبِرَسُولِهِ وَلاَ يَأْتُونَ الصَّلاَةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَى وَلاَ
يُنفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كَارِهُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۵۴)

اوران کے خرچ (اموال) کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ سے اور اُس کے رسول سے کفر کیا اور نماز کو آتے ہیں تو سست و کاہل ہوکر اور خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! یہ منافق کی نماز یہ ہے کہ وہ بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب اس میں زردی آجاتی ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو کھڑا ہوکر چار ٹھونگیں مار لیتا ہے۔ یعنی جلدی جلدی رکوع اور سجدے کر لیتا ہے اس میں اللہ کو تھوڑا یاد کرتا ہے۔ (صحیح مسلم)

جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع ہوتا ہے تو مسلمانوں کو دکھانے کے لئے بددلی کے ساتھ کچھ خرچ کر دیتا ہے۔ جب ایمان درست نہیں تو آخرت کا یقین بھی نہیں۔ لہٰذا مال خرچ کرنے میں ثواب کی امید بھی نہیں۔ جب ثواب کی امید نہیں تو خوش دلی سے خرچ کرنے کی کوئی وجہ نہیں اس لئے بددلی سے خرچ کرتا ہے اور دل میں سمجھتا ہے کہ یہ مال ضائع کر دیا۔ (تفسیر انوار البیان)

مسلمانوں کومنافقین سے ہوشیار رہنا چاہئے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيْماً حَكِيْماً O

(سورۃ الاحزاب ۔ ۱)

اے پیغمبر! اللہ سے ڈرتے رہنا اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ ماننا
بیشک اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ
خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي
صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ O
هَاأَنتُمْ أُوْلاء تُحِبُّونَهُمْ وَلاَ يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ
وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُواْ آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْاْ عَضُّواْ عَلَيْكُمُ الأَنَامِلَ مِنَ
الْغَيْظِ قُلْ مُوتُواْ بِغَيْظِكُمْ إِنَّ اللّهَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ O

(سورۃ آل عمران: ۱۱۹ ۔ ۱۱۸)

مومنو! کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا رازداں نہ بنانا یہ لوگ تمہاری
خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں

کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے، اُن کی زبانوں سے تو دُشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (کینے) اُن کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سنا دی ہیں۔۱۱۸۔

دیکھو تم ایسے (صاف دل) لوگ ہو کہ اُن لوگوں سے دوستی رکھتے ہو حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ (اُن سے) کہہ دو کہ (بدبختو) غصے میں مر جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔۱۱۹۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَىَ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُواْ وَهُمْ فَاسِقُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۸۴)

اور (اے پیغمبر!) ان میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اُس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر (جا کر) کھڑے ہونا۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کیساتھ کفر کرتے رہے اور مرے بھی تو نافرمان (ہی مرے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَدُّواْ لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُواْ فَتَكُونُونَ سَوَاء فَلاَ تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ أَوْلِيَاء حَتَّىَ يُهَاجِرُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدتَّمُوهُمْ وَلاَ تَتَّخِذُواْ مِنْهُمْ وَلِيّاً وَلاَ نَصِيراً O

(سورۃ النساء ۔ ۸۹)

ان کی تو چاہت یہ ہے کہ جس طرح کے کافر وہ ہیں تم بھی ان کی طرح کفر کرنے لگو اور پھر سب یکساں ہو جاؤ پس جب تک یہ اسلام کی خاطر وطن نہ چھوڑ دیں ان میں سے کسی کو حقیقی دوست نہ بناؤ، پس اگر یہ منہ پھر لیں تو انہیں پکڑ و اور قتل کرو جہاں بھی یہ ہاتھ لگ جائیں۔ خبردار ان میں سے کسی کو اپنا رفیق اور مددگار نہ سمجھیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مکہ میں کچھ لوگ تھے جو کلمہ گو تھے لیکن مسلمانوں نے خلاف مشرکین کی مدد کرتے تھے۔ یہ اپنی کسی ضروری حاجت کے لئے مکہ سے نکلے انہیں یقین تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ان سے کوئی روک ٹوک نہیں کریں گے کیونکہ وہ بظاہر کلمہ گو ہیں۔ ادھر جب مدینہ کے مسلمانوں کو ان کا علم ہوا تو ان میں سے بعض کہنے لگے کہ ان نامرادوں سے پہلے جہاد کرو یہ ہمارے دشمنوں کے طرف دار ہیں اور بعض نے کہا کہ سبحان اللہ! جو لوگ تم جیسا کلمہ پڑھتے ہیں تم ان سے لڑو گے؟ صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے

گھر نہیں چھوڑے۔ ہم کس طرح ان کا خون اور ان کا مال حلال کر سکتے ہیں۔ ان کا یہ اختلاف رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہوا تو آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلاَ يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لاَ يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطاً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۰۸)

یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو مشورے کرتے ہیں تو اس وقت بھی اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ نے ان سب کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۷۳)

اے پیغمبر! کافروں اور منافقوں سے لڑو اور ان پر سختی کرو اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

منافقین کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایت

۱) منافق کے ساتھ سختی سے پیش آئیں

بَشِّرِ الْمُنَافِقِیْنَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَاباً أَلِیْماً ○

(سورۃ النساء ۔ ۱۳۸)

منافقین کو بتلا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب یقینی ہے۔

منافق کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہیے۔ اس کی سازشوں کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔آج کے دور کے منافق رسول اللہ ﷺ کے دور کے منافقین سے زیادہ خطرناک ہیں۔ وہ اپنے نفاق کو چھپاتے تھے اور آج کل اعلانیہ نفاق کی باتیں کرتے ہیں۔

۲) ان کے کہنے پر نہیں چلنا چاہیے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْکَافِرِیْنَ وَالْمُنَافِقِیْنَ إِنَّ اللَّهَ کَانَ عَلِیْماً حَکِیْماً ○

(سورۃ الاحزاب ۔ ۱)

اے اللہ کے نبی (ﷺ)! تقویٰ اختیار کیجئے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مت مانئے۔ بے شک اللہ (ان سب کو) جانتا ہے اور حکمت والا ہے۔

۳) ان کی طرف داری اور دفاع نہ کیا جائے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَلاَ تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللّهَ لاَ يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّاناً أَثِيْماً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۰۷)

ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جو خود اپنی ہی خیانت کرتے ہیں، یقیناً دغا باز گناہ گار اللہ تعالیٰ کو اچھا نہیں لگتا۔

۴) ان سے دوستی رکھنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ تَتَّخِذُواْ بِطَانَةً مِّن دُونِكُمْ لاَ يَأْلُونَكُمْ خَبَالاً وَدُّواْ مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاء مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الآيَاتِ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ O

(سورۃ آل عمران ۔ ۱۱۸)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے (مسلمانوں کے) سوا کسی کو ولی دوست نہ بناؤ، وہ تمہیں کسی طرح نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑو۔ ان کی شدید دشمنی تو ان کے

مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔ بے شک اللہ نے تمہارے لئے اپنی آیات کھول کر بیان کر دی ہیں، اگر تم سمجھتے ہو۔

۵) ان کے ساتھ جنگ اور سختی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۷۳)

اے نبی (ﷺ)! کافروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سخت ہو جاؤ، ان کی اصلی جگہ جہنم ہے جو بدترین جگہ ہے۔

٦) منافق کی عزت مت کرو

حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافق کو سردار یا سیّد مت کہو کیونکہ اگر وہ سردار ہے تو بے شک تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا۔ (سنن ابوداؤد۔ کتاب الادب)

۷)منافق کا نماز جنازہ مت پڑھو

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَىَ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُواْ وَهُمْ فَاسِقُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۸۴)

اور ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کا کبھی جنازہ نہ پڑھنا اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہونا۔ بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔

منافق کی مثال

اللہ تعالیٰ نے منافق کی مختلف مثالیں بیان فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِیْ اسْتَوْقَدَ نَاراً فَلَمَّا أَضَاءتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمَاتٍ لاَّ یُبْصِرُونَ O صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لاَ یَرْجِعُونَ O

(سورۃ البقرہ: ۱۸ ۔ ۱۷)

ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے (تاریک شب میں) آگ جلائی جب آگ نے اس کے اردگرد کی چیزیں روشن کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی روشنی زائل کر دی اور ان کو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھتے۔ (یہ) بہرے ہیں گونگے ہیں، اندھے ہیں کہ (کسی طرح سیدھے رستے کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے۔

منافق جو گمراہی کو ہدایت کے بدلہ اور اندھے پن کو بینائی کے بدلہ مول لیتے ہیں۔ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اندھیرے میں آگ جلائے، اس کے دائیں بائیں کی چیزیں اسے نظر آنے لگیں اس کی پریشانی دور ہو جائے اور فائدے کی امید پیدا ہو جائے تو دفعتاً آگ بجھ جائے اور ہر طرف اندھیرا ہو جائے، نہ نگاہ کام

کرے اور نہ راستہ معلوم ہو اور وہ شخص بہرا بھی ہو، کسی کی بات کو نہ سن سکتا ہو، گونگا ہو کسی سے کچھ پوچھ نہ سکتا ہو، اندھا ہو جو روشنی سے کام نہ چلا سکتا ہو۔ اب بھلا وہ کیسے راہ پائے گا؟ ٹھیک اسی طرح یہ منافق بھی ہیں کہ ہدایت کو چھوڑ کے اپنی راہ گم کر بیٹھے ہیں اور بھلائی کو چھوڑ کر برائی کو چاہتے ہیں۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ منافق اسلام کی وجہ سے عزت پاتے ہیں۔ مسلمانوں میں نکاح، ورثہ اور تقسیم مال غنیمت میں شامل ہوتے ہیں لیکن مرتے ہی یہ عزت چھن جاتی ہے جس طرح آگ کی روشنی آگ بجھتے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيْهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِيْ آذَانِهِم مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ O يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُم مَّشَوْا فِيْهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ O

(سورۃ البقرہ : ۲۰ ۔ ۱۹)

یا ان کی مثال مینہ کی سی ہے کہ آسمان سے (برس رہا ہو اور) اس میں

اندھیرے پر اندھیرا (چھا رہا) ہو اور (بادل) گرج (رہا) ہو اور بجلی (کوندرہی) ہو تو یہ کڑک سے (ڈر کر) موت کے خوف سے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اللہ تعالیٰ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے۔۱۹۔ قریب ہے کہ بجلی (کی چمک) ان کی آنکھوں (کی بصارت) کو اُچک لے جائے جب بجلی (چمکتی اور) ان پر روشنی ڈالتی ہے تو اس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کے کانوں (کی شنوائی) اور آنکھوں (کی بینائی) دونوں کو زائل کر دیتا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔۲۰۔

اس آیت میں منافقین کی مثال پیش کی گئی ہے کہ یہ وہ قوم ہے کہ جن پر کبھی حق ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی شک میں پڑ جاتے ہیں۔ شک کے وقت ان کی مثال برسات کی سی ہے۔ جیسے اس میں گرد چمک کی خوفناک آوازیں ہوتی ہیں۔ یہی حال منافق کا ہے کہ اسے ہر وقت ڈر، خوف، گھبراہٹ اور پریشانی رہتی ہے۔ منافقین اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں لیکن دراصل وہ ڈرپوک لوگ ہیں۔ اگر وہ کوئی محفوظ جگہ یا راستہ پالیں تو یقیناً اس سمت کو گھس جائیں گے۔ بجلی سے نورِ ایمان کی مثال دی گئی ہے جو ان کے دلوں میں کسی وقت چمکتا ہے تو اس وقت وہ اپنی انگلیاں موت کے خوف سے کانوں میں ڈال لیتے ہیں لیکن ایسا کرنا ان کو کوئی نفع نہ دے گا۔ وہ اللہ کی قدرتوں اور ارادوں کے ماتحت ہیں، بچ نہیں سکتے۔ بجلی کا آنکھوں کو اچک لینا اور اس کی قوت اور سختی کا اظہار ہے، اور ان

منافقین کی بینائی کی کمزوری اوران کا کمزور ایمان ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کی آیات ان منافقین کی قلعی کھول دیں گی، ان میں چھپے ہوئے عیب ظاہر کردیں گی اور اپنی نورانیت سے انہیں مبہوت کر دیں گی۔ جب ان پر اندھیرا ہو جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی ایمان جب ان پر ظاہر ہوتا ہے تو روشن دل ہو کر پیروی بھی کرنے لگتے ہیں لیکن پھر جہاں شک وشبہ آیا تو دل میں کدورت اور ظلمت بھر جاتی ہیں اور بھونچکے ہو کر کھڑے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اسلام کو ذرا عروج ملا تو ان کے دل میں قدرے اطمینان پیدا ہو گیا لیکن جہاں اس کے خلاف نظر آیا تو الٹے پاؤں کفر کی طرف پلٹنے لگے۔ ابن عباس ؓ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ان کا روشنی میں چلنا حق کو جان کر کلمہ اسلام پڑھنا اور اندھیرے میں ٹھہر جانا کفر کی طرف لوٹ جانا ہے۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دل چار قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو، دوسرے وہ دل جو غلاف آلود ہیں، تیسرے وہ دل جو الٹے ہیں اور چوتھے وہ دل جو مخلوط ہیں۔ پہلا دل تو مومن کا ہے جو پوری طرح نورانی ہے، دوسرا دل کافر کا ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں، تیسرا دل خالص منافق کا ہے جو جانتا ہے اور انکار کر دیتا ہے، چوتھا دل اس منافق کا ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہیں۔

ایمان کی مثال اس سبزے کی طرح ہے جو پاکیزہ پانی سے پڑھ رہا ہواور منافق کی مثال اس پھوڑے کی طرح ہے جس میں پیپ اور خون بڑھتا ہی جا رہا ہو۔ اب جو مادہ بڑھ جائے تو وہ دوسرے پر غالب آجاتا ہے۔

حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو ان کے کان اور آنکھیں برباد کردے۔ یعنی جب انہوں نے حق کو جان کے چھوڑ دیا تو اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر چاہے تو عذاب وسزا دے اور چاہے تو معاف کردے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۴)

اور جب تم ان (کے تناسب اعضاء) کو دیکھتے ہو تو ان کے جسم تمہیں (کیا ہی) اچھے معلوم ہوتے ہیں اور جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو تم ان کی تقریر کو توجہ سے سنتے ہو (مگر فہم و ادراک سے خالی) گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار سے لگائی گئی ہیں (بزدل ایسے کہ) ہر زور کی آواز کو سمجھیں (کہ) ان پر (بلا آئی) یہ (تمہارے) دشمن ہیں ان سے بے خوف نہ رہنا اللہ ان کو ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔

منافقین کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ نظروں میں بھاتے ہیں، ان کے قد بڑے ہیں ان کے رنگ اچھے ہیں۔ ان کو باتیں کرنے کا ڈھنگ آتا ہے۔ فصاحت و بلاغت ایسی ہے کہ اگر یہ آپ ﷺ سے باتیں کرنے لگیں تو آپ کو اپنی طرف متوجہ کرلیں اور آپ (ﷺ) ان کی باتیں غور سے سننے لگیں۔ ان کے جسم بھی قد و قامت والے اور خوبصورت ہیں ان کی باتیں بھی میٹھی ہیں مگر یہ کسی کام کے نہیں ہیں۔ ان کی مثال دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی کی گئی لکڑیوں کی طرح ہیں جو ذرا سے دھکے سے گر جائیں۔ منافق بھی ایسے ہی لکڑیوں کی طرح ہیں ان کے لمبے چوڑے جسموں کا حال یہ ہے کہ ایمان سے خالی ہیں، ہمت اور جرأت میں انتہائی ڈرپوک ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ مسلمانوں کو ہمارے نفاق کا نہ پتہ چل جائے۔ کہیں سے جو بھی اونچی آواز سنتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم پر ہی کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ آپ (ﷺ) ان سے ہوشیار رہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ؐ کو اور اہل ایمان کو کسی مصیبت میں مبتلا کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

(تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَيَحۡلِفُونَ بِاللّٰهِ إِنَّهُمۡ لَمِنكُمۡ وَمَا هُم مِّنكُمۡ وَلَـٰكِنَّهُمۡ قَوۡمٌ يَفۡرَقُونَ ۝ لَوۡ يَجِدُونَ مَلۡجَأً أَوۡ مَغَارَاتٍ أَوۡ

مُدَّخَلاً لَّوَلَّوْا إِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُونَ O

(سورۃ التوبہ :۵۶ ۔ ۵۷)

اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تمہیں میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں اصل یہ ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں ۔ اگر ان کو کوئی بچاؤ کی جگہ (جیسے قلعہ) یا غار یا زمین کے اندر گھسنے کی جگہ مل جائے تو اسی طرح رسیاں تڑاتے ہوئے بھاگ جائیں۔

اللہ تعالیٰ منافقین کی غیر مستقل مزاجی، گھبراہت، پریشانی اور بے اطمینانی کا حال بیان فرما رہا ہے کہ یہ تمہارے پاس آکر تمہارے دل میں گھر کرنے کے لئے اور تمہارے ہاتھوں سے بچنے کے لئے بڑی لمبی چوڑی اور زبردست قسمیں کھاتے ہیں کہ واللہ! ہم تمہارے ہی لوگ ہیں ہم مسلمان ہیں حالانکہ حقیقت اس کے خلاف ہے۔ یہ صرف خوف و ڈر ہے جس کی وجہ سے ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ اگر آج ان کو اپنے بچاؤ کے لئے کوئی قلعہ مل جائے۔ اگر آج یہ کوئی محفوظ غار دیکھ لیں یا کسی اچھی سرنگ کا انہیں پتہ چل جائے تو یہ سارے کے سارے دم بھر میں اس طرف بھاگ جائیں گے۔ آپ ﷺ کے پاس ان میں سے ایک بھی نظر نہیں آئے گا۔ کیونکہ انہیں آپ (ﷺ) سے کوئی محبت یا انسیت نہیں ہے۔ یہ تو مجبوری اور خوف کی وجہ سے آپ کی چاپلوسی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جوں جوں اسلام ترقی کر رہا ہے یہ بجھتے جا رہے ہیں۔ یہ مومنوں کی ہر خوشی سے جلتے ہیں، ان کی ترقی ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لاَ إِلَى هٰـؤُلاء وَلاَ إِلَى هٰـؤُلاء وَمَن يُضْلِلِ اللّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيْلاً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۳)

بیچ میں پڑے لٹک رہے ہیں نہ ان کی طرف (ہوتے ہیں) نہ اُن کی طرف اور جس کو اللہ تعالیٰ بھٹکائے تو تم اُس کیلئے کبھی بھی رستہ نہ پاؤ گے۔

یہ منافقین حیران و پریشان حال ہیں۔ ایمان اور کفر کے درمیان ان کے دل ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔ نہ صاف طور پر مسلمانوں کے ساتھ ہیں نہ بالکل کفار کے ساتھ ہیں۔ کبھی نورِ ایمان چمکتا ہے تو اسلام کی صداقت بیان کرنے لگتے ہیں کبھی کفر کے اندھیرے غالب آ جائیں تو ایمان سے نکل جاتے ہیں۔

ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں کہ مومن کافر اور منافق کی مثال ان تین اشخاص جیسی ہے جو ایک دریا پر گئے، ایک تو کنارے پر ہی کھڑا رہا، دوسرا پانی میں اترا اور دریا پار کر کے اپنی منزل مقصود پر پہنچ گیا، تیسرا پانی میں اترا کچھ دور چلا اور دریا کے بیچ میں پہنچ کر لوگوں کو پکارنا شروع کر دیا۔ دونوں کناروں پر کھڑے لوگوں نے اسے اپنی طرف بلانا شروع کر دیا۔ وہ حیران ہو کر دونوں طرف دیکھتا ہے کہ کدھر جاؤں۔ پھر ایک زبردست موج آئی اور اسے بہا کر لے گئی، وہ غوطے کھا کر مر

گیا۔ پس پار ہونے والا تو مسلمان ہے، کنارے پر کھڑا رہ جانے والا کافر ہے، اور موج میں ڈوب جانے والا منافق ہے۔

اللہ تعالیٰ جسے حق سے پھر دیتا ہے تو پھر کون ہے جو اسے راہ دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کو ان کی بدترین بدعملی کی وجہ سے راہ راست سے دور دھکیل دیا ہے۔ اب نہ کوئی ان کو راہ راست پر لا سکتا ہے نہ چھٹکارا دلا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کون کر سکتا ہے وہ سب کا حاکم ہے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

مومن کی مثال نرم شاخ کی طرح ہے جسے ہوا ایک مرتبہ جھکا دیتی ہے اور ایک مرتبہ سیدھا کر دیتی ہے۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک ہی دفعہ دھڑام سے گر جاتا ہے۔

(بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے سنگترے کی طرح ہے جس کا ذائقہ اچھا اور اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اور اس کے ساتھ عمل کرتا ہے کھجور کی طرح ہے جس کی کوئی خوشبو نہیں اور اس کا ذائقہ میٹھا ہے۔ اور منافق جو

قرآن پڑھتا ہے نیاز بو کی طرح ہے اس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے اور ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا یا خبیث اور اس کی بو بھی بری ہوتی ہے۔

(بخاری، مسلم، ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑں کے درمیان پریشان پھرتی ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اُس ریوڑ کی طرف جاتی ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ ان دونوں میں سے کس کے پیچھے جائے۔

(صحیح مسلم، سنن النسائی)

منافق کا مرنے کے بعد معاملہ

منافق کا قبر میں معاملہ انتہائی بدتر ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

ایک لمبی حدیث میں فرمایا کہ ۔۔۔۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے آدمی سے ملے گا اور اس سے اس طرح کہے گا۔ (یعنی میں نے تجھے عزت نہ دی تھی) تجھے سردار نہ بنایا تھا؟ میں نے تیری شادی نہ کی تھی؟ تیرے لئے گھوڑے اونٹ مسخر نہ کئے تھے؟ ۔۔۔۔۔وہ کہے گا! اے اللہ! میں تجھ پر، تیری کتاب پر، اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، میں نے نماز پڑھی، روزے رکھے، صدقہ دیا اور اتنی نیکیاں بیان کرے گا جتنی اس کی طاقت ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اسی جگہ ٹھہر جا۔ پھر کہا جائے گا کہ اب تجھ پر اپنا گواہ لاتے ہیں۔ وہ اپنے آپ میں فکر مند ہو جائے گا کہ کون میرے خلاف گواہی دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اس کی رانوں، گوشت اور ہدیوں کو حکم دیا جائے گا تم بولو۔ پھر اس کی رانیں، گوشت اور ہدیاں اس کے عمل کو بیان کریں گی۔ یہ اس لئے ہوگا تا کہ اس کے بارے میں انصاف ہو اور یہ منافق ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

(صحیح مسلم)

منافق کا آخرت میں معاملہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعاً فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ O

(سورۃ المجادلہ ۔ ۱۸)

اس دن اللہ ان سب کو زندہ کر کیا اٹھائے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں (اسی طرح) اللہ کے سامنے قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ (ایسا کرنے سے) کام نکال لیں گے دیکھو یہ جھوٹے (اور برسرِ غلط) ہیں۔

بات اتنی سی نہیں ہے کہ یہ (منافق) دنیا میں مسلمانوں اور آپ ﷺ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا جاتے ہیں۔ ان کی خباثت کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ ان کو ان کی قبروں سے اٹھائے گا اور میدانِ حشر میں حاضر کرے گا اور وہاں ان سے ان کے کفر اور ان کی شرارتوں کے بارے میں بات کرے گا تو وہاں یہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا جائیں گے۔

یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں، جھوٹ بھی بولتے ہیں اور اسے اپنا کمال بھی سمجھتے ہیں۔ یوں سمجھتے ہیں کہ دیکھو کیسے اچھے رہے جھوٹ

بول کر، کیسے جھوٹ بول کر ہم نے اپنا کام نکال لیا۔ ان کی توجہ دنیا کی مطلب پرستی کی طرف ہے انہیں آخرت کے عذاب کی کوئی پرواہ نہیں۔

(تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِيْنَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُوراً فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ O

(سورۃ الحدید ۔ ۱۳)

اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظرِ (شفقت) کیجئے کہ ہم بھی تمہارے نُور سے روشنی حاصل کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہاں) نُور تلاش کرو پھر ان کے بیچ میں ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا جو اس کی جانبِ اندرونی ہے اس میں تو رحمت ہے اور جو جانبِ بیرونی ہے اس طرح عذاب (واذیت)۔

قیامت کے دن منافق و کافر اندھرے میں ہوں گے اور وہ آرزو کریں کہ اے ایمان دارو! ہم سے اس قدر آگے نہ جاؤ ہمارے ساتھ ساتھ چلو تا کہ ہم

تمہارے نور کے سہارے چلیں۔ یہ جس طرح وہ دنیا میں مسلمانوں سے مذاق اور دھوکہ کرتے تھے آج ان سے کہا جائے گا کہ لوٹ جاؤ اور نور تلاش کرو۔ یہ واپس نور کی تقسیم کی جگہ پر آئیں گے لیکن وہاں کچھ نہ پائیں گے۔ پھر یہ لوٹ کر مومنوں کے پاس جائیں گے تو دیکھیں گے کہ ان کے اور مومنوں کے درمیان ایک دیوار حائل ہو گئی ہے جس کے ایک طرف رحمت ہی رحمت ہے اور دوسری طرف عذاب اور سزا ہی سزا ہے۔ پس منافق نور کی تقسیم مکمل ہونے تک کے وقت تک دھوکہ ہی میں پڑا رہے گا۔ نور تقسیم ہو جانے پر سب بھید کھل جائے گا اور تمیز ہو جائے گی۔ پھر یہ منافق اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائیں گے۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جب مکمل اندھیرا چھایا ہوا ہوگا، کوئی انسان اپنا ہاتھ بھی نہیں دیکھ سکے گا اس وقت اللہ تعالیٰ ایک نور ظاہر کرے گا۔ مسلمان اس طرف جانے لگیں گے منافق بھی ان کے پیچھے جانیں لگیں گے۔ جب مومن زیادہ آگے نکل جائیں گے تو منافق ان کو آوازیں دیں گے کہ ٹھہرو ہمیں بھی ساتھ لے لو ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ تھے لیکن وہ نہیں رکیں گے۔

(تفسیر ابن کثیرؒ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ قَالُوا بَلَى وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ

أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُم بِاللَّهِ الْغَرُورُ O

(سورۃ الحدید ۔ ۱۴)

تو (منافق لوگ مومنوں سے) کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کیوں نہیں تھے لیکن تم نے خود اپنے تئیں بلا میں ڈالا اور (ہمارے حق میں حوادث کے) منتظر رہے اور (اسلام میں) شک کیا اور (نہ ختم ہونے والی) آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ پہنچا اور اللہ کے بارے میں تم کو (شیطان) دغاباز دغا دیتا رہا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ O

(سورۃ الحدید ۔ ۱۵)

تو آج تم سے معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ (وہ) کافروں ہی سے (قبول کیا جائے گا) تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے (کہ) وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔

قیامت کے دن منافقین کو نہ کوئی سفارشی انہیں نفع پہنچا سکے گا، نہ ان سے فدیہ لیا جائے گا چاہے وہ زمین بھر سونا بھی دینا چاہیں قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہے وہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

وَقَدۡ نَزَّلَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡ الۡكِتَابِ أَنۡ إِذَا سَمِعۡتُمۡ آيَاتِ اللّٰهِ يُكۡفَرُ بِهَا وَيُسۡتَهۡزَأُ بِهَا فَلاَ تَقۡعُدُواۡ مَعَهُمۡ حَتَّى يَخُوضُواۡ فِيۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهِ إِنَّكُمۡ إِذاً مِّثۡلُهُمۡ إِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الۡمُنَافِقِيۡنَ وَالۡكَافِرِيۡنَ فِيۡ جَهَنَّمَ جَمِيۡعاً O

(سورۃ النساء ـ ۱۴۰)

اور اللہ نے تم (مومنوں) پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور اُن کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں اُن کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں، سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں پہلے حکم دیا جا چکا ہے کہ جب تم سنو کہ کسی محفل میں اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو اس

عمل میں جو لوگ مشغول ہوں تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اگر تم ایسے موقع پر وہاں سے نہ ہٹے تو تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔ کھلے کافر قرآنی آیات کا مذاق اڑایا کرتے تھے منافق بھی ان کے ساتھ اس مشغلہ میں شریک ہوتے تھے۔ مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ ایسے موقعوں پر ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ اگر وہاں موجود ہو تو اٹھ کر باہر چلے جاؤ وجہ خطرہ یہ ہے کہ اعتقاد میں تم ان جیسے ہو جاؤ گے۔ اگر یہ نہ بھی ہو تو گناہ میں تو شرکت ہو ہی جائے گی۔ (تفسیر انوار البیان)

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے!

بَشِّرِ الْمُنَافِقِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَاباً أَلِيْماً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۳۸)

(اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دورُخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ اُن کیلئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔۱۳۸

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے!

إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِيْ الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْراً O

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۵)

کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں اور تم اُن کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔

صحیح بخاری میں ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ مومن کو بلائے گا اور پردہ عزت اس پر ڈال دے گا اور اسے چھپا لے گا۔ پھر پوچھے کا کیا تو نے یہ گناہ کیا تھا؟ وہ کہے گا ہاں اے میرے رب۔ جب اس مومن سے سب گناہ کا اقرار کرا لے گا تو مومن یہ سمجھے گا کہ اب تو میں ہلاک ہو چکا ہوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپائے رکھے تھے اور آج تجھے بخش دیتا ہوں۔ اسے اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا لیکن کافروں اور منافقوں کو تمام مخلوق کے سامنے آواز دی جائے گی۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا خبردار! اللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔

اس حدیث کو صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ اور صحیح الجامع الصغیر میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! لوگوں میں سب سے زیادہ برا دو چہروں والا شخص ہے جو اِن کے پاس ایک چہرے سے آتا ہے اور اُن کے پاس دوسرا چہرا لے کر جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابوداؤد)

نفاق سے بچنے کا حکم

نفاق ایک ایسی بیماری ہے کہ اگر یہ دل میں داخل ہو جائے تو ایمان دل سے نکل جاتا ہے۔ اس بات کا اس انسان کو شعور بھی نہیں ہوتا۔

حضرت معاویہ بن قرہ ؒ فرماتے ہیں کہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ میں نفاق سے بچ جاؤں۔ حضرت عمر ؓ بھی نفاق سے بہت ڈرتے تھے تو میں اس سے کیسے بے خوف ہو سکتا ہوں۔

(صفۃ المنافق للفریابی)

حضرت ابن ابی ملیکہ ؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس صحابہ کرام ؓ سے ملا وہ تمام کے تمام نفاق سے ڈرتے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی یہ نہیں کہتا تھا کہ میرا ایمان جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام جیسا ہے۔

(صحیح البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میری امت میں اکثر منافق اس کے قراء حضرات ہیں۔ (البدایہ والنہایہ)

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کو نفاق سے بچانے کے لئے منافقین کی صفات سے بچا جائے اور اعمال صالحہ کا اہتمام کیا جائے۔

ذیل میں چند اعمال کا ذکر کیا جا رہا ہے جس کا اہتمام کر کے نفاق سے بچا جا سکتا ہے۔

۱) نماز میں جلدی کرنا اور تکبیر اولیٰ میں شریک ہونا:

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس نے چالیس دن تک تکبیر اولیٰ کے ساتھ خالص اللہ کی رضا کے لئے با جماعت نماز پڑھی۔ اس کی دو چیزوں سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔ جہنم سے برأت اور نفاق سے برأت۔ (جامع ترمذی۔ کتاب الصلوٰۃ)

علامہ طیبی ؒ لکھتے ہیں کہ نفاق سے برأت سے مراد ہے کہ اس انسان کو دنیا میں منافقین کے عمل سے امان مل جاتی ہے اور آخرت میں عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے جو عذاب منافقین کو ہوگا۔ اور اس کے لئے گواہی دی جاتی ہے کہ یہ انسان منافق نہیں ہے۔ اس لئے کہ منافق جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر سستی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ (تحفہ الاحوذی: ۲/۴۰)

۲) حسن خلق اور دین کی سمجھ

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں کبھی جمع نہیں ہو سکتیں، اچھے اخلاق اور دین کی سمجھ۔

(جامع ترمذی۔ کتاب العلم)

۳) صدقہ

حضرت ابو مالک الاشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! طہارت نصف ایمان کے برابر ہےاور '' الحمد للّٰہ '' میزان کو بھر دے گا اور '' سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ '' سے زمین وآسمان کی درمیانی فضا بھر جائے گی اور نماز نور ہے اور صدقہ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن تمہارے لئے حجت ہو گا یا تمہارے خلاف ہو گا، ہر شخص صبح کو اٹھتا ہے اپنے نفس کو فروخت کرنے والا ہے یا اس کو آزاد کرنے والا ہے یا اسے ہلاک کرنے والا ہے۔

(صحیح مسلم ۔ کتاب الطہارہ)

'' صدقہ '' صدقہ دینے والے کے ایمان پر حجت ہے منافق صدقہ نہیں کرتا۔ اس لئے کہ وہ صدقہ پر ایمان نہیں رکھتا۔ جو کوئی صدقہ کرتا ہے اس کے صدقہ کرنے سے اس کے ایمان کے سچا ہونے پر دلیل لی جاتی ہے۔

(شرح النووی علی مسلم: ۱۰۱/۳)

۴) قیام اللیل:

حضرت قتادہ ؒ فرماتے ہیں کہ بہت ہی کم ایسا ہوگا کہ منافق رات کو نماز کے لئے بیدار ہو۔ (حلیۃ الاولیاء:۳۳۸/۲)

منافق اس وقت اپنے عمل میں جوش اور سرگرمی دکھاتا ہے جب اسے کوئی دیکھ رہا ہو۔ لیکن جو وہ اکیلا ہوتا ہے تو اسے نیکی کے کاموں میں چستی دکھانے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ جس کوئی انسان رات کو پچھلے پہر اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے سر بسجود ہوتا ہے تو یہ قیام وسجود اسے نفاق سے محفوظ ہونے اور سچے ہونے کی دلیل ہے۔

۵) جہاد فی سبیل اللہ

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جس کی موت (اس حال میں) واقع ہوئی اور اس نے جہاد کیا نہ اس کے دل میں جہاد کی تمنا ہوئی تو وہ نفاق کے شبہ میں مرا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الامارۃ)

امام نووی ؒ فرماتے ہیں! جو ایسے کرتا ہے تو وہ اس صفت میں جہاد سے پیچھے رہ جانے والے منافقین کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ بلا وجہ جہاد کو ترک کرنا نفاق کے شعبوں میں سے ایک ہے۔

٦) ذکر الٰہی کی کثرت

علامہ ابن قیم ؒ فرماتے ہیں! بے شک کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا نفاق سے امان ہے۔ اس لئے کہ منافقین اللہ تعالیٰ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

﴿ وَلاَ یَذْکُرُونَ اللّٰهَ إِلاَّ قَلِیلاً ﴾

(سورۃ النساء ۔ ۱۴۲)

اور یہ (منافق) یادالٰہی تو یونہی برائے نام کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لا تُلْهِکُمْ أَمْوَالُکُمْ وَلَا أَوْلادُکُمْ عَن ذِکْرِ اللَّهِ وَمَن یَفْعَلْ ذَلِکَ فَأُوْلَئِکَ هُمُ الْخَاسِرُونَ O

(سورۃ المنافقون ۔ ۹)

اے مسلمانوں! ایسا نہ ہو کہ تمہارے مال واولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کردیں اور جو لوگ ایسا کریں گے پس وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

۷) دعا

حضرت جبیر بن نفیلؓ فرماتے ہیں! میں حمص میں حضرت ابو درداءؓ کے گھر میں داخل ہوا۔ وہ اپنی مسجد میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے جب تشہد کے لئے بیٹھے تو نفاق سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے لگے جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے کہا! اے ابو درداءؓ! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے: آپ اور نفاق؟ آپ نے فرمایا! اے اللہ معاف کردے۔ اس طرح آپ نے تین مرتبہ فرمایا! کون ہے جو

آزمائش سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ کون ہے جو آزمائش سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اللہ کی قسم! انسان کو ایک گھڑی میں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور وہ اپنے دین سے پھر جاتا ہے۔ (سير أعلام النبلاء: ٣٨٢/٦)

۸) انصار سے محبت

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! منافق کی علامت انصار سے بغض ہے اور ایمان کی علامت انصار سے محبت ہے۔

(صحیح بخاری ۔ کتاب الایمان)

۹) حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے محبت

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا! قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور جس نے جاندار کو پیدا کیا رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد کیا تھا کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے بغض منافق ہی رکھے گا۔

(صحیح مسلم ۔ کتاب الایمان)

منافق کی کسی نیکی کی کوئی قدر نہیں

حضرت معاویہ ھذلی ؓ فرماتے ہیں! بے شک منافق نماز پڑھتا ہے اور اللہ اسے جھٹلا دیتا ہے، وہ صدقہ کرتا ہے اللہ اسے بھی جھٹلا دیتا ہے، وہ جہاد کرتا ہے اللہ اسے بھی جھٹلا دیتا ہے، وہ لڑائی (قتال) کرتا ہے اللہ اسے بھی جھٹلا دیتا ہے، وہ لڑائی میں قتل ہو جاتا ہے اللہ اسے جہنم میں ڈال دیتا ہے۔

(صفۃ المنافق للفریابی)

حضرت عتبہ بن عبد سلمی ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

شہید تین طرح کے ہوتے ہیں:

۱) ایک وہ مومن شخص جس نے اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ یہ بہت بڑے درجہ والا شہید ہے یہ اللہ کے عرش کے نیچے اللہ کے خیمہ میں ہو گا۔ صرف انبیاء نبوت کے درجہ کی وجہ سے اس سے افضل ہوں گے۔

۲) دوسرا وہ مومن شخص جو گناہوں اور غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہے مگر وہ اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ وہ دشمن سے لڑائی کرتا ہے اور وہ شہید ہو جاتا ہے۔ اس کے گناہ اور غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔ کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے یہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے گا

داخل ہوجائے گا۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں۔ جبکہ جنت کے کچھ دروازے دوسروں سے افضل ہیں۔

۳) تیسرا وہ منافق آدمی ہے جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں لڑتا ہے یہاں تک کہ وہ دشمن سے مقابلہ کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں مارا جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ جہنم میں چلا جاتا ہے کیونکہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔

(معجم الکبیر: طبرانی، مسند احمد، الدارمی، صفۃ النفاق ونعت المنافقین)

منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی کی شرارتیں

غزوہ احد کے موقع پر لشکر سے واپسی

غزوہ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مقام شوط پر پہنچ کر فجر کی نماز ادا کی۔ اس وقت آپ ﷺ دشمن کے بہت قریب پہنچ چکے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ یہیں پہنچ کر منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے غداری کی اور بہانہ بنایا اور لشکر کا ایک تہائی حصہ لے کر یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ ہم نہیں سمجھتے کہ خواہ مخواہ اپنی جان دیں۔ اس نے واپس جانے کی یہ وجہ بتائی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات نہیں مانی اور دوسروں کی بات مان لی۔

منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم

حضرت عمر فاروق ؓ روایت کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول منافق مر گیا تو رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ میت پر کھڑے ہوئے تو میں ایک دم سے ان کے پاس گیا اور میں نے کہا! یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ (ﷺ) عبداللہ بن ابی کا نماز جنازہ پڑھائیں گے، اس نے فلاں دن اس طرح اور اس طرح کیا ہے۔ اس طرح میں نے تمام باتیں گنوائیں تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا! اے عمر! مجھ سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ جب میں نے زیادہ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے اختیار

دیا گیا ہے اور میں نے اختیار کو قبول کر لیا ہے۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ ستر دفعہ سے زیادہ اس کے لئے بخشش طلب کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں ستر دفعہ سے زیادہ کروں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپ ﷺ اس سے پیچھے ہٹے تو تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ پر اپنی یہ جرأت سے تعجب کیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

آیت درج ذیل ہے۔

وَلاَ تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَداً وَلاَ تَقُمْ عَلَىَ قَبْرِهِ
إِنَّهُمْ كَفَرُواْ بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُواْ وَهُمْ فَاسِقُونَ O

(سورۃ التوبہ ۔ ۸۴)

اور (اے پیغمبر!) ان (منافقین) میں سے کوئی مر جائے تو کبھی اُس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر (جا کر) کھڑے ہونا۔ یہ اللہ اور اس کے رسول کیساتھ کفر کرتے رہے اور مرے بھی تو نافرمان (ہی مرے)۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی منافق کا نماز جنازہ نہیں پڑھا اور نہ کسی منافق کی قبر پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی۔

آخری دور میں منافقین کی کثرت

حضرت حدیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کے دور میں تم میں سے کوئی آدمی ایک بات کرتا تھا تو اس کی وجہ سے وہ منافق ہو جاتا تھا۔ آج وہی بات تم میں سے کسی کے منہ سے ایک دن میں دس مرتبہ سنتا ہوں۔

(مسند احمد)

حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا! اسلام کو تین چیزیں گراتی ہیں:

- عالم کا بھٹک جانا
- منافق کا قرآن کے ساتھ جھگڑا کرنا
- گمراہ کرنے والے حکمران اور امام

(صفۃ المنافق الدارمی)

حضرت حدیفہ ؓ نے فرمایا کہ آجکل کے جو منافق تم میں موجود ہیں وہ نبی کریم ؐ کے دور کے منافق سے زیادہ برے ہیں کہ وہ اپنے نفاق کو چھپاتے تھے اور یہ ظاہر کرتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ابی شیبہ)

حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نت فرمایا!

" قیامت سے پہلے فتنے اندھیری رات کی طرح ہوں گے۔ آدمی اس ایمان کی حالت میں صبح کرے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا اور شام کفر کی حالت میں

کرے گا تو صبح ایماندار ہو جائے گا۔ قومیں اپنا دین دنیاوی مال کے بدلہ میں فروخت کریں گی۔ (جامع ترمذی، صفۃ المنافق)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ لوگ اپنی مسجدوں میں جمع ہوں گے اور ان میں کوئی بھی مومن نہیں ہوگا۔

(صفۃ المنافق، ابن ابی شیبہ)

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ہر قوم کی قیادت اس قوم کے منافقین کریں گے۔

(صفۃ المنافق)

کتابیات

1۔ قرآن کریم

2۔ تفسیر ابن کثیرؒ

3۔ تفسیر معارف القرآن

4۔ تفسیر انوار البیان

5۔ تفسیر بصیرت القرآن

6۔ صحیح البخاری

7۔ مظاہر الحق جدید

8۔ ریاض الصالحین

9۔ ایمان اور نفاق از محمد نعیم نگوروی

10۔ دل کا بگاڑ از شیخ محمد صالح منجد۔ (ترجمہ) شفیق الرحمٰن الدراوی

11۔ پسندیدہ اخلاق ۔ دعوۃ اکیڈمی، اسلام آباد

12۔ منافقین کا کردار اور علامات از ابویاسر عبداللہ بن بشیر

13۔ صفات المنافقین از ابن قیم الجوزیہ

14۔ سیرتِ رسول اعظم

15۔ نفس کا بیان

16۔ غفلت اور جہالت

دُرُود تنجینا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰٓ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاِخْوَانِہٖ صَلٰوۃً تُنَجِّیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعِ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَآ اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ✦

یا قاضی الحاجات　　یا مجیب الدعواۃ

یا شافی الامراض　　یا دافع البلیّات

یا حل المشکلات　　یا کافی المہمّات

یا رافع الدرجات　　یا ارحم الرّٰحمین

(آمین)

ترجمہ! اے اللہ! ہمارے سرداراور آقا حضرت محمد ﷺ اوران کی آل اوراصحابؓ اور پیغمبروں پر درود بھیج اوراس کے ذریعے توہمیں تمام خوف وہراس اور مصیبتوں سے نجات دیدے ہماری سب حاجتوں کو پورا فرمادے اورہمیں تمام گناہوں سے پاک وصاف کردے ہمیں اپنے نزدیک اعلیٰ سے اعلیٰ درجات سے سرفراز فرمادے اورہمیں زندگی میں اور موت کے بعد تمام بھلائیوں سے نوازدے۔

بے شک توہر شے پر قادر ہے۔

دعا برائے حفاظت

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِ یْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْ بِنَا
وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ
وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّ شِدِیْنَ.
اَللّٰھُمَّ تَوفَّنَا مُسْلِمِیْنَ وَالْحِقْنَا بِالصَّالِحِیْنَ
غَیْرَ خَزَایَا وَلَا مَفْتُوْنِیْنَ



وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

1- سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)

2- ثانی اثنین ۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

3- سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ

4- دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)

5- نفس کا بیان

6- بشر و شجر

7- تصوف (قرآن وسنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)

8- غفلت اور جہالت

9- اخلاقِ مومن

10 سیرتِ امامِ اعظم ۔ ابوحنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابتؒ)

11- نفاق

12۔ سیرتِ سیدنا امیر معاویہؓ

13۔ خانوادۂ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

14۔ امتِ مسلمہ کی نامور شہداء خواتین

15۔ عظیم مسلمان مائیں

16۔ دجال، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

17۔ اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات

18۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد اول)

19۔ تاریخ اسلام کی عظیم خواتین (جلد دوم)

20۔ جہاد اور مجاہد

21۔ ائمہ حدیث کے مختصر حالات

English Books

1- Biography of The Greatest Prophet (ﷺ)

(According to the Calendar)

2- Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)

3- Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza (RA)

4. Seerat Saydna Amir Muawiya (RA)

5. Biographies of Muhadeseen

6. Biography of Imam-e-Azam. Abu Hanifa (ra)

7. Naqshbandia Family

8. Stories of Aulya Karam (ra)

9- HEARTS - In the light of Quran

10- What is Soul (Nafs)

11- Historical Trees of Islam

12. Hypocrisy

13. Carelessness and Ignorance

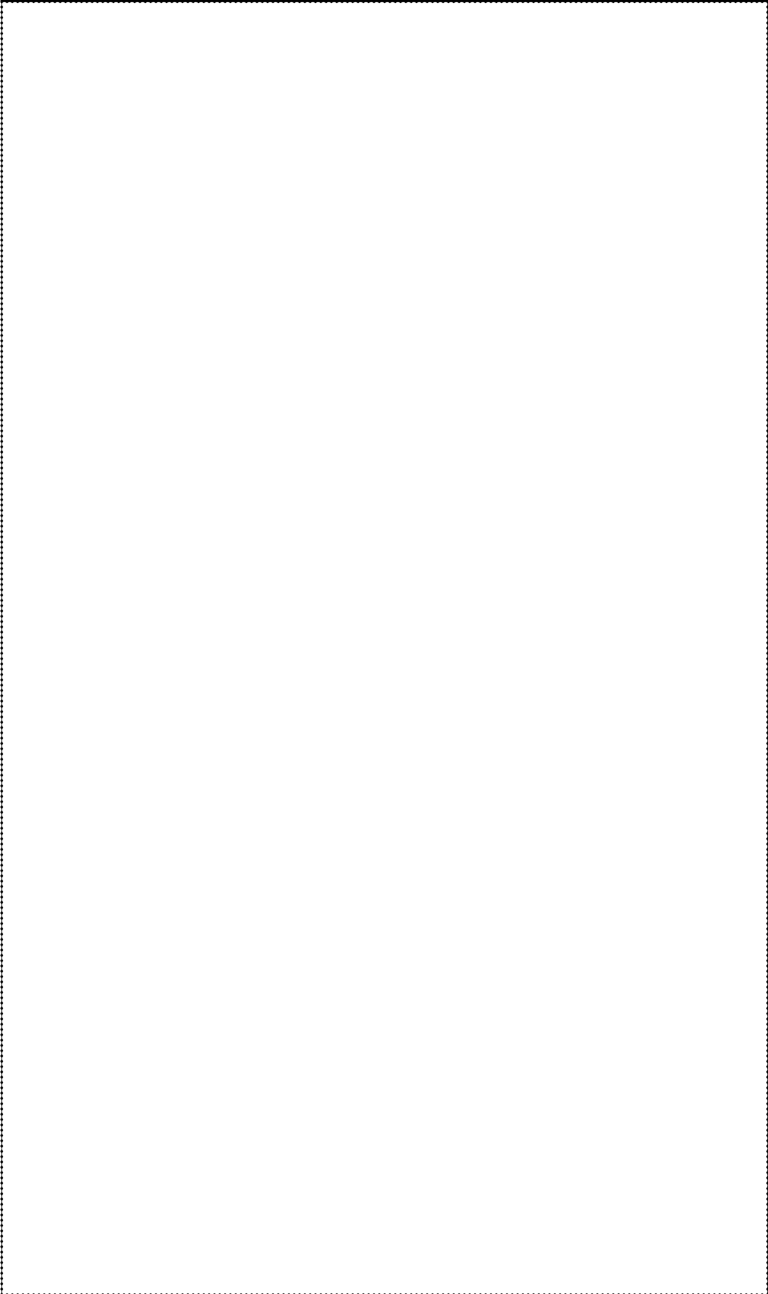
14. Muslim Protocols

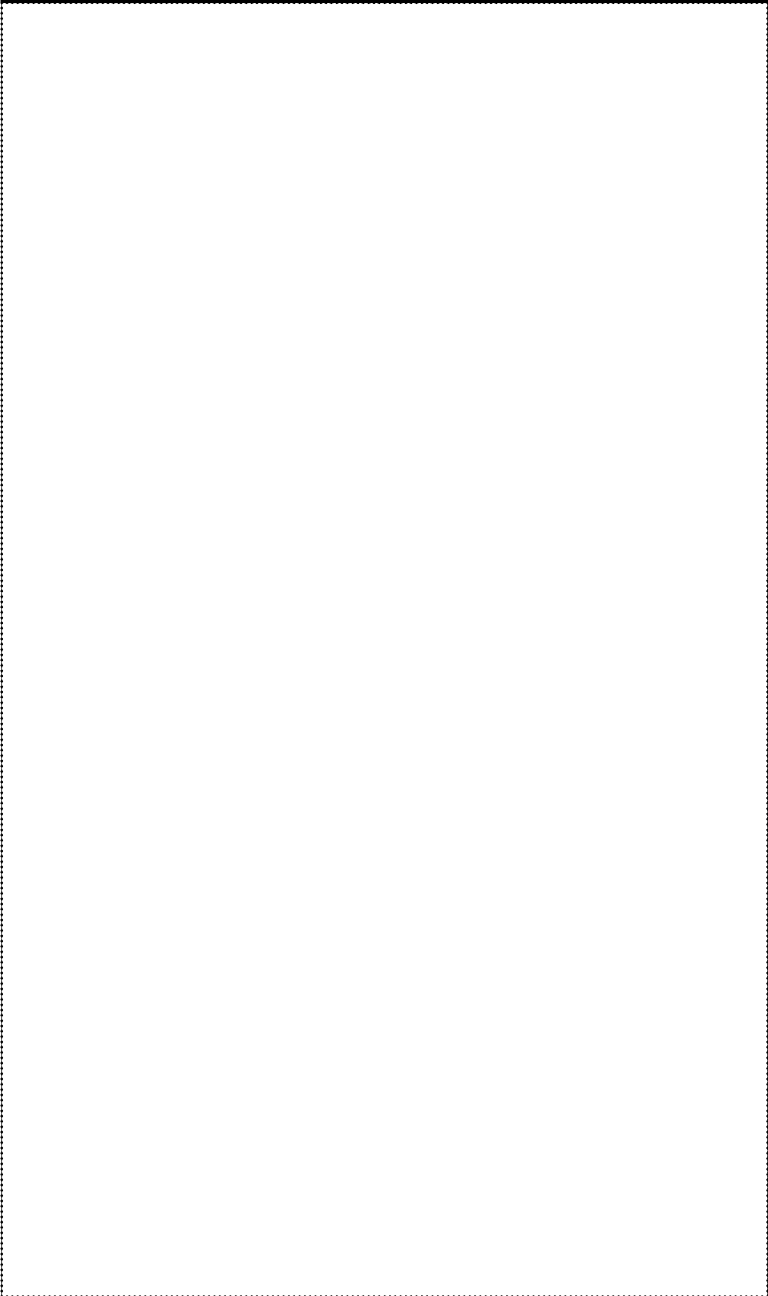
15. Dajjal, Imam Mehdi and Hazrat Esa (AS)

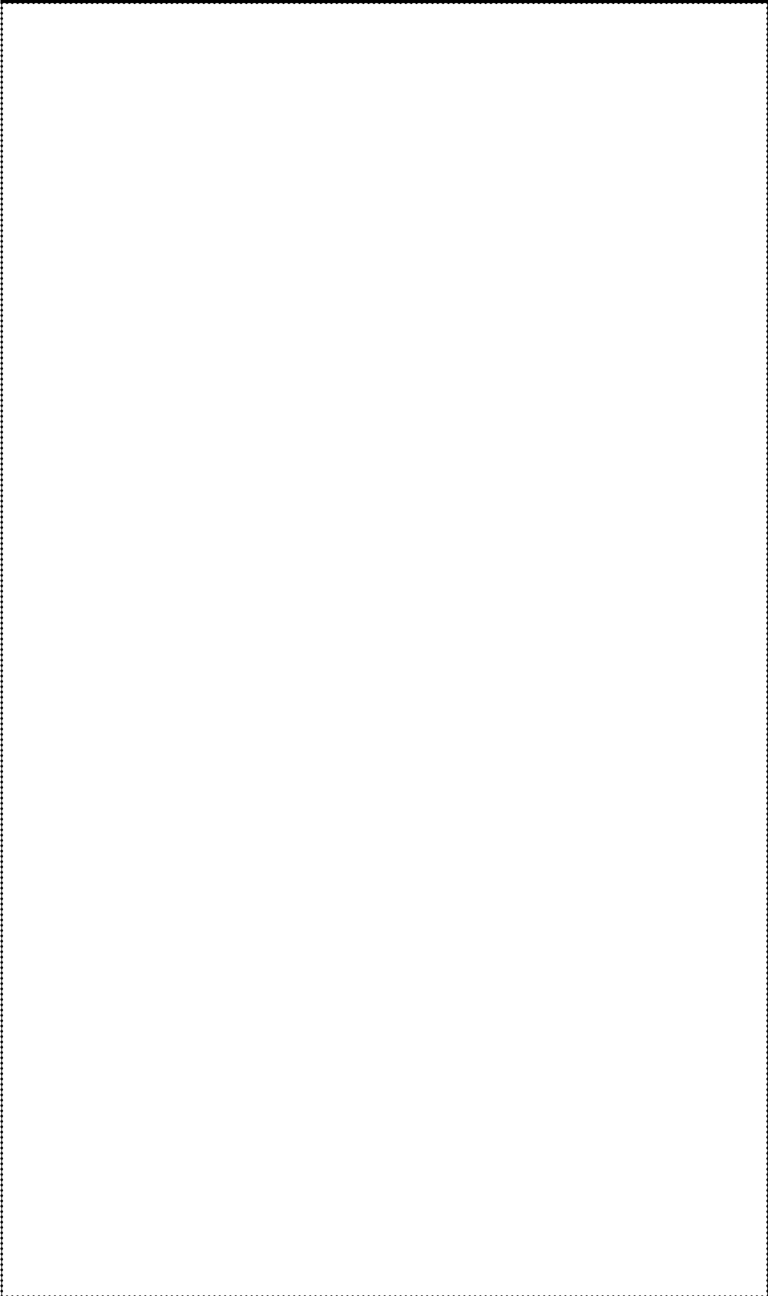
16. Great Women in Islamic History (Vol -1)

17. Great Women in Islamic History (Vol -2)

18. Tasawwuf







سکندر نقشبندی صاحب کی تصانیف

PUBLICATIONS OF SIKANDER NAQSHBANDI

1-سیرتِ رسول اعظم ﷺ (ماہ وسال کے آئینہ میں)

2- ثانی اثنین۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ

3-سیرتِ امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰؓ

4۔ سیرتِ امامِ اعظم۔ ابو حنیفہؒ (حضرت نعمان بن ثابت)ؒ

5۔ آئمہ حدیث کے مختصر حالات

6-دل کی اقسام (قرآن کی روشنی میں)

7-نفس کا بیان

8- بشر و شجر

9-تصوف (قرآن وسنتِ رسول کریم ﷺ کی روشنی میں)

10-غفلت اور جہالت

11-اخلاقِ مومن

12۔ نفاق

13 ۔اولیاء کرام کے ایمان افروز واقعات اور حالات

14 ۔تاریخ اسلام کی عظیم خواتین

15 - Biography of The Greatest Prophet (ﷺ)

(According to the Calendar)

16 - Al-Siddique (Syedna Abu Bakr Siddique RA)

17 - Seerat Amirul Mominin Syedna Ali Al-Murtaza (RA)

18 - HEARTS - In the light of Quran

19 - What is Soul (Nafs)

20 - Historical Trees of Islam

www.eislamicbooks.com /

sikander.naqshbandi@gmail.com